عمران سیریز

گیم اوور

ارشاد العصر جعفری

محترم قارئین

السلام علیکم

میرا نیا ناول ''گیم اوور'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میرے سابقہ ناولوں کی طرح یہ ناول بھی یقیناً آپ کو پسند آئے گا۔

علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مجھے محبت ہے کیونکہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہر رکن وطن عزیز سے محبت کرتا ہے اور جو شخص بھی وطن سے محبت کرتا ہے وہ میرے لئے قابل احترام ہے۔ علی عمران کی ٹیم تو وہ ٹیم ہے جو وطن پر قربان ہونے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے اور یقیناً یہی وجہ ہے کہ آپ بھی علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے محبت کرتے ہیں۔ یہ آپ کی عمران سے محبت کا نتیجہ ہی ہے کہ آپ اب مجھ سے بھی محبت کرنے لگے ہیں اور آپ کی اس محبت اور خلوص کا اندازہ مجھے آپ کے خطوط سے ہوتا ہے جس میں آپ مجھے مشورے دیتے ہیں۔ میری رہنمائی کرتے ہیں۔ میری رہنمائی کی خاطر تنقید برائے تعمیر بھی کرتے ہیں اور میری آپ سے گزارش بھی یہی ہے کہ آپ بے شک میری تعریف نہ کریں لیکن تنقید برائے تعمیر ضرور کریں تاکہ میں

علی عمران کے کارناموں کو آپ تک بہتر انداز میں پیش کر سکوں۔

میرے گزشتہ ناول ''بلیک زیرو'' کو آپ نے جس طرح پذیرائی بخشی اس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا کہ آپ نے میری تحریر کو سراہا۔

''گیم اوور'' اپنی نوعیت کا ایک منفرد ناول ہے۔ کیسے، یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا۔ اس ناول میں وہ تمام لوازمات موجود ہیں جو آپ کسی ناول میں پڑھنا چاہتے ہیں اور یہ ناول بھی میں نے اسی طرح محنت اور محبت سے لکھا ہے کہ جس طرح سابقہ ناول لکھے ہیں۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ میرا ہر ناول منفرد ہو تاکہ آپ کو پڑھ کر مزہ آئے اور مجھے لکھ کر۔ اب یہ آپ نے بتانا ہے کہ میں اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب رہا ہوں۔ آپ کا ایک مطالبہ شدت اختیار کرتا جا رہا ہے کہ آپ کے خطوط کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ انشاء اللہ آپ کا یہ مطالبہ ضرور پورا کیا جائے گا۔ بس تھوڑا سا انتظار۔

اجازت دیجئے

والسلام

ارشادالعصر جعفری

ڈور بیل کی آواز سن کر سلیمان کا خوشگوار موڈ انتہائی خراب ہو گیا تھا کیونکہ اس نے اپنے لئے بادام کا حلوہ بنایا تھا اور کینیا سے امپورٹڈ سپیشل کوالٹی کی پتی سے چائے تیار کی تھی۔ اس پتی سے تیار کی گئی چائے کا ذائقہ انتہائی مزیدار اور خوشبو تو دور دور تک پھیل جاتی تھی۔ یہ ایسی چائے تھی جو پاکیشیا کے بڑے بڑے آفیسرز کو بھی میسر نہیں تھی۔ کچھ دن پہلے عمران کے ایک دوست نے کینیا سے تحفتاً بھجوائی تھی۔ عمران کو تو اس کی چند پیالیاں ہی پینا نصیب ہوئی تھیں باقی پتی سلیمان نے چھپا دی تھی۔

عمران چونکہ تمام رات اسٹڈی روم میں رہا تھا اور کچھ دیر پہلے ہی اسٹڈی روم میں ہی قالین پر سو گیا تھا اس لئے فی الحال اس کے اٹھنے کا امکان بھی نہیں تھا۔ اس بات کو دیکھتے ہوئے سلیمان نے اپنے لئے سپیشل ناشتہ تیار کیا تھا اور ابھی اس نے ناشتہ شروع ہی کیا

تھا کہ ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔ ڈور بیل بجنے کے باوجود عمران کے اٹھنے کا کوئی امکان نہیں تھا کیونکہ عمران گہری نیند سویا ہوا تھا اور اسٹڈی روم ساؤنڈ پروف تھا۔ دوسری بار بیل بجی تو سلیمان اٹھا اور کچن سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''صبح ہی صبح آ جاتے ہیں۔ سکون سے ناشتہ بھی نہیں کرنے دیتے''...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر بیرونی دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا تو اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اور وہ پلکیں جھپکانا تک بھول گیا تھا۔

''گریٹ کک جناب آغا سلیمان پاشا صاحب اسی فلیٹ میں رہتے ہیں''...... سلیمان کے کانوں سے سریلی آواز ٹکرائی۔ چند لمحے پہلے اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا لیکن اب دروازے پر موجود شخصیت کو دیکھ کر اس کا موڈ انتہائی خوشگوار ہو گیا۔ دروازے پر ایک نوجوان اور انتہائی خوبصورت لڑکی کھڑی تھی اور اس نے پوچھا بھی سلیمان کے بارے میں ہی تھا۔

''جج۔ جی۔ جی ہاں۔ سلیمان اسی فلیٹ میں رہتا ہے بلکہ رہتا کیا ہے وہ اس وقت بنفس نفیس آپ کے سامنے کھڑا ہے''۔ سلیمان نے اس لڑکی کی خوبصورتی سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ ہی آغا سلیمان پاشا ہیں۔ کیا آپ مجھے اندر آنے کی اجازت دیں گے''...... لڑکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ جی ہاں۔ تشریف لائیے''...... سلیمان نے اخلاق کی

آخری حدوں کو چھوتے ہوئے کہا اور دروازے سے ایک طرف ہٹ گیا۔ لڑکی مسکراتے ہوئے اندر آ گئی۔ سلیمان نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں اسے ساتھ لئے ڈرائینگ روم میں آ گیا۔

''میں ناشتہ کر رہا تھا۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کے لئے بھی ناشتہ لے آؤں''...... سلیمان نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا جبکہ اس دوران لڑکی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

''یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ گریٹ کک کے ہاتھوں کا بنا ہوا ناشتہ مجھے ملے''...... لڑکی نے سلیمان کی آفر پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ سلیمان اٹھ کر کچن میں گیا اور پانچ منٹ بعد ناشتہ لے کر آ گیا۔ بادام کا حلوہ اور چائے اس نے پہلے ہی تیار کی ہوئی تھی۔ سلائس اور آملیٹ اس نے ابھی بنائے تھے۔ ڈرائینگ روم میں داخل ہو کر اس نے ناشتے کے برتن میز پر رکھے اور ٹرالی کو ایک سائیڈ پر کر دیا۔

''لیجئے بسم اللہ کیجئے۔ مس''...... سلیمان نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''مس سپنا۔ میرا نام سپنا ہے''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ کی طرح آپ کا نام بھی بہت خوبصورت ہے''۔ سلیمان نے [illegible] کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ آج میں بہت خوش ہوں کہ اپنے آئیڈیل کک کے

ساتھ ناشتہ کر رہی ہوں''...... سپنا نے اپنی تعریف پر سلیمان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ناشتے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا میں آپ کا بھی آئیڈیل کک ہوں۔ ویسے یہ حقیقت بھی ہے کہ پورے پاکیشیا میں میرے پائے کا کک اور کوئی نہیں ہے''...... سلیمان نے اپنی تعریف سن کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''سلیمان صاحب۔ ابھی آپ نے لفظ ''بھی'' استعمال کیا ہے۔ کیا آپ اورلڑکیوں کے بھی آئیڈیل کک ہیں''...... سپنا نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ حلوے کی پلیٹ کی طرف بڑھا دیا جس کی خوشبو بھوک بڑھا رہی تھی۔

''جی ہاں۔ دارالحکومت میں سینکڑوں لڑکیاں ایسی ہیں جو میرے پکائے ہوئے کھانوں کی شیدائی ہیں''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بے شک۔ بے شک۔ آپ کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے ہوتے ہی اتنے لذیذ ہیں کہ جو بھی کھائے آپ کا دیوانہ ہو جائے۔ اب آپ کا یہ بادام کا حلوہ۔ واہ۔ اوہ۔ میں نے زندگی بھر ایسا حلوہ کبھی نہیں کھایا''...... سپنا نے سلیمان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

سلیمان اپنی تعریف پر مزید چوڑا ہو گیا تھا جبکہ سپنا نے حلوے کے بعد فلاسک میں سے چائے پیالی میں ڈالی اور پھر وہ چائے پینے لگی۔

''اوہ۔ سلیمان صاحب۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں نے

ایسی چائے پہلے کبھی نہیں پی''...... چائے کا ایک گھونٹ لینے کے بعد سپنا نے بے اختیار کہا تو سلیمان کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔

''شکریہ۔ شکریہ۔ ابھی تو آپ نے صرف ناشتہ کیا ہے۔ آپ دوپہر کا کھانا اور رات کا ڈنر کھائیں گی تو ہمیشہ اسی فلیٹ میں رہنے کا فیصلہ کر لیں گی''...... سلیمان نے سپنا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے فوراً ہی اپنی نظریں جھکا لیں اور اس کے چہرے پر کئی رنگ بکھر گئے۔ سلیمان اس کے اس انداز پر دنیا جہاں کو بھول کر ہی رہ گیا اور اس کے دل میں پھلجھڑیاں سی پھوٹنے لگیں۔

''آپ دعا کریں کہ ایسا ہو جائے''...... سپنا نے نظریں جھکائے ہوئے نہایت ہی دھیمی آواز میں کہا۔ اس کی بات سن کر سلیمان کا دل چاہا کہ وہ یاہو کا نعرہ لگائے اور اٹھ کر ناچنا شروع کر دے لیکن اس نے اپنی اس خواہش کا گلا دبا دیا۔

''مس سپنا۔ آپ اپنے بارے میں تو کچھ بتائیں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سلیمان نے کہا۔

''میں دارالحکومت کے مین بلیو وارڈ کے بلاک سی میں رہتی ہوں۔ میرے والد صاحب بزنس مین ہیں۔ میں اپنی ممی کے ساتھ ہوٹلوں میں کھانا کھانے جاتی ہوں تو وہاں کئی لوگوں سے آپ کے کھانوں کی تعریف سنی ہے۔ مجھے تو کھانا پکانا آتا نہیں۔ ممی نے کہا کہ جاؤ سلیمان صاحب سے کھانا پکانا سیکھو تا کہ شادی کے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ لڑکی کو تو کھانا پکانا ہی نہیں آتا''...... سپنا نے جواب

دیتے ہوئے کہا اور اس کا جواب سن کر سلیمان کا دل بجھ سا گیا۔

''تو کیا آپ کی شادی ہونے والی ہے''...... سلیمان نے بجھے ہوئے دل سے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی تو نہیں ہو رہی۔ ابھی تو میں آپ سے کھانے کی تربیت لوں گی۔ جب میں آپ جیسا کھانا پکانا سیکھ جاؤں گی تو پھر آپ ممی کو بتائیں گے کہ میری تربیت مکمل ہو گئی ہے۔ اس کے بعد میری ممی رشتہ تلاش کریں گی اور پھر میری شادی ہو گی''...... سپنا نے کہا تو سلیمان نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

''اوہ۔ ابھی آپ کا رشتہ طے نہیں ہوا''...... سلیمان نے یکدم خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ ابھی تک ممی نے میرے لئے کوئی رشتہ دیکھا ہی نہیں اور اب شاید انہیں رشتہ تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے''۔ سپنا نے ایک مرتبہ پھر نظریں جھکاتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ اب آپ کی ممی کو رشتہ تلاش کرنے کی ضروت کیوں نہیں پڑے گی''...... سلیمان نے شوخ لہجے میں کہا مگر سپنا نے سلیمان کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نگاہیں بدستور جھکی ہوئی تھیں۔

''اچھا۔ یہ بتائیں کہ اس فلیٹ میں آپ کے علاوہ اور کون رہتا ہے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سپنا نے پوچھا۔

''لڑکی بزنس مین کی بیٹی ہے اور بہت امیر ہے۔ اسے یہ نہیں

بتانا چاہئے کہ میں عمران صاحب کا ملازم ہوں۔ اس بات سے سپنا پر اچھا تاثر نہیں پڑے گا''...... سلیمان نے اپنے دل میں سوچا۔

''سلیمان صاحب۔ آپ کیا سوچنے لگ گئے''...... سپنا نے سلیمان کو سوچ میں گم دیکھا تو اس نے پوچھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کچھ نہیں۔ کیا پوچھا تھا آپ نے''...... سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں نے یہ پوچھا تھا کہ اس فلیٹ میں آپ کے علاوہ اور بھی کوئی رہتا ہے''...... سپنا نے کہا۔

''ہاں۔ میرا کوئی نہ کوئی شاگرد میرے ساتھ ضرور رہتا ہے۔ جب ایک شاگرد تربیت مکمل کر کے چلا جاتا ہے تو دوسرا آ جاتا ہے۔ میرے تمام شاگرد ایکریمیا اور یورپ کے مختلف ممالک کے فائیو سٹار ہوٹلوں میں کام کرتے ہیں اور ماہانہ ہزاروں ڈالرز کماتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''جی ہاں۔ ان ممالک میں کک اتنا ہی کما لیتے ہیں اور پھر جہاں آپ کے شاگرد ہوتے ہوں گے وہاں دوسرے ککس کی تو دال ہی نہیں گلتی ہو گی''...... سپنا نے کہا۔

''ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کے کئی فائیو سٹار ہوٹلوں نے ڈیمانڈ کی ہوئی ہے کہ میں جب بھی کوئی شاگرد تیار کروں تو اس شاگرد کو ان کے پاس بھجوا دوں اور میں سال میں تین چار شاگرد تیار کر کے انہیں بھجوا دیتا ہوں۔ اس بات کی وہ مجھے باقاعدہ تنخواہ دیتے ہیں۔ میں

یہیں پاکیشیا میں رہتے ہوئے ماہانہ سات آٹھ ہزار ڈالر کما لیتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ واقعی''...... سپنا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کو یقین نہیں آیا۔ ان ہوٹلوں کے دو تین گارینٹڈ چیک اب بھی میرے فلیٹ میں موجود ہوں گے۔ میں وہ چیک آپ کو دکھا سکتا ہوں''...... سلیمان نے کہا اور صوفے سے اٹھنے لگا۔

''اوہ نہیں۔ نہیں۔ میں نے کب کہا ہے کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ میں تو آپ کے بارے میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔ میں تو بس ایک لمحے کے لئے حیران ہوئی تھی۔ آپ کو میری حیرت بری لگی تو سوری''...... سپنا نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اچھا۔ بات ہو رہی تھی آپ کے شاگردوں کی۔ کیا آج کل بھی کوئی شاگرد آپ کے پاس زیر تربیت ہے''...... سپنا نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ آج کل علی عمران نامی ایک شاگرد مجھ سے تربیت حاصل کر رہا ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سلیمان صاحب۔ میں تو آپ کے شاگردوں سے ملنا بھی اپنی خوش قسمتی سمجھتی ہوں۔ کہاں ہے آپ کا یہ شاگرد۔ میں بھی دیکھوں کہ آپ کے شاگرد کیسے ہوتے ہیں''...... سپنا نے کہا۔

''میرا یہ شاگرد رات بھر جاگتا رہا ہے اس لئے ابھی تک سویا ہوا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ اگر وہ بیدار ہو گیا ہے تو میں اسے آپ سے

ملواتا ہوں لیکن ایک بات کا آپ نے خیال رکھنا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ وہ کیا''...... سپنا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''میرا یہ شاگرد علی عمران انتہائی معصوم شکل وصورت کا ہے اور باتیں بہت ہی شوخ انداز میں کرتا ہے اس لئے خواتین اس سے فوراً ہی متاثر ہو جاتی ہیں کہیں آپ بھی اس سے متاثر نہ ہو جائیں''۔ سلیمان نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں سلیمان صاحب۔ میرے آئیڈیل تو آپ ہیں۔ میں بھلا کسی اور سے متاثر کیسے ہو سکتی ہوں۔ آئیڈیل تو روز روز نہیں بدلتے نا''...... سپنا نے کہا تو سلیمان مطمئن ہو گیا۔ پھر وہ اٹھ کر اسٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ سلیمان نے اندر جھانکا تو عمران گہری نیند میں تھا۔ سلیمان نے دروازہ بند کیا اور واپس ڈرائینگ روم میں آ گیا۔

''بے چارہ رات بھر مختلف کھانے پکانے کی مشق کرتا رہا ہے اس لئے ابھی تک سو رہا ہے۔ میں کچھ دیر بعد اسے اٹھاؤں گا''۔ سلیمان نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ گریٹ کک ہونے کے ساتھ ساتھ نرم دل انسان بھی ہیں۔ ورنہ ہمارے ہاں کے استاد تو اپنے شاگردوں سے بہت ہی ظالمانہ سلوک کرتے ہیں''...... سپنا نے کہا۔

''دیکھیں جی۔ شاگرد بھی انسان ہوتے ہیں اور انہیں بھی وہ تمام

انسانی حقوق حاصل ہونے چاہئیں جو ایک استاد کو حاصل ہوتے ہیں''...... سلیمان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ انسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہو۔ یہ بات کر کے اس نے سپنا کے چہرے کی طرف دیکھا جو اس سے کافی متاثر ہو گئی تھی۔

''میں ممی سے کہہ دوں گی کہ میں نے پرفیکٹ آدمی تلاش کر لیا ہے''...... سپنا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا مگر سلیمان نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی اور خوشی سے اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

''جی۔ کیا کہا ہے آپ نے۔ ذرا بلند آواز میں کہیں''۔ سلیمان نے شوخ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ مجھے شرم آتی ہے''...... سپنا نے ایک بار پھر گردن جھکا کر شرماتے ہوئے کہا۔

''میں اپنے شاگرد کو دیکھ آؤں۔ شاید وہ جاگ گیا ہو''۔ سلیمان نے کہا اور اٹھ کر اسٹڈی روم کی طرف چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی واپسی ہوئی۔

''وہ ابھی تک سویا ہوا ہے۔ اچھا اب کچن میں آ جائیں۔ میں آپ کو اچار گوشت پکانا سکھاتا ہوں''...... سلیمان نے سپنا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ضرور۔ ضرور۔ آج سے ہی میری تربیت بھی شروع ہو جانی چاہئے''...... سپنا نے کہا اور پھر وہ سلیمان کے ساتھ کچن میں آ گئی۔ اچار گوشت پکانے کے دوران سلیمان نے دو تین چکر اسٹڈی روم

کے بھی لگا لئے تھے لیکن عمران ابھی تک سویا ہوا تھا۔

''بارہ بجنے والے ہیں۔ اب میں اسے اٹھا ہی دوں''۔ سلیمان نے سپنا سے کہا تو سپنا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور سلیمان ایک بار پھر اسٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا تاکہ آوازیں باہر نہ جا سکیں۔

''صاحب اٹھیئے۔ دیکھئے سورج سر پر چڑھ آیا ہے''...... سلیمان نے عمران کے قریب آ کر بلند آواز میں کہا۔

''تم بھی تو میرے سر چڑھے ہو۔ میں آج تک تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو سورج کا کیا بگاڑ لوں گا''...... عمران نے کہا اور کروٹ بدل کر اس نے تکیہ اپنے کانوں پر رکھ لیا۔

آج کل سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہیں تھا اس لئے راوی نے نصیب میں چین ہی چین لکھ دیا تھا۔ عمران کا زیادہ وقت مطالعے میں گزرتا تھا اور جب عمران مطالعے سے تھک جاتا تو پھر سیکرٹ سروس کے ممبران کو تنگ کرتا۔ خاص طور پر جولیا کو تنگ کر کے تو وہ خوب محظوظ ہوتا تھا۔ رات بھی وہ بہت دیر سے گھر پہنچا تھا۔ پھر انٹرنیٹ پر ایک سائنسی میگزین کے تازہ شمارے کا مطالعہ کرنے لگا۔ اس میگزین کے خاص مضامین کا اس نے پرنٹ آؤٹ بھی لے لیا تھا۔ اس دوران فجر کی اذان ہو گئی تو عمران نے فجر کی نماز ادا کی اور پھر سو گیا۔ سلیمان نے صبح سے اس کے کمرے کے چکر لگانے شروع کر دیئے تھے اور اب بارہ بجے آخر اس نے عمران

کو آواز دے کر جگا دیا تھا۔

''مجھ میں اور سورج میں تو بہت فرق ہے صاحب''...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ آپ میں اور سورج میں کیا فرق ہے''...... عمران نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ جب لڑکیاں مجھ سے آنکھیں ملاتی ہیں تو ان کی آنکھوں میں پیار ہی پیار ہوتا ہے جبکہ وہ سورج سے آنکھیں ملاتی ہیں تو سورج ان کی آنکھیں پھوڑ دیتا ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہت عجیب سا فرق بتایا ہے تم نے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جو لڑکیاں تم سے آنکھیں ملا سکتی ہیں سورج ان کی آنکھوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا''...... عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''وہ کیوں صاحب''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نابینا لڑکیوں کی آنکھوں کا سورج کیا بگاڑے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نابینا لڑکیاں۔ میں کچھ سمجھا نہیں صاحب''...... سلیمان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم سے جو آنکھ ملائے گی وہ نابینا لڑکی ہو گی۔ بینا لڑکی تو تم

سے آنکھ ملانے سے رہی اور میرے خیال میں نابینا لوگ اگر سورج کی طرف دیکھیں تو سورج ان کی آنکھوں پر اثرانداز نہیں ہو سکتا''...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سن کر سلیمان کا منہ بن گیا۔

''صاحب۔ میرے خیال میں خواتین میں میری مقبولیت آپ کو اچھی نہیں لگتی''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں تم سے جیلس ہوں''۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ میں نوکر ہوں اور آپ مالک۔ میں تو آپ کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کر سکتا''...... سلیمان نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے کہنے کا مطلب بالکل یہی تھا لیکن اس نے الفاظ یہ نہیں کہے تھے۔

''اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم جن خواتین میں مقبول ہو وہ خواتین کہاں ہیں''...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ کچھ دیر کے لئے میرے شاگرد بن جائیں گے تو ایک خاتون۔ اوہ نہیں۔ بلکہ ایک حسینہ عالم سے تو میں ابھی آپ کو ملوا سکتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ ابھی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی صاحب۔ ابھی اور اسی وقت اور اسی فلیٹ میں''۔ سلیمان نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''مگر مجھے تمہارا شاگرد بننے کے لئے کیا کرنا پڑے گا''۔ عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''آپ کو کچھ نہیں کرنا پڑے گا۔ بس کچھ دیر کے لئے میں آپ سے استاد کے لہجے میں اور آپ مجھ سے شاگرد کے انداز میں بات کریں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''بہت بہتر جناب''...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بس۔ بالکل اسی طرح۔ آپ فریش ہو کر ڈرائنگ روم میں آ جائیں''...... سلیمان نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر وہ اسٹڈی روم سے باہر نکل آیا۔ عمران نے کندھے اچکائے اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر ڈرائنگ روم میں پہنچا تو حیران رہ گیا۔ ڈرائنگ روم میں واقعی ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی اور سلیمان اس سے باتیں کر رہا تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ لڑکی احتراماً کھڑی ہو گئی۔

''السلام علیکم''...... لڑکی نے عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

''یہ میرا شاگرد علی عمران ہے اور عمران ان سے ملو یہ میری نئی شاگرد مس سپنا ہیں''...... سلیمان نے ان دونوں کا آپس میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔ سپنا نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن عمران نے اس کے ہاتھ کو نظرانداز کر دیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

''سوری مس سپنا۔ میرے استاد جناب آغا سلیمان پاشا نے

ہدایت کی ہے کہ میں اجنبی لڑکیوں سے مصافحہ نہ کروں''...... عمران نے سپنا کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ اگر سلیمان صاحب نے ایسا کہا ہے تو بالکل ٹھیک کہا ہے''...... سپنا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''عمران۔ دیکھو کس کا فون ہے''...... سلیمان نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو عمران صوفے سے اٹھا اور فون کی طرف بڑھ گیا۔ فون کے قریب پہنچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''یس۔ علی عمران دی سٹوڈنٹ آف گریٹ کک مسٹر آغا سلیمان پاشا سپیکنگ''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مسٹر علی عمران۔ کھیل ختم۔ یعنی گیم اوور۔ ہا۔ ہا۔ ہا''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی قہقہہ بلند ہوا۔ اسی لمحے عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران فوراً گھوما اور اس کے ساتھ ہی ایک دھماکہ ہوا اور عمران کو اپنے بازو میں دہکتی ہوئی سلاخ سی اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔

سپنا کے ہاتھ میں چھوٹا سا ریوالور نظر آ رہا تھا جس کی نال سے دھواں نکل رہا تھا۔ پھر ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں دوسرا دھماکہ ہوا تو عمران نے فوراً ہی غوطہ لگایا اور سپنا کے منہ سے ہلکی سی سسکی کی آواز سنائی دی کیونکہ سلیمان نے اس کے پہلو میں لات ماری

تھی۔ سلیمان کی لات کھا کر سپنا لڑکھڑائی اور پھر وہ ربڑ کی گڑیا کی مانند اچھلی اور اس کی دونوں ٹانگیں سلیمان کے سینے سے ٹکرائیں اور وہ اچھل کر دور جا گرا جبکہ اسی ایکشن میں اٹھتے ہوئے اس نے عمران پر بھی ایک اور فائر کر دیا۔ عمران جو غوطہ لگانے کے بعد کھڑا ہو رہا تھا یکدم دوبارہ قالین پر گر گیا اور گولی اس کے کان کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔ ابھی وہ پوری طرح قالین پر گرنے بھی نہ پایا تھا کہ اسے تیزی سے کروٹ بدلنا پڑی۔

سپنا کے پاؤں ابھی ٹھیک طرح سے فرش پر نہیں آئے تھے کہ اس نے ایک اور فائر کر دیا اور عمران نے اس کی انگلی کی حرکت دیکھ لی تھی اس لئے اسے برق رفتاری سے کروٹ بدلنا پڑی تھی۔ ایک اور دھماکہ ہوا اور گولی عمران کے بالوں کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔ پھر یکے بعد دیگرے کئی دھماکے ہوئے اور عمران کو لٹو کی مانند حرکت میں آنا پڑا۔ ریوالور سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں برآمد ہوئی تو سپنا نے ریوالور عمران کو دے مارا اور خود اس نے چھلانگ لگا دی۔ ڈرائینگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ چھلانگ لگا کر وہ باہر جا گری جبکہ عمران نے اپنی طرف آتے ہوئے ریوالور کو کیچ کر لیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ریوالور اس کے چہرے سے ٹکراتا۔

ریوالور کیچ کر کے عمران نے ایک طرف پھینکا اور خود اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک نظر سلیمان کی طرف دیکھا جو سپنا کی ٹانگیں لگنے سے اچھل کر دیوار سے ٹکرایا تھا اور بے ہوش ہو کر قالین

پر گر گیا تھا۔ عمران نے اسے بس ایک نظر دیکھا اور پھر وہ برق رفتاری سے ڈرائینگ روم سے باہر نکلا اور پھر بیرونی دروازے تک جا پہنچا۔ اس نے بیرونی دروازہ کھول کر دیکھا لیکن وہاں سپنا کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور بیرونی دروازے کو لاک کر کے ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ اس نے اپنے بازو کو دیکھا جہاں سے خون رس رہا تھا۔ یہ بہت معمولی سا زخم تھا۔ جہاں سے عمران خود ہی گولی نکال سکتا تھا اور زخم کی ڈریسنگ بھی کر سکتا تھا اس کے لئے اسے کسی ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ عمران، سلیمان کو ہوش میں لانے لگا تاکہ اس کی مدد سے اپنے بازو میں لگی ہوئی گولی نکال سکے۔

اسرائیلی صدر اپنے شاندار آفس میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ وہ کسی گہری سوچ میں گم تھے۔ وہ کافی دیر سے اس انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد ان کے آفس کا دروازہ کھلا اور پریذیڈنٹ آفس کا سیکورٹی انچارج کرنل ولسن اندر داخل ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا اور ان کے سامنے ادب سے کھڑا ہو گیا۔ صدر نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''سر۔ میٹنگ کے تمام شرکاء میٹنگ ہال میں پہنچ چکے ہیں''۔ کرنل ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر صدر اپنی کرسی سے اٹھے اور پھر دروازے کی طرف بڑھے۔ کرنل ولسن ان سے دو قدم پیچھے چلنے لگا۔ اسرائیلی صدر پروقار انداز میں چلتے ہوئے میٹنگ ہال کے گیٹ تک پہنچے گئے۔ انہیں دیکھتے ہی گیٹ پر موجود

سیکورٹی اہلکاروں نے سیلوٹ کیا۔ کرنل ولسن وہیں گیٹ پر رک گیا جبکہ اسرائیلی صدر ہال میں داخل ہو گئے۔

ہال میں موجود تمام افراد انہیں دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے۔ وہ اسی طرح پروقار انداز میں چلتے ہوئے اپنی مخصوص کرسی تک پہنچ گئے جو دوسری کرسیوں کی نسبت کچھ بلند جگہ پر رکھی ہوئی تھی۔ اپنی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد انہوں نے ہال میں موجود افراد پر نظر دوڑائی۔ میٹنگ کے شرکاء یو شیپ انداز میں بنی ہوئی قطار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسرائیلی صدر کے دائیں طرف پہلی کرسی پر جی پی فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ بیٹھے ہوئے تھے جبکہ بائیں طرف کی پہلی کرسی پر اسرائیل کے وزیر دفاع بیٹھے تھے۔ ان دونوں کے علاوہ بھی کچھ خاص لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ خاص لوگ مختلف اداروں یا محکموں کے سربراہ تھے اور وہ ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے تھے۔

البتہ ایک نوجوان ان میں سے اجنبی تھا۔ اس نوجوان کو وہ پہلی بار دیکھ رہے تھے اور حیران ہو رہے تھے کہ وہ کون ہے۔ وہ دائیں طرف کی قطار کے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے قریب بیٹھے ہوئے افراد نے اس سے متعارف بھی ہونا چاہا لیکن وہ ہر سوال پر مسکرا کر خاموش ہو جاتا اور پھر صدر صاحب تشریف لے آئے اس لئے سب کو خاموش ہونا پڑا تھا۔

''آج کی میٹنگ بہت ہی اہمیت کی حامل ہے'' تمام شرکاء کا جائزہ لیتے ہوئے صدر نے اپنی بارعب آواز میں کہا تو ہال میں

موجود تمام افراد ہمہ تن گوش ہو گئے اور ان سب کی نظریں صدر کے چہرے پر مرکوز ہو گئیں۔ صدر نے ایک بار پھر ان سب کو غور سے دیکھا۔

''ہمارا خواب، ہم سب کا خواب بلکہ دنیا بھر میں بسنے والے تمام یہودیوں کا بس ایک ہی خواب ہے اور وہ خواب ہے گریٹ اسرائیل کا۔ ہمارا یہ خواب کب کا شرمندہ تعبیر ہو چکا ہوتا اگر دنیا میں پاکیشیا نہ ہوتا یا کم از کم پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ ہوتی۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی قباحت نظر نہیں آ رہی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس درجنوں بار اسرائیل آئی اور اس نے بڑی دیدہ دلیری، بہادری اور جرأت مندی سے اپنے مشن مکمل کئے اور ہر بار ہمیں کھربوں ڈالرز کا نقصان پہنچانے کے بعد بڑے اطمینان سے واپس پاکیشیا پہنچ گئی اور ہماری ایجنسیاں ایک دوسرے کا منہ ہی تکتی رہ گئیں''...... صدر نے کہا اور پھر وہ کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھنے لگے جس کا چہرہ یہ سننے کے بعد سرخ ہو گیا تھا۔

''میرے کہنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہماری ایجنسیاں نااہل ہیں۔ ہماری ایجنسیاں بھی انتہائی فعال، تیز اور بے مثال کارکردگی کی حامل ہیں۔ ہماری ایجنسیوں نے دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں انتہائی کٹھن اور جان لیوا مشن بہت آسانی سے مکمل کئے ہیں۔ ہماری ایجنسیوں کی کارکردگی انتہائی متاثر کن ہے''...... صدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ صدر کے یہ الفاظ سن کر کرنل ڈیوڈ کا

چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔

''لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے ہماری ایجنسیوں کو نجانے کیا ہو جاتا ہے۔ ان کی سو فیصد کارکردگی زیرو ہو جاتی ہے۔ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس جادوگروں کا ٹولہ ہے۔ وہ یہاں آ کر ہمارے ایجنٹوں پر جادو کرتے ہیں اور ہمارے ایجنٹ بے بس ہو جاتے ہیں اور پاکیشیا کا علی عمران تو سامری جادوگر لگتا ہے''۔ صدر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے کرنل ڈیوڈ اور دوسری ایجنسیوں کے سربراہوں کی طرف دیکھا تو ان سب نے ہی گردنیں جھکا لی تھیں کیونکہ صدر صاحب نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس جب بھی اسرائیل آتی تھی وہ سب اس کے سامنے بے بس دکھائی دیتے تھے۔ ہر بار پاکیشیا سیکرٹ سروس نے آسانی سے اپنے مشنز مکمل کر لئے تھے اور ہر بار اسرائیل کو کھربوں ڈالرز کا نقصان پہنچایا تھا اور وہ ہر بار نہایت آسانی سے واپس چلی گئی تھی۔ اسرائیل کی تمام ایجنسیاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ایک ایجنٹ کا خاتمہ بھی نہیں کر سکی تھیں۔

''سر۔ اب تک قسمت ان کا ساتھ دیتی رہی ہے اور اسی لئے وہ کامیاب ہوتے رہے ہیں لیکن اب قسمت ان کا ساتھ نہیں دے گی۔ اب اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسرائیل کی سرزمین پر قدم رکھا تو وہ یہیں دفن ہو جائے گی''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ میں آپ کے بہت دعوے سن چکا ہوں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں"..... صدر نے طنزیہ لہجے میں کہا تو ذلت کے احساس سے کرنل ڈیوڈ کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا اور وہ فوراً ہی اپنی نشست پر بیٹھ گیا اور اس نے شرم سے گردن جھکا لی۔ اس کا نام سن کر بڑے بڑے سورما کانپ جاتے تھے اور اب صدر صاحب نے سب کے سامنے اسے بے عزت کر دیا تھا لیکن صدر صاحب کے سامنے وہ بول بھی نہیں سکتا تھا اس لئے وہ سر جھکا کر بیٹھ گیا۔

"اسرائیل نے بڑے بڑے پراجیکٹ مکمل کرنے ہیں۔ سائنسی ترقی میں بہت آگے جانا ہے جس طرح دنیا پر اس وقت ایکریمیا کا تسلط ہے اسی طرح ایک دن اسرائیل نے دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا ہے اور ایکریمیا کو اپنا غلام بنا لینا ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کے راستے کی سب سے بڑی دیوار ہے اور اس دیوار کو گرائے بغیر ہمارا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا"..... صدر نے کہا اور میز پر موجود پانی کی بوتل میں سے گلاس میں پانی ڈالا اور گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ پانی کے چند گھونٹ پی کر انہوں نے گلاس واپس میز پر رکھا اور ایک بار پھر تمام حاضرین پر نظر ڈالی۔

"ہم نے یہ دیوار ہر حال میں گرانی ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس مقصد کے لئے ہم نے دنیا بھر کے مخیّر یہودیوں سے فنڈز جمع کئے ہیں اور ایک تنظیم بنائی ہے جس کا نام گیم اوور رکھا ہے۔ اس تنظیم میں دنیا بھر کے انتہائی شاطر، ذہین، تیز اور فعال

ایجنٹ شامل کئے گئے ہیں جن کی دنیا کے مختلف ممالک میں خصوصی تربیت کی گئی ہے۔ یہ تربیت ایکریمیا، گریٹ لینڈ، کرانس، کافرستان، باچان، شوگران اور پاکیشیا میں کی گئی ہے۔ ان تمام ممالک میں تنظیم کے ممبران کی تین تین ماہ ٹریننگ کی گئی ہے اور ہماری ایک بڑی کامیابی یہ ہے کہ پاکیشیا میں ان ایجنٹوں کی تین ماہ تک ٹریننگ ہوئی ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی خبر تک نہیں ہوئی۔ ہماری اس تنظیم میں پاکیشیا کے کچھ مقامی ایجنٹ بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن کچھ آسان ہو جائے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری یہ نئی تنظیم گیم اوور جس کا بظاہر حکومت اسرائیل سے کوئی تعلق نہیں بہت جلد اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے گی اور پھر اسرائیل تیزی سے اپنی منزل کی طرف بڑھے گا"..... صدر نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔

"سر۔ ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ پاکیشیا کے کچھ مقامی افراد کو بھی اس نئی تنظیم میں شامل کیا گیا ہے۔ کہیں یہ مقامی افراد تنظیم سے غداری نہ کر دیں کیونکہ پاکیشیا کے لوگوں میں حب الوطنی کا جذبہ کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے"..... دائیں طرف کی قطار میں چوتھی کرسی پر بیٹھے ہوئے سیکرٹری دفاع نے اٹھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ پاکیشیا کے لوگوں میں جذبہ حب الوطنی زیادہ ہے لیکن اس تنظیم میں جو لوگ شامل کئے گئے ہیں وہ خالص مقامی لوگ نہیں ہیں۔ انہیں کئی سال پہلے اسرائیل اور

ایکریمیا نے اسی مقصد کے لئے وہاں آباد کیا تھا کہ اگر مستقبل میں ان کی ضرورت پڑے تو وہاں ان سے کام لیا جا سکے۔ چند افراد ایسے ہیں جن کا تعلق کافرستان سے ہے اور مذہباً وہ یہودی ہیں لیکن پاکیشیا میں وہ بظاہر مسلمان ہیں۔ شکل و صورت اور رہن سہن کے اعتبار سے پاکیشیائی اور کافرستانی افراد میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا اس لئے ہمیں یقین ہے کہ اس مرتبہ ہم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے اور ہماری تنظیم گیم اوور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دے گی''..... صدر نے سیکرٹری دفاع کے سوال کا تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اپنے سوال کا جواب سن کر سیکرٹری دفاع نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

''سر۔ اس میٹنگ میں گیم اوور کا بھی کوئی نمائندہ شامل ہے''۔ وزیر دفاع نے کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

''مسٹر کلار گیم اوور کے چیف ہیں اور یہ بیس سال سے پاکیشیا میں رہ رہے ہیں۔ ان کے والد ایکریمی یہودی ہیں۔ ان کے والد بیس سال پہلے بظاہر مسلمان ہو کر پاکیشیا شفٹ ہو گئے تھے۔ اس وقت مسٹر کلار کی عمر دس سال تھی لیکن یہ بچپن سے ہی بہت تیز اور ہوشیار ہیں۔ پچھلے چھ سال سے انہوں نے اپنا زیادہ وقت پاکیشیا سے باہر گزارا ہے۔ پڑھائی کے بہانے یہ مختلف قسم کی ٹریننگ حاصل کرتے رہے اور اب یہ فولاد کی مانند ٹھوس، لومڑی کی مانند عیار، چیتے کی مانند برق رفتار، شیر کی مانند طاقتور اور دلیر بن چکے

ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کی تنظیم میں جتنے بھی افراد ہیں وہ سب انہی کی مانند ہیں۔ میں نے خود ان کی کارکردگی کو مانیٹر کیا ہے اور ان سے مطمئن ہونے کے بعد انہیں گیم اوور کا چیف بنایا ہے اور اب ایک اہم ترین مشن بھی ان کے ذمے لگایا جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہمیں مایوس نہیں کریں گے''...... صدر نے وزیر دفاع کے سوال کا تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ نوجوان بھی اپنی نشست سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا جو باقی شرکاء کے لئے اجنبی تھا۔ اب میٹنگ کے تمام شرکاء کو اس کا نام معلوم ہو گیا تھا اور وہ اس کے بارے میں تفصیل سے بھی آگاہ ہو گئے تھے۔

''مسٹر کلار۔ آپ کے والد پاکیشیا میں کیا کام کرتے ہیں''۔ سیکرٹری خارجہ نے کلار سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میرے والد پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک گولڈ شاپ کے مالک ہیں۔ وہ تو پاکیشیا میں کوئی کلب یا ہوٹل بنانا چاہتے تھے لیکن انہیں وہاں آباد کرانے والوں نے کہا کہ یہ بزنس پاکیشیا میں شریف لوگوں کا نہیں سمجھا جاتا جبکہ میرے والد نے وہاں ایک معزز اور شریف انسان بن کر رہنا تھا اس لئے انہوں نے گولڈ کا بزنس کیا۔ اب میرے والد کا پاکیشیا میں اچھا خاصا اثر و رسوخ ہے۔ وہ پاکیشیا کے شرفاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ میرے والد صاحب میری والدہ کے ساتھ حج کے موقع پر سعودی عرب کے شہر جدہ تک کا تین بار چکر لگا آئے ہیں اس لئے وہاں کے لوگ انہیں الحاج کہتے ہیں''۔

کلار نے مسکراتے ہوئے کہا تو میٹنگ میں شریک تمام افراد نے سوائے کرنل ڈیوڈ کے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے۔

''سر۔ ہمیں یقین ہے کہ مسٹر کلار ہماری امیدوں پر پورا اتریں گے''...... وزیر دفاع نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں بھی ان کے چہرے پر کامیابی کی چمک دیکھ رہا ہوں''...... وزیر خارجہ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ ان دونوں کی باتیں سن کر کرنل ڈیوڈ کا منہ بن گیا تھا۔ اگر صدر صاحب موجود نہ ہوتے تو وہ ان دونوں کو اٹھا کر نیچے پٹخ دیتا جو ایک نوجوان کی خواہ مخواہ تعریف کئے جا رہے تھے جس نے ابھی تک اسرائیل کے لئے ایک بھی کارنامہ سرانجام نہیں دیا تھا۔ ابھی تو اس نے کام کرنا تھا اور اس کام میں کامیابی بعد کی بات تھی اور ان خوشامدی لوگوں نے پہلے ہی خوشامد شروع کر دی تھی۔

''آج میں میٹنگ میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ اگر مسٹر کلار اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے تو میں قانون پاس کرا کے انہیں اسرائیل کی تمام ایجنسیوں کا تاحیات چیئر مین بنوا دوں گا''...... صدر کی آواز میٹنگ ہال میں ابھری تو ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ سب شرکاء زور زور سے تالیاں بجا رہے تھے اس لئے مجبوراً کرنل ڈیوڈ کو بھی تالیاں بجانا پڑیں جبکہ کلار بار بار جھک کر ان تالیوں کے جواب میں شرکاء کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جو کرنل ڈیوڈ کو زہر لگ رہی تھی۔

پاکیشیائی دارالحکومت سے پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب کی جانب آغائی روڈ پر ملن کاٹن فیکٹری تھی جو کاٹن کے سیزن میں تو روز ہی چلتی تھی لیکن آف سیزن میں یہ فیکٹری بند ہو جاتی تھی اور صرف دو یا تین واچ مین وہاں موجود رہتے تھے۔ باقی تمام ملازمین چھٹی کر جاتے تھے۔ فیکٹری کا مالک ناصر جمال تھا اور مینجر ایک لڑکی تھی جس کا نام سپنا تھا۔ فیکٹری بند ہونے کے باوجود بھی یہ عموماً فیکٹری کا چکر لگانے رہتے تھے۔ اس وقت بھی ان دونوں کی گاڑیاں ایک ساتھ فیکٹری کے گیٹ پر آ کر رکیں۔ واچ مین نے ان کی گاڑیاں دیکھ کر گیٹ کھولا اور انہیں سلام کیا۔ ناصر جمال مسٹر کلار تھا جو آج ہی اسرائیل سے واپس آیا تھا۔ اسرائیل میں اس نے ایک اہم میٹنگ میں شرکت کی تھی اور اب اس میٹنگ کے بعد اس نے آئندہ کے لئے اقدامات کرنے تھے۔

سپنا کا اصل نام مس ہلٹن تھا اور ہلٹن، کلار کی نائب تھی۔ ہلٹن کے والدین کافرستانی یہودی تھے اور تقریباً سولہ سال پہلے وہ پاکیشیا میں شفٹ ہو گئے تھے۔ ہلٹن کے والد نے ٹریول ایجنسی کھولی ہوئی تھی اور اس بزنس کی وجہ سے اس کے تعلقات بہت وسیع تھے۔ وہ اسرائیل کے لئے جاسوسی کا کام بھی کرتا تھا۔ اس کے والدین بھی بظاہر مسلمان تھے لیکن وہ دل سے مسلمانوں سے جتنی نفرت کرتے تھے وہ ہلٹن جانتی تھی۔

مسلمانوں سے نفرت اسے بھی وراثت میں ملی تھی۔ وہ ابھی فرسٹ ایئر میں ہی پڑھتی تھی کہ اسے بتا دیا گیا تھا کہ اسے عظیم اسرائیل کے لئے کام کرنا ہے۔ اس کے والد اسے ہر وقت لیکچر دیتے رہتے تھے۔ اسے ایکشن اور جاسوسی مووِیز دکھائی جاتی تھیں اور ان مووِیز کو دیکھ کر اس نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سیکرٹ ایجنٹ بنے گی اور عظیم اسرائیل کے لئے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دے گی۔ اس کے ناپختہ ذہن کو وقت سے پہلے ہی اس کے والدین نے پختہ کر دیا تھا۔ اس نے کبھی کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی لڑکی ہے۔ اس نے بی ایس سی کیا تو اس نے اپنی کلاس فیلوز کو بتایا کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے ملک سے باہر جا رہی ہے اور پھر اسی تعلیم کے بہانے اسے ایکریمیا بھجوایا گیا جہاں اس نے تعلیم کے ساتھ سیکرٹ ایجنٹس کی خصوصی تربیت بھی حاصل کی۔

سیکرٹ ایجنٹ بننا تو اس کا جنون تھا اس لئے تربیت پانے والوں میں وہ سب سے آگے تھی۔ ایکریمیا سے اس نے تعلیم اور خصوصی تربیت دو سال میں حاصل کی پھر اس نے ایک سال اسرائیل میں گزارا اور یہ ایک سال بھی اس کا ٹریننگ میں ہی گزرا۔ ایک سال گزار کر وہ واپس ایکریمیا آ گئی اور ایکریمیا سے واپس پاکیشیا آ گئی۔ ڈیڑھ سال پہلے پھر اسے مزید ٹریننگ کے لئے بلا لیا گیا۔ اب اس نے مختلف ممالک میں تین تین ماہ تک تربیت حاصل کی۔ اس ٹریننگ کے دوران اس کی ملاقات کلار سے ہوئی اور یہ جان کر تو اسے انتہائی خوشی ہوئی کہ کلار بھی اس کی طرح پاکیشیا میں رہ رہا ہے اور باقاعدہ پاکیشیا کا شہری ہے۔

ٹریننگ کے دوران اکثر ان دونوں کا آپس میں مقابلہ ہو جاتا تھا اور ان مقابلوں میں کبھی کلار جیت جاتا تھا اور کبھی ہلٹن۔ ٹریننگ کا آخری دور پاکیشیا میں ہی ہوا تھا اور اس دوران اسے بتایا گیا کہ اسرائیل نے ایک نئی تنظیم گیم اوور بنائی ہے اور اس کا چیف کلار کو مقرر کیا گیا ہے کیونکہ گیم اوور نے پہلا مشن ہی پاکیشیا میں مکمل کرنا ہے اور یہ تنظیم خاص طور پر اسی مشن کے لئے بنائی گئی ہے۔

ٹریننگ کے بعد مقامی طور پر اس تنظیم کے اجلاس بھی منعقد ہوئے اور ہلٹن کو کلار کا نائب مقرر کر دیا گیا۔ یہ بھی اس کے لئے خوشی کی بات تھی۔ اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اپنی پروفیشنل

لائف کے آغاز میں ہی کوئی اہم عہدہ حاصل کر لے گی۔ اب اسرائیل نے اس پر اعتماد کیا تھا تو وہ اس اعتماد پر پورا اترنا چاہتی تھی۔

ملن کاٹن فیکٹری کا مالک ناصر جمال تھا اور آج کل چونکہ فیکٹری بند تھی اس لئے اس نے فی الحال اسی فیکٹری کو گیم اوور کا ہیڈکوارٹر بنانے کا فیصلہ کیا کیونکہ یہ ایک محفوظ عمارت تھی۔ اس عمارت میں کئی کمرے تھے اور تہہ خانے بھی تھا۔ اسرائیل کی طرف سے اس کے سوئس بینک اکاؤنٹ میں لاکھوں ڈالرز جمع کرا دیئے گئے تھے جنہیں وہ اپنی مرضی سے خرچ کر سکتا تھا۔ اس رقم کا کوئی آڈٹ نہیں ہونا تھا۔ اس سے صرف ایک ہی خواہش کی گئی تھی کہ وہ ہر حال میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دے اور جس وقت جتنی بھی رقم کی ضرورت ہو وہ طلب کر لے۔ اسے وہ رقم فوری طور پر مہیا کر دی جائے گی۔

پاکیشیا روانگی سے قبل ہی کلار نے ہلٹن کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ فیکٹری میں تعینات مقامی واچ مینوں کی جگہ تنظیم کے آدمی بھیج دے۔ مقامی لوگوں کو طویل رخصت مع تنخواہ کے دے دی جائے اور ہلٹن نے اس کی اس ہدایت پر فوری عمل کیا تھا۔ مقامی واچ مین طویل رخصت ملنے پر خوش ہو گئے تھے۔ اب ان کے لئے گیٹ کھولنے والے ان کی اپنی تنظیم کے آدمی تھے۔ انہوں نے گاڑیاں پارکنگ میں کھڑی کیں اور وہ دونوں دفتر میں آ کر بیٹھ

گئے۔

"ہلٹن۔ تم نے میٹنگ کال کر لی تھی نا"...... کلار نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہلٹن سے پوچھا۔

"ہاں۔ ہم وقت سے پانچ منٹ پہلے ہی پہنچ گئے ہیں۔ باقی لوگ ابھی پہنچنے والے ہیں"...... ہلٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر پانچ منٹ بعد واقعی تین افراد اور وہاں آ گئے۔ انہوں نے ادب سے کلار اور ہلٹن کو سلام کیا۔ یہ ٹونی، راکی اور ڈان تھے۔ سلام کرنے کے بعد وہ مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھو"...... کلار نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ تینوں خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ٹونی۔ میں نے ایکریمیا اور اسرائیل جانے سے پہلے تمہارے ذمے ایک کام لگایا تھا۔ وہ کام ہوا ہے یا نہیں"...... کلار نے ٹونی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ ٹونی کبھی کسی کام میں ناکام نہیں ہوا اور نہ ہی آئندہ کبھی ناکام ہو گا"...... ٹونی نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"میرے سامنے صرف کام کی بات کیا کرو۔ فضول زبان مت چلایا کرو۔ اگر آئندہ کسی نے فضول زبان چلائی تو میں اس کی زبان کو ہمیشہ کے لئے خاموش کرا دوں گا"...... کلار نے یکدم ہی غراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ ٹونی لرز کر رہ گیا جبکہ ہلٹن نے بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"سس۔ سوری سر۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا"...... ٹونی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب آگے بھی بولو گے یا ایسے ہی کانپتے رہ جاؤ گے"...... کلار نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"چیف۔ میں نے علی عمران کے فلیٹ کا پتہ لگا لیا ہے۔ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے جبکہ سیکرٹ سروس کے تین اور ممبران جن کے نام تنویر، چوہان اور صدیقی ہیں ان کی رہائش گاہوں کا بھی پتہ لگا لیا ہے مگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کا ابھی تک سراغ نہیں ملا اور سیکرٹ سروس کے دیگر ایجنٹوں کے بارے میں بھی معلوم نہیں ہو سکا"...... ٹونی نے کہا۔

"تمہارا دعویٰ تو غلط ثابت ہو گیا۔ یہ مکمل کامیابی تو نہ ہوئی"۔ کلار نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"چیف۔ اگر مجھے ایک دو دن اور مل جائیں تو میں مکمل کامیابی حاصل کر لوں گا"...... ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جن ممبران کے ٹھکانے تم نے معلوم کئے ہیں ان ایجنٹوں کو اغوا کر کے یہاں لے آؤ۔ اپنے باقی ساتھیوں اور اپنے ہیڈکوارٹر کے بارے میں وہ خود بتائیں گے۔ یہ مشن تم تینوں کا مشترکہ ہے اور تمہارے پاس کل صبح سے لے کر شام تک کا وقت ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... کلار نے ٹونی سے کہا تو وہ تینوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کلار اور ہلٹن کو سلام

کیا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

"تم نے انہیں کل صبح کا وقت کیوں دیا ہے۔ کیا یہ کام آج نہیں ہو سکتا"...... ہلٹن نے کلار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ایک کاٹن فیکٹری ہے۔ اسے ایک تنظیم کا آفس بنانے میں آج کا دن صرف ہو جائے گا"...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہلٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے۔ سب سے زیادہ اہمیت تو عمران کی ہے"...... ہلٹن نے پوچھا۔

"کیا تم نے عمران کے متعلق فائل پڑھی ہے"...... کلار نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ فائل کے مطابق وہ انتہائی خطرناک، ذہین اور شاطر انسان ہے۔ فائل پڑھنے کے علاوہ ہماری ٹریننگ کے دوران جس نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اس نے عمران کو تیز ترین ایجنٹ قرار دیا ہے"...... ہلٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تیز، ہوشیار، ذہین، مکار، عیار اور سفاک تو تم بھی ہو اور میں بھی۔ بلکہ اس شعبے کا ہر فرد ہی ان خوبیوں کا مالک ہے۔ اگر کسی انسان میں یہ خصوصیات نہ ہوں تو وہ سب کچھ بن سکتا ہے لیکن سیکرٹ ایجنٹ نہیں بن سکتا۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں"...... کلار نے کہا۔

"نہیں۔ تم غلط نہیں کہہ رہے"...... ہلٹن نے کہا۔

''میں عمران کے خاتمے کا مشن تمہیں سونپتا ہوں۔ یہ تمہارا ٹیسٹ مشن ہے۔ اگر ہم اس مشن میں کامیاب ہو گئے تو میں اسرائیل کی تمام ایجنسیوں کا تاحیات چیئرمین بن جاؤں گا اور تم اس چیئرمین کی وائف کہلاؤ گی اور اگر ہم ناکام ہو گئے تو پھر تم جانتی ہو کہ ہمارا کیا حشر ہو گا۔ ہمیں عبرتناک موت سے ہمکنار ہونا پڑے گا''۔ کلار نے ہلٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس بات کی تنبیہہ تو ہمیں پہلے ہی کر دی گئی ہے لیکن ایک بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی''...... ہلٹن نے کہا۔

''وہ کیا''...... کلار نے چونک کر پوچھا۔

''اسرائیل کی کئی ایجنسیاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کئی بار ناکام رہی ہیں۔ ان کے سربراہوں کو تو موت کی سزا نہیں دی گئی پھر ہمارے لئے یہ حکم کیوں''...... ہلٹن نے کہا۔

''اس لئے کہ ہماری تنظیم گیم اوور صرف اسی ایک مقصد کے لئے بنائی گئی ہے۔ ہم پر قوم کے لاکھوں ڈالرز خرچ ہو چکے ہیں اور ابھی لاکھوں کروڑوں ڈالرز مزید خرچ ہوں گے جبکہ دیگر ایجنسیوں اور تنظیموں کا صرف یہی مقصد نہیں ہے۔ ان کے تو اور بھی سینکڑوں مقاصد ہیں اس لئے ان ایجنسیوں کے قائم رہنے کا جواز ہے جبکہ ہمارا مشن ناکام ہو جاتا ہے تو پھر ہمارے وجود کا جواز باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا پھر ہماری موت یقینی ہے اور بالفرض اعلیٰ حکام نے ہمارے ساتھ نرم رویہ اختیار کر بھی لیا تو میں خود کو معاف نہیں کروں

گا۔ میں خودکشی کر لوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ مجھ پر قوم کے کروڑوں ڈالرز لگے ہیں۔ قوم نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اگر میں ان کے اعتماد پر پورا نہیں اتر سکتا تو مجھے زندہ رہنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے''...... کلار نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو کلار۔ ہم اپنی قوم کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے مشن میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ میں نے عمران کی فائل پڑھی ہے۔ عمران کے فلیٹ میں عمران کے علاوہ اس کا باورچی سلیمان رہتا ہے اور سلیمان عاشق مزاج ہے۔ میں اس کے ذریعے عمران کے قریب پہنچوں گی اور میں ایک بار عمران کے قریب پہنچ جاؤں پھر اسے مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا تم میرے نشانے سے تو واقف ہی ہو۔ میں تو اڑتی ہوئی مکھی کے صرف پر اڑانا چاہوں تو اس کے صرف پر ہی اڑیں گے۔ عمران لاکھ تیز طرار سہی لیکن میرے نشانے سے وہ بچ نہیں سکتا''...... ہلٹن نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ اعتماد کے ساتھ ساتھ اس کے لہجے میں غرور بھی تھا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں نے یہ مشن تمہارے ذمے لگایا ہے۔ مجھے تم پر اور تمہارے نشانے پر اعتماد ہے۔ جب تم عمران کے قریب پہنچو گی تو میں اسے فون بھی کروں گا اور عمران کے قتل کا منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا۔ نہ صرف دیکھوں گا بلکہ اسے ریکارڈ بھی کروں گا''...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ وہ کس لئے''...... ہلٹن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ ہمارے صدر عمران کی موت کا اتنی آسانی سے یقین کر لیں گے۔ ہرگز نہیں۔ انہیں ٹھوس ثبوت دینا پڑے گا اور اس کے لئے ضروری ہے کہ تمہاری شروع سے لے کر آخر تک ویڈیو بنائی جائے''...... کلار نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس سلسلے میں تم نے کوئی انتظام بھی کیا ہے''...... ہلٹن نے پوچھا۔

''ہر قسم کے انتظامات آج رات تک فائنل ہو جائیں گے۔ تم کل صبح عمران کے فلیٹ پہنچ جانا۔ کل عمران کا کھیل ختم ہو جانا چاہئے یعنی عمران کی گیم اوور''...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہلٹن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''اگر مزید کوئی بات نہیں ہے تو میں اب چلوں۔ شام کو پھر ملاقات ہو گی''...... ہلٹن نے کہا۔

''ضرور جاؤ لیکن جانے سے پہلے اپنے ہاتھوں سے ایک جام پلاتی جاؤ۔ بہت طلب ہو رہی ہے''...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہلٹن بھی مسکراتے ہوئے اٹھی اور الماری کی طرف بڑھ گئی جس میں شراب کی بوتلیں اور گلاس رکھے ہوئے تھے۔

سیکرٹ سروس کے پاس آج کل کوئی کیس نہیں تھا اس لئے ممبران پرسنل لائف لو انجوائے کر رہے تھے۔ وہ ہوٹلنگ کرتے، شاپنگ کرتے اور سیر و تفریح کے لئے ارد گرد کے مضافات میں نکل جاتے۔ کبھی الگ الگ اور کبھی دو تین ساتھی مل کر اور کبھی پورا گروپ۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ کسی ایک ساتھی کے فلیٹ پر اکٹھے ہو جاتے اور خوب انجوائے کرتے اور دنیا بھر کے موضوعات پر گفتگو کرتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ کسی فائیو سٹار ہوٹل میں جمع ہو جاتے اور ایک ساتھی سب کو کھانا کھلاتا اور پھر اس دوران اگر کسی ساتھی سے غلطی ہو جاتی تو اگلے دن کا کھانا بطور جرمانہ اس کے ذمے ڈال دیا جاتا۔

اس وقت صدیقی دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے ٹاپ فائیو سٹار ہوٹل میں آیا ہوا تھا۔ کھانا کھانے کے دوران اس کی نظر ایک شخص

پر پڑی جو اس سے چند فٹ کی دوری پر ایک میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی کھانا کھا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر صدیقی کو ایسا محسوس ہوا کہ وہ اس شخص کو ایک دو روز پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہے۔

''تعاقب''...... صدیقی کے ذہن میں فوراً ایک خیال ابھرا۔

''نہیں۔ یہ میرا وہم بھی ہو سکتا ہے''...... ایک دوسرا خیال اس کے ذہن میں ابھرا اور پھر وہ مطمئن ہو کر کھانا کھانے لگا۔ کھانے کے بعد اس نے چائے منگوائی اور پرسکون انداز میں چائے پینے لگا۔ اس دوران اس نے ایک سرسری سی نظر اس شخص پر بھی ڈالی۔ وہ بھی اس وقت کھانے سے فارغ ہو کر چائے پی رہا تھا۔ چائے پینے کے بعد صدیقی نے کرسی کی پشت سے اپنا سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ دیر تک وہ اسی انداز میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اس شخص کی طرف دیکھا لیکن اب اسے وہ شخص نظر نہ آیا۔

کھانے اور چائے سے فارغ ہو کر وہ شخص غالباً جا چکا تھا۔ صدیقی نے اشارے سے ویٹر کو اپنے قریب بلایا اور اسے بل لانے کو کہا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر بل لے آیا تو صدیقی نے اسے بل کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ بھی دی اور پھر وہ اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ اس نے پارکنگ سے اپنی کار نکالی اور اسی دوران اس کی نظر دوبارہ اسی شخص پر پڑی جو ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر سیٹ کی

پشت سے ٹکا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے ہونٹوں میں سگریٹ دبا ہوا تھا۔

صدیقی نے اب بھی اس پر ایک سرسری سی نظر ڈالی اور اپنی کار پارکنگ سے باہر لے آیا۔ اگلے ہی لمحے اس کی کار مین روڈ پر آ گئی۔ اس نے بیک مرر پر نظر دوڑائی تو اس شخص کی کار کافی فاصلے پر اسے نظر آ گئی۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ شخص اس کے تعاقب میں ہے۔ صدیقی نے اس سے نمٹنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے جیب کو ہاتھ لگا کر ریوالور کی موجودگی کا اطمینان کیا۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو ہدایت تھی کہ کیس ہو یا نہ ہو وہ اپنا ریوالور، واچ ٹرانسمیٹر اور سیٹلائٹ موبائل فون ہر وقت اپنے پاس رکھا کریں اور تمام ممبران اس ہدایت پر عمل کرتے تھے۔ صدیقی نے اپنی کار کا رخ ایک مضافاتی سڑک کی طرف موڑ دیا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد اس کی کار ایک ایسے علاقے میں پہنچ گئی جہاں ارد گرد پہاڑ اور درخت تھے۔ ٹریفک کا نام و نشان نہیں تھا۔ صدیقی نے سڑک کے درمیان ہی اپنی کار ترچھی کر کے روک دی کیونکہ اس نے اس کار کو اب بھی اپنے پیچھے آتے دیکھ لیا تھا۔ کار کو ترچھا کھڑا کر کے وہ باہر آیا اور پھر کار کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس کے تعاقب میں آنے والی کار اس کے قریب پہنچ گئی۔ قریب پہنچ کر اس کار کے ڈرائیور کو بریک لگانے پڑے۔

''تم نے کار اس طرح کیوں کھڑی کی ہوئی ہے''...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر صدیقی سے کہا۔ یہ وہی شخص تھا جسے صدیقی نے ہوٹل میں دیکھا تھا اور اب وہ اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

''تم کار سے باہر آؤ پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے کار اس طرح کھڑی کیوں کی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''مجھے اکیلا سمجھ کر لوٹنا چاہتے ہو۔ میرے دو ساتھی بھی میرے ساتھ ہیں''...... اس شخص نے صدیقی سے کہا۔

''اچھا۔ تم تینوں ہی باہر آ جاؤ''...... صدیقی نے کہا۔ چونکہ کار کے شیشے ڈارک تھے اس لئے پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے افراد صدیقی کو نظر نہیں آ رہے تھے۔ پھر کار کا اگلا اور پچھلا دروازہ کھلا اور تین افراد باہر نکل آئے۔

''ٹونی۔ شکل سے تو یہ آدمی ڈکیت نہیں لگتا۔ پچھلی سیٹ سے اترنے والے دو آدمیوں میں سے ایک نے ڈرائیونگ سیٹ سے اترنے والے شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ڈاکوؤں کے سینگ تو نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی کوئی اور خاص نشانی ہوتی ہے۔ دیکھنا یہ ابھی ریوالور نکال کر کہے گا کہ جو کچھ بھی ہے نکال کر میرے حوالے کر دو''...... ٹونی نے یقین بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر صدیقی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے واقعی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

''دیکھا۔ دیکھا۔ میری بات سچ نکلی نا راکی''...... ٹونی نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جبکہ تیسرا شخص ابھی تک خاموش تھا۔ اس نے نہ ہی اپنے ساتھیوں سے اور نہ ہی صدیقی سے کوئی بات کی تھی۔

''ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بے شک ہماری تلاشی لے لو''...... راکی نے کہا اور پھر اپنے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے صدیقی کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ صدیقی کے قریب پہنچا اس کے ہاتھ برق رفتاری سے حرکت میں آئے اور صدیقی کے ہاتھوں سے ریوالور نکل کر دور جا گرا اور اس کے ساتھ ہی صدیقی کے منہ سے سسکی نکلی کیونکہ راکی کا ہاتھ اس کے سینے پر پڑا تھا اور وہ لڑکھڑا گیا تھا۔ لڑکھڑا کر وہ ٹونی کی طرف بڑھا تھا ٹونی نے بھی اچھل کر اس کے سینے پر لات مارنے کی کوشش کی تھی لیکن اسی لمحے صدیقی مچھلی کی مانند تڑپا اور سڑک پر گر گیا اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں مختلف سمتوں میں اٹھیں، ٹونی اور راکی جو اس کے قریب ہی کھڑے تھے ان دونوں کو صدیقی کی ٹانگیں لگیں اور وہ دونوں پیچھے الٹ گئے۔ ان کے تیسرے ساتھی نے جو اپنے ساتھیوں کو پیچھے الٹتے دیکھا تو اس نے صدیقی پر چھلانگ لگا دی۔ صدیقی نے تیزی سے کروٹ بدلی اور اس تیسرے شخص کے پیر جیسے ہی زمین پر لگے صدیقی کی ایک لات پھر تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے پہلو میں لگی اور وہ بھی اچھل کر دور جا گرا جبکہ اس دوران ٹونی اور راکی دونوں ہی

سنبھل چکے تھے۔

صدیقی بھی یکدم اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب ٹونی اور راکی، صدیقی کو گھور رہے تھے جبکہ ان کا تیسرا ساتھی بھی سنبھل کر صدیقی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پھر وہ تینوں ہی بیک وقت اپنی جگہ سے اچھلے لیکن وہ آپس میں ہی ٹکرا گئے کیونکہ صدیقی ایک مرتبہ پھر بجلی کی سی تیزی سے سڑک پر گر گیا تھا اور گرتے ہی اس نے تیزی سے کروٹ لی کیونکہ وہ تینوں آپس میں ٹکرا کر ٹھیک اسی جگہ گرے تھے جہاں ایک لمحہ پہلے صدیقی موجود تھا۔ پھر جیسے ہی وہ تینوں زمین سے ٹکرائے صدیقی ہوا میں اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں ان تینوں میں سے دو کے سینوں پر لگیں اور ان دونوں کو اپنا دم گھٹتا ہوا سا محسوس ہوا۔ اس دوران ان کے تیسرے ساتھی کی ٹانگ حرکت میں آئی اور صدیقی کی پشت پر لگی۔ اس ضرب سے صدیقی کا توازن بگڑا اور وہ اوندھے منہ زمین سے ٹکرایا۔

اس دوران اسے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے وزنی پتھر مار دیا ہو۔ یہ حرکت ٹونی کی تھی جس نے اس کے سر پر ٹھوکر ماری تھی۔ وہ دوسری ٹھوکر بھی مارنا چاہتا تھا لیکن صدیقی نے انتہائی تیز رفتاری سے کروٹ بدلی اور ان سے دور ہو گیا۔ ٹونی اور راکی نے اس کی طرف دوڑ لگائی جبکہ تیسرا آدمی صدیقی کے ریوالور کی طرف بڑھا جو اس سے کچھ دور پڑا ہوا تھا۔ صدیقی نے اسے ریوالور کی طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا۔ سڑک پر کرالنگ کرتے ہوئے

اس کے ہاتھ میں ایک پتھر آ گیا۔ صدیقی نے وہ پتھر اٹھایا اور ہوا میں اچھلتے ہوئے پتھر اس تیسرے آدمی کو دے مارا۔ وہ آدمی ریوالور کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پتھر کسی توپ کے گولے کی طرح اس کے سر کے پچھلے حصے سے ٹکرایا اور اس کے منہ سے تیز چیخ نکلی اور وہ وہیں زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

ٹونی اور راکی نے گھبرا کر اپنے ساتھی کی طرف دیکھا جو یا تو بے ہوش ہو گیا تھا یا پھر مر گیا تھا۔ ٹونی اور راکی کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔ ٹونی نے چیتے کی مانند چھلانگ لگائی اور صدیقی پر آ گرا۔ صدیقی نے بھی اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ٹونی اس سے ٹکرایا اور وہ دونوں زمین پر گر گئے۔ ٹونی نے صدیقی کو مکا مارنے کی کوشش کی لیکن صدیقی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور سر کی ٹکر اس کی ناک پر ماری اور ٹونی کی نکسیر پھوٹ گئی۔

صدیقی نے ٹونی کو اٹھا کر راکی کی طرف اچھال دیا جو ان کے قریب ہی کھڑا تھا۔ وہ دونوں آپس میں ٹکرائے۔ آپس میں ٹکرانے کے بعد وہ ابھی لڑکھڑا ہی رہے تھے کہ صدیقی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند اڑتا ہوا ان دونوں سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دھماکے سے زمین پر گر گئے۔ صدیقی ان دونوں کے اوپر تھا۔ صدیقی نے ایک ہاتھ کا مکا ٹونی کے جبڑے پر اور دوسرے ہاتھ کا مکا راکی کے جبڑے پر مارا اور ان دونوں کے جبڑے ہل گئے اور ان کی کراہیں بلند ہونے لگیں۔ صدیقی کے پہلو اور سینے پر بھی دو مکے

لگے تھے۔ یہ مکے ٹونی اور راکی نے مارے تھے۔ صدیقی کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا لیکن وہ فوراً ہی سنبھل گیا اور اس نے ایک مرتبہ پھر ایک ایک مکا ان دونوں کے سروں پر مارا اور وہ دونوں ہی چکرانے لگے۔

صدیقی ایک ایک مکا اور ان دونوں کے سروں پر مارنا چاہتا تھ کہ اس کے سر کے پچھلے حصے پر پتھر آ لگا اور اسے اپنی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملاتے ہوئے نظر آنے لگے۔ ٹونی اور راکی کا ساتھی ہوش میں آ گیا تھا اور اس نے وہی پتھر اٹھا کر صدیقی کو مارا تھا جو پتھر صدیقی نے اسے مارا تھا۔ صدیقی نے سر جھٹک کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن یہ کوشش اس وقت رائیگاں گئی جب ٹونی نے اس کی کنپٹی پر یکے بعد دیگرے تین مکے مارے۔ ان مکوں نے اس کے ذہن کو تاریکیوں میں ڈبو دیا تھا۔

صدیقی کو بے ہوش کرنے کے بعد وہ اسے سالار کالونی کی کوٹھی نمبر پچپن میں لے آئے تھے۔ یہ ایک قلعہ نما کوٹھی تھی جسے آج ہی کلار نے خریدا تھا۔ کلار نے پہلے تو انہیں اپنی کاٹن فیکٹری کے تہہ خانے میں رکھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ وہ بے ہوش صدیقی کو لے کر وہاں پہنچے تو کلار وہاں موجود تھا۔ کلار نے ان تینوں کی حالت دیکھی تو وہ بہت حیران ہوا۔

"تم تینوں کو کیا ہوا ہے"...... کلار نے ان تینوں کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ یہ صدیقی ہے۔ ہم تینوں سے اس کی زبردست فائٹ ہوئی ہے اور ہم نے بڑی مشکل سے اس پر قابو پایا ہے"...... ٹونی نے دھیمے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم تینوں تربیت یافتہ تھے اور یہ اکیلا تھا۔ پھر بھی اس ایک

آدمی نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے''...... کلار نے غصیلے لہجے میں کہا مگر ان تینوں میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

''اسے سپیشل روم میں لے جا کر باندھ دو اور اپنی ڈریسنگ کر لو''...... کلار نے سخت لہجے میں کہا تو وہ تینوں صدیقی کو اٹھا کر تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ کلار بھی اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاٹن فیکٹری اور اس کوٹھی، دونوں میں ہی اپنا سیٹ اپ بنا لیا تھا۔ کاٹن فیکٹری سے وہ چند لمحے پہلے ہی یہاں پہنچا تھا۔ کاٹن فیکٹری میں اپنے آفس میں بیٹھ کر اس نے کمپیوٹر کے ذریعے ہلٹن کو عمران کے فلیٹ میں دیکھا تھا۔ ہلٹن نے زبردست پروگرام بنایا تھا۔ وہ ہلٹن کو دیکھ دیکھ کر داد دیتا رہا تھا اور پھر جب ہلٹن، عمران کے سر پر سوار ہو گئی تو اس نے اپنے سیٹلائٹ موبائل فون سے عمران کے فلیٹ پر فون بھی کیا تھا۔ عمران کے اس فون کا نمبر اس کی فائل میں درج تھا اور سیٹلائٹ موبائل فون کا نمبر اس کا سپیشل تھا جو کہیں بھی چیک نہیں ہو سکتا تھا۔

پھر اس نے ہلٹن کو عمران پر فائرنگ کرتے دیکھا۔ بے شک ہلٹن کی تیزی، پھرتی اور ایکشن میں کوئی کمی نہیں تھی لیکن لگتا تھا کہ عمران چھلاوہ ہے۔ صرف ایک گولی ہی عمران کے بازو میں لگی تھی جس سے وہ معمولی زخمی ہوا تھا۔ پھر اس نے ہلٹن کے ریوالور میں گولیاں ختم ہوتے دیکھیں اور ہلٹن کو چھلانگ لگا کر عمران کے ڈرائینگ روم سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس نے غصے سے کمپیوٹر فوراً ہی

آف کر دیا اور اٹھ کر سالار کالونی کی اس کوٹھی میں آ گیا۔ اس کوٹھی کو اس نے سب آفس کے طور پر استعمال کرنے کا سوچا تھا۔ اس نے یہاں بھی ویسا ہی سیٹ اپ قائم کیا تھا جیسا کہ کاٹن فیکٹری میں کیا گیا تھا۔ اسے اس کوٹھی میں آئے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ٹونی اور اس کے ساتھی صدیقی کو لے کر آ گئے لیکن ان تینوں کی اپنی حالت بھی خراب تھی۔ ان تینوں کی خراب حالت دیکھ کر کلار کو مزید غصہ آ گیا تھا لیکن اس نے اپنے غصے پر قابو پا لیا۔ اسے اسرائیل کے افسران اعلیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ اس مشن کو آسان نہ لے۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر اتنی آسانی سے مرنے والے ہوتے تو اب تک سینکڑوں بار مر چکے ہوتے اور پھر عمران کو تو اس نے اپنے کمپیوٹر کی سکرین پر ہی دیکھ لیا تھا۔ اس نے جس طرح حرکت میں آ کر خود کو ہلٹن کی فائرنگ سے بچایا تھا یہ کسی انسان کے بس کا کام نہیں تھا۔ اگر اس نے خود کمپیوٹر سکرین پر اپنی آنکھوں سے یہ منظر نہ دیکھا ہوتا تو وہ کبھی بھی یقین نہ کرتا۔

کلار دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا انہی سوچوں میں گم تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ہلٹن دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔ اس کا چہرہ بجھا ہوا تھا اور نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

''میں ہیڈ آفس گئی تھی مگر وہاں سے پتہ چلا کہ تم یہاں ہو''۔ ہلٹن نے دھیمی آواز میں کہا اور پھر وہ اس کے سامنے والی کرسی پر

بیٹھ گئی۔

''تم پریشان کیوں ہو''...... کلار نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اپنے مشن میں ناکام ہو گئی ہوں۔ مجھے خودکشی کر لینی چاہئے''...... ہلٹن نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہارے حملے کا منظر دیکھا تھا۔ تم سے معمولی سی بھی غلطی اور کوتاہی نہیں ہوئی۔ یہ عمران ہے ہی چھلاوہ۔ اسی لئے تو ہمارے صدر صاحب تک اس سے خائف ہیں''...... کلار نے ہلٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ تو عمران پر پہلا حملہ تھا۔ ابھی ہم نے اس پر سینکڑوں حملے کرنے ہیں۔ مجھے صدر صاحب نے کہا تھا کہ اگر عمران درجنوں حملوں سے بھی بچ جائے تو ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر بار ایک نئے عزم کے ساتھ اور نئی پلاننگ کے ساتھ اس پر حملہ کرنا چاہئے۔ ایک نہ ایک دن وہ ہمارے حملے سے مارا ہی جائے گا اس لئے اب تمہیں مایوسی چھوڑ کر نئی پلاننگ کرنی ہے۔ پہلی پلاننگ سے زیادہ شاندار پلاننگ''...... کلار نے ہلٹن کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ کلار کی باتیں سن کر ہلٹن کے دل کا بوجھ کچھ کم ہو گیا اور اس نے مسکرا کر کلار کی طرف دیکھا۔

''گڈ گرل۔ روزانہ تم مجھے شراب پلاتی ہو آج میں تمہیں شراب پلاؤں گا''...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ایک

الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے شراب کی بوتل اور دو گلاس نکالے اور واپس آ کر اس نے گلاس میز پر رکھے اور شراب سے بھر دیئے۔ پھر اس نے ایک گلاس ہلٹن کی طرف بڑھایا۔ ہلٹن نے شکریہ ادا کرتے ہوئے گلاس لے لیا اور اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس۔ کم ان''...... کلار نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ دروازہ کھلا تو ٹونی اور اس کے ساتھی اندر آ گئے۔

''چیف۔ اب ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبر تنویر کی طرف جانا چاہتے ہیں''...... ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ لیکن اسے اغوا کر کے یہاں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جہاں بھی ملے وہیں اسے گولی مار کر ہلاک کر دینا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ممبر ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے اب ہم اسی سے ساری معلومات حاصل کر لیں گے''...... کلار نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ کے حکم کے مطابق ہی عمل ہو گا''...... ٹونی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... کلار نے کہا تو وہ سب سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔

''مجھ سے اچھے تو یہ ٹونی وغیرہ رہ گئے ہیں۔ یہ اپنے مشن میں کامیاب تو ہو گئے ہیں''...... ہلٹن نے افسردہ لہجے میں کہا۔

''یہ تین تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر صدیقی اکیلا مگر پھر بھی اس اکیلے آدمی نے ان تینوں کی خاصی درگت بنائی ہے۔ یہ سب لوگ تربیت یافتہ ہیں اور اسی لئے ہماری قوم نے کروڑوں ڈالر جمع کئے ہیں تاکہ ان کا خاتمہ ہو سکے۔ اگر یہ عام لوگ ہوتے تو ہماری قوم کبھی بھی اس طرح ان پر اتنا پیسہ خرچ نہ کرتی بلکہ کسی پیشہ ور قاتل کو بھیج کر کام کرا لیتی''...... کلار نے ایک مرتبہ پھر ہلٹن کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن مجھے ناکامی کا غم بھی ہے''۔ ہلٹن نے کہا۔

''بہت جلد تمہیں اس مشن میں کامیابی ملنے والی ہے۔ تم اس کامیابی کا تصور کر کے خوشی محسوس کرو''...... کلار نے کہا اور اس کے گلاس میں دوبارہ شراب ڈالنے لگا کیونکہ ہلٹن نے گلاس خالی کر دیا تھا۔ گلاس بھر کر اس نے ہلٹن کی طرف بڑھایا تو اس نے شکریہ ادا کر کے گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔

''اب مجھے کیا کرنا ہے''...... دو تین گھونٹ لینے کے بعد ہلٹن نے پوچھا۔

''عمران تمہیں دیکھ چکا ہے۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہاری تلاش میں ہو گی اس لئے سب سے پہلے تو تمہیں میک اپ تبدیل کرنا ہے اور جب تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مکمل خاتمہ نہیں ہو جاتا تمہیں مستقل طور پر میک [illegible] بنا ہو گا۔ اس کے

بعد عمران کے لئے کوئی نیا پروگرام بناتے ہیں''...... کلار نے کہا تو ہلٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران کا باورچی سلیمان بھی خاصا تیز ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ اس نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا''...... ہلٹن نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے دیکھا تھا اور اسے اس کی سزا ملنی چاہئے۔ تم بے فکر رہو۔ اسے میں خود سزا دوں گا''...... کلار نے کہا تو ہلٹن نے انکار میں سر ہلا دیا۔

''نہیں۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا ہے اس لئے اسے سزا بھی میں خود ہی دوں گی''...... ہلٹن نے کہا۔

''تم میں اور مجھ میں کوئی فرق ہے''...... کلار نے ناراض لہجے میں کہا۔

''فرق تو کوئی نہیں ہے لیکن میں خود اس سلیمان سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتی ہوں''...... ہلٹن نے کہا۔

''اوکے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ فی الحال تو جا کر میک اپ تبدیل کر لو''...... کلار نے کہا تو ہلٹن کرسی سے اٹھی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ اسے ابھی کمرے سے گئے ہوئے چند لمحے ہی ہوئے تھے کہ کلار کے سیٹلائٹ موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جیب سے اپنا موبائل فون نکال لیا۔

''ہیلو۔ کلار سپیکنگ''...... کلار نے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''براؤن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو کلار یکدم مستعد ہو گیا۔ براؤن اسرائیل کے صدر کا خصوصی مشیر تھا اور کلار اسی براؤن کے تحت کام کرتا تھا۔

''یس سر''...... اس مرتبہ کلار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے کوئی کارروائی کی ہے یا ابھی تک تیاری ہی کر رہے ہو''...... براؤن نے پوچھا۔

''سر۔ ہم نے اپنے مشن کا آغاز کر دیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چند ممبران کے ٹھکانے ہم نے ٹریس کر لئے ہیں اور ایک ممبر اس وقت ہماری قید میں ہے۔ اس سے ہم نے معلومات حاصل کرنی ہیں اور پھر اس کا خاتمہ کر دینا ہے جبکہ دیگر جن ممبران کے ٹھکانے معلوم ہوئے ہیں میرے آدمی ان کے خاتمے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ان کا آج ہی خاتمہ ہو جائے گا''...... کلار نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ تم نے آج ہی کام شروع کیا ہے اور آج ہی اتنی کارروائی ہو گئی ہے۔ تم ہماری توقع سے زیادہ تیز جا رہے ہو۔ میں ابھی صدر صاحب سے بات کر کے تمہاری کارکردگی کی تعریف کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے براؤن نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ کلار نے خصوصی میٹنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہونے سے پہلے ہی اس مشن پر کام شروع کر دیا تھا کیونکہ مشن کا تو اسے علم تھا۔ براؤن سمجھ رہا تھا کہ کلار نے آج ہی

کام شروع کیا ہے۔

''شکریہ سر۔ آپ کی شفقت ہمارے ساتھ ہو گی تو ہم اسی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہیں گے''...... کلار نے براؤن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''عمران کے سلسلے میں تم نے کیا کیا ہے۔ اگر تم عمران کا خاتمہ کر لو تو سمجھو کہ تم نے نوے فیصد مشن مکمل کر لیا ہے۔ صدر صاحب کو بھی عمران ہی کی طرف سے فکر ہے''...... دوسری طرف سے براؤن نے کہا۔

''سر۔ عمران اپنے فلیٹ میں نہیں ہے۔ وہ اپنے گاؤں گیا ہوا ہے۔ جیسے ہی وہ گاؤں سے واپس آئے گا ہٹ ہو جائے گا۔ اس کے خاتمے کے لئے میں اور ہلٹن دونوں جائیں گے۔ آپ میرے اور ہلٹن کے نشانے سے تو واقف ہیں۔ ہم نے اس پر لگاتار فائرنگ کرنی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کی گولی کا نشانہ ضرور بن جائے گا''...... کلار نے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہا۔ دراصل وہ براؤن کو یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ ان کا پہلا حملہ ناکام ہو گیا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ تم آج شام تک عمران کی واپسی کا انتظار کرو۔ اگر شام تک عمران واپس نہیں آتا تو تم اس کے گاؤں کا ایڈریس معلوم کر کے وہاں چلے جاؤ۔ شہر کی نسبت وہاں تم اس کا خاتمہ آسانی سے کر سکتے ہو''...... براؤن نے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ ہم عمران کو گاؤں میں ہی کور کر لیں گے''۔ کلار نے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو کلار نے موبائل فون جیب میں رکھا اور مشن کے بارے میں سوچنے لگا۔ کچھ دیر بعد ہلٹن واپس آ گئی۔ اس نے میک اپ کر لیا تھا۔ اس میک اپ نے اس کی عمر کم کر دی تھی۔ اب وہ میٹرک کلاس کی انتہائی معصوم سی طالبہ نظر آ رہی تھی۔ کلار نے اسے ستائشی نظروں سے دیکھا۔

''کیسی لگ رہی ہوں''...... ہلٹن نے معصوم سے لہجے میں کلار سے پوچھا۔

''ویری گڈ۔ بہت خوب۔ لیکن اس میک اپ میں تم زیادہ دیر نہیں رہ سکتیں''...... کلار نے کہا۔

''کیوں''...... ہلٹن نے مصنوعی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''عمران کو ہٹ کرنے کا میرے ذہن میں ایک اور آئیڈیا آیا ہے۔ اس کے لئے تمہیں دوسرا میک اپ کرنا پڑے گا''...... کلار نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ہلٹن بھی سنجیدہ ہو گئی۔

''تمہارے ذہن میں کیا پلان ہے''...... ہلٹن نے پوچھا تو کلار اسے اپنے منصوبے سے آگاہ کرنے لگا۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر چکا تو ہلٹن کی آنکھوں میں چمک سی پیدا ہو گئی تھی۔

''ویری گڈ۔ یہ تو بہت ہی اچھا اور بے داغ پلان ہے''۔ ہلٹن

نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب تم نے اس پلان کے مطابق میک اپ کرنا ہے''۔ کلار نے کہا۔

''میں بس پندرہ منٹ میں آئی''...... ہلٹن نے کہا اور ایک بار پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ کلار اپنے منصوبے کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے لگا۔ اسے یقین تھا کہ اس نے جو منصوبہ بنایا ہے اس سے عمران لازماً مارا جائے گا۔

چوہان ایزی چیئر پر بیٹھا ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس کے اسٹڈی روم میں اس کے پسندیدہ غزل گائیک کی آواز بھی ابھر رہی تھی۔ اسے دھیمی آواز میں غزلیں سننے کا بہت شوق تھا۔ وہ جب بھی فارغ ہوتا غزلیں ضرور سنتا تھا۔ خاص طور پر رات کو وہ کمرے میں اندھیرا کرکے اور ایزی چیئر پر بیٹھ کر کئی گھنٹے غزلیں سننے میں گزار دیتا تھا۔ شور والا میوزک اسے بالکل پسند نہیں تھا کیونکہ شور وغل والے گانے اسے بے سکون کرتے تھے جبکہ دھیمے سروں کی غزلیں اسے سکون پہنچاتی تھیں۔ اس وقت بھی وہ مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک غزل سن رہا تھا۔

اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے غزل اور موسیقی اس کی روح کو لوریاں دے رہی ہیں۔ اسی دوران ڈور بیل کی آواز سنائی دینے لگی۔ چوہان کو یہ آواز اس وقت بہت کرخت معلوم ہوئی۔ ڈور بیل بجانے

کا انداز بھی بالکل نیا تھا جس کا مطلب تھا کہ دروازے پر اس کے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ اس نے کتاب ایک طرف رکھی اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس دوران بیل دوبارہ بجنے لگی۔

''ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ آ رہا ہوں''...... چوہان نے بلند آواز میں کہا لیکن بیل بجتی ہی رہی۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس کا آواز دینا فضول ہے کیونکہ اس کی آواز تو باہر جا ہی نہیں سکتی اور باہر کی آواز بھی اندر نہ آ سکتی تھی۔

''جناب ہم قریبی مسجد سے آئے ہیں''...... باہر سے ایک آواز سنائی دی۔ مسجد سے چندہ لینے کے لئے کبھی کبھار ایک دو آدمی آ جاتے تھے۔ اگر چوہان کی ان سے ملاقات ہو جاتی تو وہ انہیں چندہ دے دیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی وہ ایک دو ماہ بعد مسجد میں جا کر چندہ دے آتا تھا۔

اب بھی مسجد کا سن کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا اس کے سینے پر کسی کے ہاتھ پڑے اور وہ الٹ گیا۔ اس کے الٹتے ہی چار آدمی اندر داخل ہو گئے۔ اندر داخل ہو کر انہوں نے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی ایک آدمی کے ہاتھ میں ریوالور نظر آیا۔ اس نے ریوالور کا رخ چوہان کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر پر دباؤ پڑتے ہی چوہان فرش سے گیند کی مانند اچھلا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور گولی فرش کو جا لگی جبکہ چوہان نے

ہوا میں اچھلتے ہی ریوالور والے کے سر پر ایک ٹھوکر مار دی۔ سر پر ٹھوکر لگنے کی وجہ سے وہ آدمی دیوار سے جا لگا۔ اس کا سر دیوار سے اتنی زور سے ٹکرایا کہ اسے چکر آنے لگے۔

اسی لمحے ایک اور دھماکہ ہوا۔ یہ گولی دوسرے آدمی نے چلائی تھی۔ چوہان جو کہ ریوالور والے کو سر پر ٹھوکر مارنے کے بعد صحیح طریقے سے ابھی کھڑا بھی نہیں ہوا تھا کہ اسے بچنے کے لئے دوبارہ اچھلنا پڑا لیکن اسے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کی تاخیر ہو گئی تھی۔ دوسرے آدمی نے گولی ماری تو اس کے سر میں تھی لیکن اس کے اچھلنے کی وجہ سے اس کا سر تو بچ گیا مگر گولی اس کی ران میں لگی اور اس کے منہ سے کراہ سی نکل گئی۔ دوسرے ریوالور بردار نے اپنے ریوالور کا رخ چوہان کی طرف کیا مگر چوہان فرش پر گر کر لٹو کی مانند گھوما اور اس کی لات ان دونوں کے جبڑوں پر پڑی اور وہ دونوں ہی الٹ گئے۔

پہلے ریوالور بردار کے حواس اب ٹھکانے پر آ گئے تھے اور وہ دوبارہ چوہان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے ریوالور کا رخ چوہان کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ چوہان تھوڑا سا گھوما اور گولی اس کے قریب سے گزر گئی۔ اسی لمحے چوہان پھر حرکت میں آیا اور اس کی دونوں ٹانگیں ریوالور بردار کے سینے سے ٹکرائیں اور وہ ایک بار پھر اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس مرتبہ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس نے دونوں ہاتھوں

سے اپنا سر پکڑ لیا۔

چوہان کے پہلو میں بھی لاتیں لگیں اور وہ بھی الٹ گیا۔ اب دوسرے آدمی کے ساتھ ساتھ تیسرے آدمی کے ہاتھ میں بھی ریوالور نظر آ رہا تھا۔ دوسرے آدمی نے ریوالور کا رخ چوہان کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ اس سے بچنے کے لئے جیسے ہی چوہان اچھلا تیسرے آدمی نے اچھلتے ہوئے چوہان پر فائر کر دیا۔ گولی چوہان کے پہلو میں لگی اور اس کی چیخ بلند ہو گئی اور وہ فرش پر آ گرا۔ دوسرے اور تیسرے آدمی نے اس پر دوبارہ فائر کئے اور یہ دونوں گولیاں بھی چوہان کے جسم میں پیوست ہو گئیں۔ اسی لمحے چوہان کے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''چلو ڈان نکل چلو۔ چوہان ہٹ ہو گیا ہے''...... چوتھے آدمی نے جو ان کا باس کلار تھا اس کے پاس مووی کیمرہ تھا اور وہ اس فائٹ کی باقاعدہ فلم بنا رہا تھا، پہلے ریوالور بردار سے کہا جو ابھی تک فرش پر بیٹھا تھا اور اس نے اپنا سر پکڑا ہوا تھا۔ پھر اسی شخص نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ چوہان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا چکا تھا۔ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر اس نے خود کو بہت سنبھالا اور پھر تقریباً گھسٹتا ہوا وہ فون کے قریب آ گیا۔

''ہیلو''...... چوہان نے انتہائی مشکل سے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

آج رات الحرم آرٹس کونسل میں محفل موسیقی تھی جس میں ملک کے معروف گلوکار شرکت کر رہے تھے۔ تنویر کو اس محفل موسیقی کے دو کارڈ ملے تھے۔ آج کل وہ فارغ تھا اس لئے تنویر نے محفل موسیقی میں شرکت کرنے کا فیصلہ کیا۔ گلوکاروں کی لسٹ میں چوہان کے پسندیدہ غزل گائیک کا نام بھی شامل تھا اس لئے تنویر نے سوچا کہ چوہان کو بھی اس محفل موسیقی میں ساتھ لے جائے۔ ابھی رات ہونے میں بہت دیر تھی لیکن تنویر نے ابھی چوہان سے ملنے کا فیصلہ کیا تا کہ اس کے ساتھ مل کر پروگرام فائنل کیا جا سکے۔ اسے یقین تھا کہ پروگرام میں شرکت کے لئے چوہان فوراً ہی تیار ہو جائے گا۔ تنویر گاڑی کو نہایت ہی دھیمی رفتار سے چلاتا ہوا چوہان کے فلیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''پہلے چوہان سے پوچھ لینا چاہئے کہ وہ اپنے فلیٹ پر ہے بھی

سہی یا نہیں''...... تنویر نے سوچا اور پھر اس نے اپنا موبائل فون جیب سے نکال کر چوہان کے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی لیکن کال رسیو نہ کی گئی۔ اس نے دوبارہ نمبر پریس کئے اور کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی لیکن کال رسیو نہ کی گئی۔

''یہ کال کیوں نہیں رسیو کر رہا''...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''آپ کے مطلوبہ نمبر سے جواب موصول نہیں ہو رہا برائے مہربانی دوبارہ کوشش کیجئے''...... ایک کمپیوٹرائزڈ آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دوبارہ آٹومیٹک نمبر ری ڈائل ہونے لگے۔ چند لمحوں بعد دوبارہ بیل جانے لگی۔ تنویر رسیور اٹھائے جانے کا انتظار کرنے لگا اور پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا اور اس کے ساتھ ہی چوہان کی درد میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ ہیلو اور اس کے بعد اسے چوہان کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ لاشعوری طور پر اس کے پاؤں کا دباؤ ایکسیلیٹر پر بڑھا اور گاڑی کی رفتار یکدم تیز ہو گئی۔

''ہیلو چوہان۔ کیا ہوا ہے تمہیں''...... تنویر نے پوچھا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ تنویر طوفانی رفتار سے کار ڈرائیو کرتا ہوا چوہان کے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے گاڑی کا انجن بند کیا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیزی سے بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ چوہان کے فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ ڈرائینگ روم میں داخل ہو کر اس نے دیکھا کہ فون کا رسیور نیچے لٹک رہا تھا

اور چوہان فون کے قریب ہی گرا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا اور اس کے ارد گرد کافی خون نظر آ رہا تھا۔ تنویر ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے چوہان کی نبض چیک کی جو کافی سست روی سے چل رہی تھی۔ تنویر نے چوہان کو کندھے پر اٹھایا اور اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے چوہان کو کار کی پچھلی سیٹ پر لٹایا اور پھر کار کا انجن سٹارٹ کر کے کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔

تنویر طوفانی رفتار سے فاروقی ہسپتال کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اوور سپیڈ کی وجہ سے ایک جگہ اسے ٹریفک پولیس نے روکنے کی کوشش کی لیکن اس نے بھلا کہاں رکنا تھا لہٰذا ٹریفک پولیس کے پٹرولنگ بائیک سائرن بجاتے ہوئے اس کے پیچھے لگ گئے۔ اسے ان پٹرولنگ بائیک سواروں کی بالکل پرواہ نہیں تھی۔ اس نے بیس منٹ کا سفر صرف چھ منٹ میں طے کر لیا۔ وہ فاروقی ہسپتال کے احاطے میں داخل ہوا۔ اس مرتبہ بھی اس نے گاڑی کا انجن اور دروازہ بند کرنے میں وقت ضائع نہیں کیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے پچھلا دروازہ کھولا اور چوہان کو باہر نکالا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ گیلری میں ایک اسٹریچر موجود تھا۔ تنویر نے چوہان کو اسٹریچر پر لٹا دیا۔ اس دوران ہسپتال کا عملہ بھی وہاں پہنچ گیا جن میں ڈاکٹر فاروقی بھی شامل تھے۔ وہ تنویر اور چوہان کو جانتے تھے۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میرا ساتھی شدید زخمی ہے''...... تنویر نے ڈاکٹر فاروقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اللہ سے دعا کریں''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا اور پھر ان کا عملہ چوہان کو فوری طور پر آپریشن تھیٹر میں لے گیا۔ ڈاکٹر فاروقی بھی آپریشن تھیٹر میں داخل ہو گئے جبکہ تنویر اپنی گاڑی کا انجن بند کرنے کے لئے واپس گاڑی کے قریب پہنچا۔ اس کی گاڑی کے پاس ٹریفک پولیس والے کھڑے تھے۔

''یہ گاڑی تمہاری ہے''...... ایک پولیس اہلکار نے تنویر سے سخت لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ یہ گاڑی میری ہے''...... تنویر نے کہا اور اس نے اگنیشن میں موجود چابی گھما کر انجن بند کر دیا۔

''تم بہت اوور سپیڈ تھے اور ہم نے تمہیں روکا بھی لیکن تم نہیں رکے''...... پولیس اہلکار نے کہا۔

''میرا ساتھی شدید زخمی تھا اور وہ شدید خطرے میں تھا۔ اس کی زندگی کے ایک دو فیصد چانس تھے اور میں تم سے فضول باتیں کر کے وہ ایک دو فیصد چانس بھی ختم کر دیتا''...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''قانون تو قانون ہوتا ہے۔ اس کا احترام تو ضروری ہے''۔ پولیس اہلکار نے کہا۔

''مسٹر۔ قانون انسانوں کے لئے ہوتے ہیں۔ انسان قانون کے لئے نہیں۔ اب تم میرا دماغ مت خراب کرو اور جاؤ یہاں سے۔ میں پہلے ہی بہت ٹینشن میں ہوں''...... تنویر نے خشک لہجے

میں کہا۔

''ایک تو قانون شکنی کرتے ہو اور پھر قانون کے محافظ سے اس انداز میں بات کرتے ہوئے''...... پولیس اہلکار نے غراتے ہوئے کہا کیونکہ اسے تنویر کے لہجے پر غصہ آ گیا تھا۔

''میں تمہیں بھی جانتا ہوں اور قانون کو بھی کیونکہ میں انٹی کرپشن ایجنسی میں آفیسر ہوں۔ تم کیا چیز ہو۔ میں تو تمہارے بڑے افسر کو اپنے آفس بلا کر جوتے لگا سکتا ہوں''...... تنویر نے سخت لہجے میں کہا تو پولیس اہلکار نے یکدم تنویر کو سیلوٹ کیا۔ اس کے دوسرے ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کر دی۔

''سر۔ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ اینٹی کرپشن ایجنسی میں آفیسر ہیں۔ سوری سر۔ میں نے آپ کے ساتھ زیادتی کی''۔ پولیس اہلکار نے فوراً ہی تنویر سے معافی مانگتے ہوئے کہا۔

''میں اس وقت پریشان ہوں۔ اب تم جاؤ''...... تنویر نے اس بار نرم لہجے میں کہا تو ان سب نے ایک بار پھر تنویر کو سیلوٹ کیا اور واپس چلے گئے۔ تنویر نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کیا اور پھر جیب سے اپنا موبائل فون نکال لیا۔ موبائل فون پر اس نے دانش منزل کے نمبر پریس کئے تو اگلے ہی لمحے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے چندلمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''چیف۔ تنویر بول رہا ہوں۔ فاروقی ہسپتال سے''...... تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم فاروقی ہسپتال کیوں پہنچ گئے ہو''...... ایکسٹو نے مخصوص سرد لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ میں یہاں چوہان کو لایا ہوں۔ چوہان شدید خطرے میں ہے۔ ڈاکٹر فاروقی اس کا آپریشن کر رہے ہیں''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتا دی۔

''تم وہیں رکو۔ میں عمران کو حکم دیتا ہوں۔ وہ ابھی وہاں پہنچ جائے گا''...... ایکسٹو نے کہا۔

''اوکے چیف''...... تنویر نے کہا تو دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ تنویر نے موبائل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا اور پھر کار سے اتر کر آپریشن تھیٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ چندلمحوں بعد وہ آپریشن تھیٹر کے باہر موجود تھا اور پھر وہ عمران کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... عمران نے اپنی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''میں پہلے آپ کے لئے چائے بنا لاؤں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو کنٹرول روم سے نکل کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چائے کی دو پیالیاں تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے اپنی جگہ پر آ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ فون پر بتا رہے تھے کہ آج پھر آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھ پر قاتلانہ حملے تو اب عام بات ہو گئی ہے بلکہ معمول کی بات ہو گئی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون تھا حملہ آور اور اب وہ کہاں ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''تھا نہیں بلکہ تھی اور وہ حملے کے بعد بڑے سکون سے نکل بھی گئی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھی۔ کیا مطلب۔ کیا وہ لڑکی تھی''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لڑکی بھی نہیں تھی بلکہ چھلاوی تھی''...... عمران نے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر ابھی تک مسکراہٹ تھی۔

''چھلاوی تھی۔ یہ چھلاوی کیا ہوتا ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''چھلاوہ تو تم نے پڑھا ہوا ہے نا۔ اس کی بہن ہوتی ہے چھلاوی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اب سمجھا۔ اس کا مطلب ہے کہ لڑکی بہت ہی تیز طرار تھی۔ کیا وہ غیر ملکی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ تیز طرار سے بھی آگے کی کوئی چیز تھی۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ اس کے ریوالور کی گولیاں ختم ہو گئیں ورنہ میں تو اچھل کود کر کے تھک گیا تھا اور میرے اعصاب جواب دیتے جا رہے تھے۔ اگر اس کے پاس ایک اور ریوالور ہوتا تو یقیناً ایک دو گولیاں میرے سینے میں اتر جاتیں''...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ ایسے ہی اس لڑکی سے متاثر ہو گئے ہیں ورنہ مجھے یقین ہے کہ جب تک اس قوم کو آپ کی ضرورت ہے کوئی بھی آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتا''...... بلیک زیرو نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری خوش فہمی ہے ورنہ گولی تو یہ نہیں دیکھتی کہ اس شخص کی کسی کو ضرورت ہے یا نہیں۔ وہ تو بس اپنا کام کرتی ہے''......عمران نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے آپ سے یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا حملہ آور لڑکی غیر ملکی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اگر وہ غیر ملکی ہوتی تو میں اس کی طرف سے غیر محتاط ہی نہ ہوتا۔ وہ مقامی لڑکی تھی''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ مقامی لڑکی اور اتنی تیز طرار''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس بات پر مجھے بھی حیرت ہو رہی ہے۔ وہ یقیناً کسی بین الاقوامی تنظیم کی ممبر ہے اور بہت ہی زیادہ تربیت یافتہ ہے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ کہیں وہ لڑکی مقامی میک اپ میں نہ ہو''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے بغور دیکھا تھا لیکن وہ لڑکی میک اپ میں نہیں تھی اور پھر اس نے سلیمان کے ساتھ تین چار گھنٹے گزارے ہیں۔ اگر وہ غیر ملکی ہوتی تو اس کے منہ سے لازماً کوئی ایسی بات نکل جاتی

کہ سلیمان چونک جاتا۔ وہ سو فیصد مقامی لڑکی تھی اور اس نے اپنا نام سپنا بتایا تھا''......عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بظاہر لگتا تو ایسے ہی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے خالی کپ ایک طرف رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔ بلیک زیرو نے دیکھا کہ اس نے جولیا کے نمبر پریس کئے تھے جس سے وہ سمجھ گیا کہ عمران، جولیا اور دیگر ممبران کو جو دارالحکومت سے باہر ہیں واپس بلا رہا ہے۔

''ایکسٹو''...... کال ملنے پر عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ جولیا اٹنڈنگ یو''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''جولیا۔ تم فوراً واپس پہنچ جاؤ اور اپنے موبائل فون سے ان ممبران کو بھی واپس پہنچنے کی ہدایت کر دو جو دارالحکومت سے باہر ہیں''......عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوکے چیف۔ میں واپس پہنچ رہی ہوں''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ میں بہت الجھن میں ہوں''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس الجھن میں ہو"...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے جس انداز میں حملہ آور لڑکی کی تعریف کی ہے اور اسے جس قسم کی فائٹر بتایا ہے کیا وہ مقامی لڑکی ہو سکتی ہے"۔ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسا کون سا کام ہے جو اب اس دنیا میں ممکن نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو اب آپ اس لڑکی کی تلاش کے سلسلے میں کچھ نہیں کریں گے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس کی تلاش کا کام کسی ساتھی کے ذمے لگا دیتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن ابھی اس نے رسیور نہیں اٹھایا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف۔ تنویر بول رہا ہوں۔ فاروقی ہسپتال سے"...... دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"تم فاروقی ہسپتال کیوں پہنچ گئے ہو"...... عمران نے تنویر سے پوچھا۔

"چیف۔ میں یہاں چوہان کو لایا ہوں۔ چوہان شدید خطرے میں ہے اور ڈاکٹر فاروقی اس کا آپریشن کر رہے ہیں"...... تنویر کی

آواز سنائی دی اور پھر اس نے پوری تفصیل بتا دی کہ وہ کس طرح چوہان کے فلیٹ پر پہنچا اور اس نے چوہان کو زخمی حالت میں پایا۔

"تم وہیں رکو۔ میں عمران کو حکم دیتا ہوں وہ ابھی وہاں پہنچ جائے گا"...... تفصیل سننے کے بعد عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"او کے چیف"...... دوسری طرف سے تنویر نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور صدیقی کے نمبر پریس کرنے لگا۔ صدیقی کا موبائل فون آف تھا۔ دو بار کوشش کرنے کے بعد عمران نے صدیقی کے فلیٹ کا نمبر ملایا۔ کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی لیکن کال رسیور نہیں کی گئی۔ اس کے بعد عمران نے ٹرانسمیٹر پر بھی اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا ٹرانسمیٹر خاموش تھا۔

"عمران صاحب۔ آپ پر حملہ اور چوہان پر حملہ ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"فی الحال تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ صدیقی کی طرف سے بھی کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا۔ میں فاروقی ہسپتال جا رہا ہوں لیکن میں صدیقی کے فلیٹ سے ہوتا ہوا جاؤں گا۔ تم مجھے صدیقی کے فلیٹ کی چابی دے دو۔ شاید ضرورت پڑ جائے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور ایک چابی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ تمام ممبران کے فلیٹ کی ایک ایک چابی

دانش منزل میں موجود رہتی تھی تا کہ بوقت ضرورت کام آ سکے۔

عمران نے چابی جیب میں ڈالی اور دانش منزل کے کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی کار صدیقی کے فلیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عمران تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتا ہوا کچھ ہی دیر میں صدیقی کے فلیٹ پہنچ گیا۔ فلیٹ کا دروازہ لاک تھا۔ عمران نے چابی لگا کر دروازہ کھولا اور فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ اس نے پورے فلیٹ کا جائزہ لیا تو اسے سب کچھ نارمل نظر آیا جس کا مطلب تھا کہ یہاں کسی قسم کا ہنگامہ نہیں ہوا تھا۔ عمران مطمئن ہو کر فلیٹ سے نکلا اور پھر اس کی کار فاروقی ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ فاروقی ہسپتال پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس کی کار رکی تنویر پریشان چہرے کے ساتھ اس کی طرف بڑھا۔

کالونی کی ایک کوٹھی میں میلاد کی محفل تھی اور چونکہ یہ کوٹھی سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھی اس لئے عمران کی اماں بی پیدل ہی اس محفل میں شرکت کے لئے گئی تھیں۔ اب وہ واپس اپنی کوٹھی کے گیٹ تک پہنچیں تو انہوں نے کوٹھی پر ایک نوجوان بھکارن کو دیکھا۔

''السلام علیکم اماں بی''...... بھکارن نے ہاتھ اٹھا کر اماں بی کو سلام کیا۔

''وعلیکم السلام بیٹی۔ کہو کیا چاہئے تمہیں''...... اماں بی نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اماں بی۔ میں تو ثریا بی بی کی خیریت معلوم کرنے آئی ہوں۔ ہاں اس دوران اگر آپ زبردستی کھانا بھی کھلا دیں تو انکار نہیں کروں گی۔ آخر آپ ثریا بی بی کی اماں بی ہیں''...... بھکارن نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ چلو آؤ میرے ساتھ'' ...... اماں بی نے کہا اور پھر وہ بھکارن کو ساتھ لے کر اندر کوٹھی میں آ گئیں۔ لان میں پلاسٹک کی کرسیاں اور میز رکھی ہوئی تھی۔ وہ لان میں ہی بیٹھ گئیں۔

''بیٹھو لڑکی۔ تم کھڑی کیوں ہو'' ...... اماں بی نے بھکارن سے کہا تو وہ گھاس پر بیٹھ گئی۔

''میں نے تمہیں گھاس پر بیٹھنے کو تو نہیں کہا۔ کرسی پر بیٹھو''۔ اماں بی نے کہا۔

''اماں بی۔ میں بس یہیں ٹھیک ہوں'' ...... بھکارن نے عاجزی سے کہا۔

''اے لڑکی۔ میری بات ٹالنے کی کسی میں جرأت نہیں۔ تم میری بات ماننے سے انکار کر رہی ہو'' ...... اماں بی نے سخت لہجے میں کہا تو بھکارن یکدم بوکھلا کر اٹھی اور فوراً ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''دینو'' ...... اماں بی نے باورچی کو آواز دی تو وہ فوراً ہی حاضر ہو گیا۔

''جی مالکن'' ...... دینو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس بچی کے لئے کھانا لے کر آؤ'' ...... اماں بی نے کہا تو دینو اثبات میں سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

''ہاں لڑکی۔ اب بتاؤ تمہارا نام کیا ہے'' ...... دینو کے جانے کے بعد اماں بی نے بھکارن سے پوچھا۔

''میرا نام شنو ہے اماں بی'' ...... بھکارن نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''تم ثریا کو کیسے جانتی ہو'' ...... اماں بی نے پوچھا۔

''اماں بی۔ میں یہاں مانگنے آیا کرتی تھی تو ثریا بی بی مجھے اپنے پاس بٹھا لیا کرتی تھی۔ مجھے کھانا کھلاتی تھی اور دوسرے تیسرے مہینے کپڑوں کا جوڑا بھی دیتی تھی اور سو دو سو روپے بھی دے دیا کرتی تھی۔ ثریا بی بی بہت اچھی ہیں۔ وہ مجھے اپنی سہیلی کہنے لگی تھیں اور جب ان کی شادی ہونے لگی تھی تو انہوں نے مجھے بھی بلایا تھا۔ اس شادی پر پہننے کے لئے مجھے ایک شاندار قیمتی جوڑا بھی دیا تھا لیکن میں ان کی شادی میں شریک نہیں ہو سکی کیونکہ میرے ابا نے راجو سے دس ہزار روپے لے کر فوراً ہی میری شادی اس سے کر دی۔ جس دن ثریا بی بی کی شادی تھی اس سے دو دن پہلے میری شادی ہو گئی اور پھر اتنا عرصہ راجو نے مجھے گھر سے باہر ہی نہیں نکلنے دیا۔ اب اس نے چند دن پہلے مجھ سے کہا کہ جاؤ بھیک مانگ کر لاؤ تاکہ وہ دس ہزار روپے پورے ہو سکیں جو اس نے میرے ابا کو دیئے ہیں'' ...... بھکارن نے اپنی داستان اماں بی کو سناتے ہوئے کہا تو اماں بی کو اس پر بہت ترس آیا۔

''یہ تو تمہارے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ تمہارے باپ نے تمہیں بیچ دیا'' ...... اماں بی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں اماں بی۔ ظلم ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ ہماری بستی میں تو

ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ ہماری بستی کا رواج ہے۔ ماں باپ پیسے لے کر اپنی بیٹی کا رشتہ کرتے ہیں''...... بھکارن نے کہا اور اسی لمحے دینو کھانا لے کر آ گیا۔ اس نے کھانے کے برتن میز پر رکھے تو بھکارن کھانے پر ٹوٹ پڑی۔

''معلوم نہیں ہمارے ملک میں کیسے کیسے رواج ہیں''...... اماں بی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''اماں بی۔ ثریا بی بی تو اپنے گھر خوش ہیں نا''...... بھکارن نے کھانے کے دوران اماں بی سے پوچھا۔

''ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ ثریا اپنے گھر میں خوش ہے''۔ اماں بی نے کہا۔

''اماں بی۔ ان کے شوہر کا کیا نام ہے اور وہ کیا کرتے ہیں''۔ بھکارن نے پوچھا۔

''اس کے شوہر کا نام وقار حیات خان ہے اور وہ گاؤں میں اپنی زمینوں پر ہوتا ہے۔ نوکری کو وہ غلامی سمجھتا ہے اور غلامی اسے پسند نہیں''...... اماں بی نے کہا۔

''یہ ہے بھی صحیح اماں بی۔ واقعی نوکری غلامی ہوتی ہے۔ انسان کا اپنا کاروبار ہونا چاہئے۔ چاہے وہ کاروبار بھیک مانگنے کا ہی کیوں نہ ہو''...... بھکارن نے اماں بی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو بہت دلچسپ باتیں کرتی ہے لڑکی۔ کبھی کبھار آ جایا کرو''۔ اماں بی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اماں بی۔ پہلے آپ ایک وعدہ کریں پھر میں آیا کروں گی''۔ بھکارن نے کہا۔

''کیسا وعدہ''...... اماں بی نے پوچھا۔

''روپے پیسے کی خیرات آپ مجھے دیں نہ دیں اتنا مزیدار کھانا آپ مجھے ہر دفعہ کھلایا کریں گی نا''...... بھکارن نے کہا۔

''تمہیں کھانا بھی ملے گا اور روپے پیسے بھی ملیں گے اور جس طرح ثریا کپڑے دیتی تھی اسی طرح کپڑے بھی ملا کریں گے''۔ اماں بی نے کہا۔

''بس۔ پھر سمجھ لیں کہ میں ہفتے میں ایک دو چکر لازماً لگایا کروں گی''...... بھکارن نے خوش ہو کر کہا۔

''بلکہ میں تو ایک اور بات سوچ رہی ہوں''...... اماں بی نے بھکارن کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا اماں بی''...... بھکارن نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

''تو یہ بھیک مانگنا چھوڑ دے اور ہمارے گھر میں نوکری کر لے۔ تینوں وقت کا کھانا بھی ملے گا اور اچھی تنخواہ بھی ملے گی''۔ اماں بی نے کہا۔

''اماں بی۔ نوکری تو غلامی ہوتی ہے اور اپنا بزنس اپنا بزنس ہوتا ہے چاہے وہ بھیک مانگنے کا ہی کیوں نہ ہو''...... بھکارن نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا تو اماں بی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس دوران بھکارن نے کھانا ختم کر لیا تھا اور وہ اپنے ہاتھ دوپٹے

سے صاف کر رہی تھی۔

''اماں بی۔ میں تو ثریا بی بی سے ملنے آئی تھی۔ ثریا بی بی سے ملنے کو میرا دل بے چین تھا۔ اب وہ نجانے کب آپ کے پاس آئے اور جب آئے تو مجھے پتہ بھی چل سکے گا یا نہیں''...... بھکارن نے اداس لہجے میں کہا۔

''وہ چک اڑتیس ب میں رہتی ہے۔ اگر تم کبھی بھیک مانگنے اس طرف جاؤ تو اس سے مل لانا۔ اس کے شوہر کا نام تو میں تمہیں بتا ہی چکی ہوں''...... اماں بی نے کہا۔

''جی اماں بی۔ میں ثریا بی بی کو ملنے ضرور جاؤں گی۔ اب میں چلتی ہوں۔ پھر کسی دن آؤں گی''...... بھکارن نے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اماں بی نے اپنا پرس کھولا اور سو روپے کا ایک نوٹ نکال کر اسے دے دیا۔ سو روپے کا نوٹ لے کر بھکارن خوش ہو گئی۔

''اگر بھیک مانگنا تمہارا پیشہ نہ ہوتا تو اور تم کسی ضرورت کے تحت میرے پاس آئی ہوتیں تو میں لاکھوں روپے بھی خرچ کر کے تمہاری ضرورت پوری کر دیتی''...... اماں بی نے کہا۔

''میرے لئے تو سو روپیہ بھی ایک لاکھ روپے کے برابر ہے اماں بی۔ اللہ تعالٰی آپ کو ہمیشہ خوش رکھے''...... بھکارن نے دعائیں دیتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد اس نے اماں بی کو سلام کیا اور کوٹھی سے باہر آ گئی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کوٹھی سے کچھ دور

آ گئی۔ یہاں فٹ پاتھ پر ایک بلیو کلر کی ٹیوٹا کرولا کار کھڑی تھی۔ اس نے کار کا اگلا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کلار بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے بھکارن کی طرف دیکھا۔ بھکارن کے میک اپ میں دراصل ہلٹن تھی۔

''عمران کی بہن چک اڑتیس ب میں رہتی ہے اور اس کا شوہر وہاں کا بہت بڑا زمیندار ہے''...... ہلٹن نے کہا تو کلار نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کار آگے بڑھا دی۔

''چک اڑتیس ب یہاں سے ایک گھنٹے کی ڈرائیو پر ہے۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ایک چکر وہاں کا لگا لیا جائے۔ پھر اپنے پروگرام کو فائنل کیا جائے''...... کلار نے کہا۔

''پروگرام کیا ہے۔ یہ تو تم نے ابھی تک مجھے نہیں بتایا۔ تم نے مجھے کہا کہ عمران کی بہن کا ایڈریس معلوم کر کے بتاؤ سو وہ میں نے تمہیں معلوم کر دیا ہے۔ اب آگے کیا کرنا ہے یہ تم مجھے نہیں بتا رہے''...... ہلٹن نے ناراض لہجے میں کہا۔

''مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ہم شہر کی نسبت کسی گاؤں میں عمران پر حملہ کریں تو ہمارے لئے آسانی رہے گی۔ اب کرنا یہ ہے کہ تم نے عمران کی بہن کو ایک پن چبھونی ہے۔ اس پن کی نوک پر ایک خاص قسم کا محلول لگا ہوا ہو گا جو تقریباً ایک گھنٹے بعد اپنا اثر شروع کر دے گا۔ عمران کی بہن کو انتہائی تیز بخار ہو جائے گا اور اسی بخار کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو جائے گی۔ اب چونکہ یہ بخار ہو گا اس لئے

اسے شہر کے ہسپتال میں لانے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی اور گاؤں کا ڈاکٹر ہی اس کی ٹریٹ منٹ کرے گا لیکن اس بیماری کی خبر جیسے ہی عمران کی والدہ کو ملے گی وہ فوراً اپنی بیٹی کی طرف دوڑے گی۔ یہ ایک فطری سی بات ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ عمران کو بھی اپنے ساتھ لے جائے گی۔ اس گاؤں کے قریب ہی ہم اور ہمارے آدمی چھپے ہوں گے۔ جیسے ہی عمران گاؤں میں داخل ہو گا ہماری گولیوں کا نشانہ بن جائے گا کیونکہ اس کے تو خواب و خیال میں ہی نہیں ہو گا کہ اس طرح گاؤں میں بھی اس پر حملہ ہو سکتا ہے''...... کلار نے اپنے پلان کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''اور اگر عمران اپنی والدہ کے ساتھ نہ گیا تو پھر''...... ہلٹن نے ایک امکان کے تحت کہا۔

''تو ہم سمجھیں گے کہ ہمارا دوسرا حملہ بھی ناکام ہو گیا ہے اور پھر ہم تیسرے حملے کی پلاننگ کریں گے''...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا مگر ہلٹن نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ پلاننگ صحیح نہیں ہے''...... ہلٹن کی خاموشی پر کلار نے اس سے پوچھا۔

''پلاننگ تو ٹھیک ہے لیکن اس میں عمران کے آنے یا نہ آنے کے چانس ففٹی ففٹی ہیں۔ اگر عمران نہ آیا تو ہمارا وقت ضائع ہو گا''...... ہلٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ایک مشن دیا گیا ہے لیکن وقت نہیں دیا گیا کہ ہم نے اس وقت میں یہ مشن مکمل کرنا ہے اور میں پہلے بھی یہ بات تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہمارے چیف نے مجھے بتایا ہے کہ ہمیں عمران پر ایک دو نہیں بلکہ درجنوں حملے کرنے پڑیں گے۔ یہ عمران ایک بھوت ہے اور یہ اتنی آسانی سے نہیں مرے گا''...... کلار نے کہا۔

''کلار۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا عمران کا خاتمہ مشکل ہوتا جائے گا۔ پہلے عمران بے خبر اور لاعلم تھا۔ اب اسے معلوم ہو گیا ہے کہ کوئی تنظیم اس کے خاتمے کا مشن لے کر آ گئی ہے اس لئے اب وہ ہوشیار ہو جائے گا اور جب وہ ہوشیار ہو جائے گا تو اس کا خاتمہ مشکل ہو جائے گا''...... ہلٹن نے کہا۔

''گاؤں والی پلاننگ کا نتیجہ دیکھ لیں۔ اگر عمران گاؤں نہ گیا تو پھر کوئی نئی پلاننگ کریں گے''...... کلار نے کہا۔

''کوئی پلاننگ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جب عمران اپنے فلیٹ میں سو رہا ہو تو اس کے فلیٹ کو بموں سے اڑا دیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران کا خاتمہ ڈائریکٹ ایکشن سے کیا جا سکتا ہے کسی پلاننگ سے نہیں''...... ہلٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کلار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''تم عمران کی فائل پڑھ کر کچھ باتیں بھول گئی ہو۔ عمران کی فائل میں لکھا ہوا ہے کہ عمران کے فلیٹ کو بموں سے بھی نہیں اڑایا جا سکتا۔ ایسی کوششیں پہلے کئی بار کی جا چکی ہیں''...... کلار نے کہا۔

''معلوم نہیں۔ یہ عمران انسان ہے یا کوئی جن''...... ہلٹن نے کہا۔

''یہ تو جنوں سے بھی کوئی آگے کی چیز لگتا ہے۔ ہمارے صدر صاحب ایسے ہی تو اس کے لئے پریشان نہیں ہیں''...... کلار نے کہا اور پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ چک اڑتیس ب تک پہنچے میں انہیں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ گاؤں کی سڑک کے دونوں اطراف میں گھنے درخت تھے جبکہ ایک بہت بڑی نہر بھی راستے میں پڑتی تھی۔ اس نہر کے قریب والی زمین پر بہت زیادہ سیم تھا اور اس سیم میں قد آور جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اس لئے اس راستے میں چھپنے کی کئی جگہیں تھیں۔ انہوں نے تمام راستے کا بغور جائزہ لیا اور پھر وہ واپس ہو لئے۔ ایک ہی گھنٹہ انہیں واپس پہنچنے میں لگ گیا۔ اب وہ دارالحکومت پہنچ چکے تھے۔

''ارے وہ دیکھو عمران کا باروچی سلیمان''...... ہلٹن نے اچانک ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کلار نے اس آدمی کی طرف دیکھا۔ وہ آدمی ایک ٹوکری اٹھائے ایک طرف جا رہا تھا۔ کلار نے کار اس آدمی کے قریب لے جا کر روک دی۔

''جناب۔ ہم نے کنگ روڈ جانا ہے۔ اس طرف کون سی سڑک جاتی ہے''...... کلار نے اس آدمی سے پوچھا جو کہ سلیمان ہی تھا۔

''سامنے والے چوک سے آپ دائیں طرف کی سڑک پر مڑ جائیں۔ وہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر کنگ روڈ ہے''...... سلیمان

نے اشارے سے راستہ بتاتے ہوئے کہا۔

''شکریہ جناب۔ کیا آپ اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ دراصل ہم نے اس علاقے کی مرکزی مسجد کے مولوی صاحب سے ملنا ہے اور ہم نے ان کا گھر نہیں دیکھا ہوا''...... کلار نے کہا۔

''میں اسی طرف جا رہا ہوں۔ چلیئے میں آپ کو مولوی صاحب کا گھر دکھا دوں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''شکریہ جناب۔ آپ گاڑی میں بیٹھ جائیں''...... کلار نے کہا تو سلیمان کار کا پچھلا دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گیا تو کلار نے کار آگے بڑھا دی۔ اگلے ہی لمحے کلار نے کار کے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے چند بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کیا تو سرر کی آواز ابھری اور سیٹ کی اگلی اور پچھلی سیٹ کے درمیان ایک شیشہ آ گیا۔ کلار نے دوسرا بٹن پریس کیا تو ونڈ سکرین کے علاوہ کار کے تمام شیشوں کا رنگ ڈارک ہو گیا۔ اب کوئی کار کے اندر نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی کار کے شیشوں پر کوئی گولی اثر کر سکتی تھی۔ کار بلٹ پروف ہو چکی تھی۔ اس کے بعد کلار نے کار کی رفتار بڑھا دی۔

''عمران صاحب۔ چوہان کی زندگی شدید خطرے میں ہے۔ ابھی چند لمحے پہلے ڈاکٹر فاروقی آپریشن تھیٹر سے باہر آئے تو وہ بہت مایوس دکھائی دے رہے تھے''...... تنویر نے عمران کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

''ابھی ملک وقوم کو تم لوگوں کی ضرورت ہے۔ ابھی تم میں سے کسی کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو تنویر سچے دل سے چوہان کے لئے دعا کرنے لگا۔ عمران نے بھی دل ہی دل میں اس کے لئے دعا کی۔

''آؤ۔ ڈاکٹر فاروقی کے آفس میں بیٹھتے ہیں''...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں ڈاکٹر فاروقی کے آفس میں آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ انہیں بیٹھے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری

تھی کہ ڈاکٹر فاروقی کے ملازم نے ان کے سامنے چائے کے دو کپ رکھ دیئے۔

''عمران صاحب۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے''...... چند لمحوں بعد تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے کیونکہ مجھ پر بھی قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے لیکن اللہ کے فضل سے میں اس حملے میں بچ گیا ہوں اور اب اللہ ہی کے فضل سے چوہان کو بھی نئی زندگی مل جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''انشاء اللہ''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں ڈاکٹر فاروقی کا انتظار کرنے لگے۔ کافی دیر بعد ڈاکٹر فاروقی اپنے آفس میں داخل ہوئے۔ چہرے سے وہ تھکے تھکے لیکن مطمئن لگ رہے تھے۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کر دیا ہے عمران صاحب۔ آپ کے ساتھی کو نئی زندگی ملی ہے''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران اور تنویر کے چہرے مسرت سے چمک گئے۔

''شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ آپ نے انتھک محنت کی ہے''...... عمران نے ڈاکٹر فاروقی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تو ڈاکٹر کا فرض ہوتا ہے''...... ڈاکٹر فاروقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جس طرح مریض کی جان بچانا آپ کا فرض ہے اسی طرح آپ کا شکریہ ادا کرنا بھی ہمارا فرض ہے''...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر تنویر بھی کھڑا ہو گیا۔ عمران نے ڈاکٹر فاروقی سے اجازت لی اور پھر وہ دونوں ڈاکٹر فاروقی کے آفس سے باہر آ گئے۔

”جب تک چوہان کو ہوش نہیں آ جاتا تم یہیں رکو۔ صدیقی لاپتہ ہے اور میں اسے تلاش کرنے جا رہا ہوں“...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”صدیقی لاپتہ ہے۔ کیا مطلب“...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس سے کسی ذریعے سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا“...... عمران نے کہا۔

”لگتا ہے نیا کیس شروع ہو گیا ہے اور سیکرٹ سروس کے ممبران ابھی تک آؤٹ آف سٹی ہیں“...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”یہ سوال تو تم اپنے چیف سے پوچھو کہ ایسا کیوں ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ تنویر اس کی بات کا جواب دیتا عمران کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو عمران نے موبائل فون نکال کر دیکھا تو اس پر جولیا کے نمبر فلیش کر رہے تھے۔

”لو۔ تمہاری ڈپٹی چیف کی تو کال آ گئی ہے۔ لگتا ہے کہ وہ سٹی میں ان ہو چکی ہے“...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اوکے کا بٹن پریس کر کے موبائل فون کان سے لگا لیا۔

”ہیلو عمران۔ جولیا بول رہی ہوں“...... دوسری طرف سے جولیا

کی آواز سنائی دی۔

”تم بولتی رہا کرو تاکہ تمہاری مدھر آواز میرے کانوں میں رس گھولتی رہے“...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر نے منہ بنا لیا۔

”تم نے چوہان کے متعلق ابھی تک چیف کو کوئی رپورٹ نہیں دی“...... جولیا نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری یہی بے رخی تو میرے ہوش و حواس چھین لیتی ہے اور میں رپورٹ دینے کے قابل ہی نہیں رہتا“...... عمران نے کہا۔

”یہ فضول باتوں کا وقت نہیں ہے۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اور ہم نے کئی کام کرنے ہیں۔ اگر تم سنجیدگی سے بات نہیں کر سکتے تو میں تنویر سے پوچھ لیتی ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”وقت وقت کی بات ہے۔ ایک وقت تھا کہ حسینائیں ناز و انداز دکھاتی تھیں اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ حسینائیں دھمکیاں دے رہی ہیں“...... عمران نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا مگر اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا اور پھر اگلے ہی لمحے تنویر کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو تنویر سمجھ گیا کہ عمران سے تنگ آ کر جولیا اب اسے فون کر رہی ہے۔ تنویر نے جیب سے موبائل فون نکال کر دیکھا تو واقعی جولیا کے نمبر فلیش کر رہے تھے۔

”مس جولیا۔ جب آپ جانتی ہیں کہ عمران نے صرف بکواس ہی کرنی ہے تو پھر آپ اسے کال کیوں کرتی ہیں“...... تنویر نے جولیا

کی بات سنے بغیر کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے اپنی کار کا دروازہ کھولا اور پھر اگلے ہی لمحے اس کی کار سٹارٹ ہو کر ہسپتال سے باہر آ گئی۔ اب اس کا رخ دانش منزل کی طرف تھا۔ تیز ڈرائیونگ کے سبب وہ جلد ہی دانش منزل پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ کنٹرول روم میں پہنچا بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... سلام دعا کے بعد عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور خود بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم کیا ہے۔ چوہان کی زندگی بچ گئی ہے''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں واقعی۔ یہ سب اللہ کا کرم ہے۔ وہ ہم حقیر بندوں پر بہت مہربان ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جولیا نے تمام ممبران کی ڈیوٹی صدیقی کی تلاش پر لگا دی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھ پر اور چوہان پر قاتلانہ حملہ کرنے والے مجرموں نے ہی صدیقی کو اغوا کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ بات آپ کیسے کہہ سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہ بات میں نہیں کہہ رہا بلکہ حالات کہہ رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ حالات تو واقعی یہی کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو

نے عمران کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس سے کوئی بات کرتا بلیک زیرو اٹھ کر کنٹرول روم سے باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ لئے وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ان مجرموں کا کوئی آدمی ہاتھ لگے تو پھر ہی ان کا حدود اربعہ معلوم ہو سکتا ہے''...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور پھر اس کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو اس نے چائے کا کپ میز پر رکھا اور جیب سے موبائل فون نکال لیا۔ اس نے سکرین پر نمبر دیکھے تو اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئیں کیونکہ کال کوٹھی سے کی جا رہی تھی۔

''السلام علیکم اماں بی''...... عمران کو یقین تھا کہ فون پر اماں بی ہی ہوں گی اسی لئے اس نے سلام کیا تھا۔

''وعلیکم السلام عمران بیٹے۔ تمہارے فلیٹ پر کوئی فون نہیں اٹھا رہا۔ یہ سلیمان کہاں مر گیا ہے''...... اماں بی کی پریشان آواز سنائی دی۔

''اماں بی۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہو گا۔ آپ اس کی فکر چھوڑیں۔ آپ بتائیں کہ آپ نے خیریت سے فون کیا ہے''...... عمران نے

کہا۔

''خیریت نہیں ہے عمران بیٹے۔ ثریا بہت بیمار ہے اور غشی کی حالت میں ہے۔ تمہارے والد ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ تم فوراً آ جاؤ۔ ہم نے ثریا کی طرف جانا ہے''...... دوسری طرف سے اماں بی نے کہا۔

''اچھا اماں بی۔ میں ابھی آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا تو ایک بار پھر اماں بی نے اسے جلدی آنے کی تاکید کر کے فون بند کر دیا۔ عمران نے بھی موبائل فون جیب میں رکھا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر اپنے فلیٹ کے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی لیکن کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی مگر کال رسیو نہ کی گئی۔

''اس وقت تو سلیمان کو فلیٹ میں ہی ہونا چاہئے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''وہ مارکیٹ گیا ہوگا۔ آ جائے گا۔ آپ جائیں اماں بی آپ کا انتظار کر رہی ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر چند لمحوں بعد اس کی کار کوٹھی کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ جب وہ کوٹھی پر پہنچا تو اماں بی اس کے انتظار میں تھیں۔ انہوں نے عمران کو کار سے اترنے بھی نہ دیا اور وہ ثریا کے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے۔ ثریا کا گاؤں دارالحکومت سے ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ پر تھا۔ عمران کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے باعث وہ

پینتالیس منٹوں میں ہی گاؤں کے قریب پہنچ گئے۔ گاؤں کے قریب پہنچ کر عمران نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ گاؤں میں داخل ہونے کے لئے انہیں نہر کے ایک پل پر سے گزرنا تھا۔ جیسے ہی عمران کی کار پل پر پہنچی ایک زبردست دھماکہ ہوا اور پل کے پرخچے اڑ گئے اور کار اچھلی اور پھر نہر میں ڈوبتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی پانی میں بھی دھماکے ہونے لگے۔

کلار اور ہلٹن کوٹھی میں بنے ہوئے اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹونی، راکی اور ڈان بھی وہاں وجود تھے۔ ہلٹن نے اپنا کام کر دکھایا تھا۔ وہ سر عبدالرحمٰن کی ہمسائی کی بیٹی کے روپ میں ثریا سے جا کر ملی تھی اور گلے ملتے ہوئے وہ ذرا سی لڑکھڑائی تو ثریا اسے سنبھالنے لگی تو ہلٹن نے وہ سوئی جو کلار نے اسے دی تھی اور جس کی نوک پر زہریلا محلول لگا ہوا تھا ہلکی سی ثریا کی کمر میں چبھو دی تھی جسے ثریا محسوس ہی نہ کر سکی تھی۔ پھر دیر ہو جانے کا بہانہ کر کے ہلٹن جلد واپس آ گئی تھی۔

''ٹونی۔ تم نے سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی کی نگرانی کرنی ہے۔ جیسے ہی عمران کی اماں بی کوٹھی سے باہر نکلیں تم نے ہمیں اطلاع دینی ہے۔ اگر عمران ان کے ساتھ ہو تب بھی اور عمران ان کے ساتھ نہ ہو تب بھی''...... کلار نے ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''او کے سر۔ میں دونوں صورتوں میں موبائل فون پر آپ کو اطلاع دے دوں گا''...... ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران کے والد ملک سے باہر ہیں اس لئے مجھے امید ہے کہ عمران ہی اپنی اماں بی کے ساتھ گاؤں جائے گا''...... کلار نے ہلٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ ایسی صورت میں اس کا جانا بہت ضروری ہے''...... ہلٹن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہم چک اڑتیس ب کے نہر کے پل کے قریب چھپ کر بیٹھیں گے۔ تمہارے پاس جدید ترین کیمرہ ہو گا۔ اس کیمرے سے تم عمران کی کار کی ویڈیو بناؤ گی تاکہ ہم اعلیٰ حکام کو ثبوت دے سکیں کہ ہم نے عمران کا خاتمہ کیا ہے کسی اور نے نہیں۔ جیسے ہی عمران کی کار پل پر پہنچے گی میں بم مار کر پل اڑا دوں گا۔ اس بلاسٹنگ میں عمران کی کار بھی اڑ جائے گی کیونکہ میرے پاس بہت طاقتور بم ہیں۔ ہم وہاں مزید بم بھی بلاسٹ کریں گے تاکہ عمران کے بچنے کا چانس ایک فیصد بھی نہ رہے''...... کلار نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس طرح تو عمران کے ساتھ ساتھ عمران کی اماں بی بھی ماری جائے گی''...... ہلٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اب اتنا ظالم بھی نہیں ہوں کہ ماں کو بیٹے سے جدا کر دوں''...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پروگرام تو ڈن ہو گیا اب چلنے کی تیاری کرو۔ وہ لوگ کسی بھی وقت روانہ ہو سکتے ہیں“...... ہلٹن نے کہا۔

”تمام تیاری مکمل ہے۔ ہم نے بس روانہ ہونا ہے“...... کلار نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر ہلٹن اور وہ تینوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ہمارے پاس تین کاریں ہیں۔ ایک کار ٹونی استعمال کرے گا۔ دوسری کار رائی اور ڈان کے لئے جبکہ تیسری کار میں اور ہلٹن استعمال کریں گے“...... کلار نے چلتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کاروں کے قریب پہنچ کر انہوں نے کلار کی ہدایت پر عمل کیا۔ وہ سب کاروں میں بیٹھے اور کاریں گیٹ کے قریب پہنچ گئیں۔ گیٹ پر دو مسلح آدمی موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے فوراً گیٹ کھول دیا اور کاریں گیٹ سے باہر نکل گئیں۔ ٹونی کی کار دارالحکومت کی آفیسرز کالونی کی طرف مڑ گئی جبکہ باقی دو کاریں دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک پر دوڑنے لگیں۔

”تم نے بلیک روم میں جا کر صدیقی سے ملاقات نہیں کی اور اب تو بلیک روم میں سلیمان بھی پہنچ چکا ہے“...... ہلٹن نے کلار سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمارے لئے عمران زیادہ اہم ہے۔ اس کی طرف سے ٹینشن ختم ہو جائے تو باقیوں کو بھی دیکھ لیں گے“...... کلار نے کہا۔ جب

سے صدیقی بلیک روم پہنچا تھا ان دونوں کو وقت ہی نہیں ملا تھا کہ وہ بلیک روم میں جا کر اس سے پوچھ گچھ ہی کر سکیں۔

”ہاں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔ ویسے کلار۔ میں اس وقت عجیب سی خوشی محسوس کر رہی ہوں“...... ہلٹن نے کہا۔

”وہ کس لئے“...... کلار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دنیا کا سپریم سیکرٹ ایجنٹ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا تو دنیا کے تمام سیکرٹ ایجنٹوں پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی اور پھر بڑے سے بڑا سیکرٹ ایجنٹ بھی ہمارا نام سن کر گھبرائے گا“...... ہلٹن نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا تو کلار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”پہلے عمران کو مر تو لینے دو پھر سیکرٹ ایجنٹوں پر اپنی دھاک بھی بٹھا لینا“...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں یقین نہیں ہے کہ عمران ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا“...... ہلٹن نے کہا۔

”مجھے تو ایک سو دس فیصد یقین ہے کہ عمران ہمارے ہی ہاتھوں مارا جائے گا اور آج ہی مارا جائے گا“...... کلار نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب ہمیں یقین ہے کہ تو پھر کیوں نہ میں پہلے سے ہی دل کو خوش کر لوں“...... ہلٹن نے کہا۔

”اگر عمران ہمارے ہاتھوں سے نہ بھی مارا جائے تو تب بھی

تمہاری دھاک سیکرٹ ایجنٹوں پر بیٹھ جائے گی''...... کلار نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''وہ کیسے''...... ہلٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''حسن کی دھاک ہر دل پر بیٹھ جاتی ہے''...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہلٹن کھلکھلا کر ہنس پڑی کیونکہ کلار نے خوبصورت انداز میں اس کی تعریف کی تھی۔

''جب تم اتنی خوبصورت باتیں کرتے ہو تو تم بھی بہت اچھے لگتے ہو''...... ہلٹن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسی طرح وہ باتیں کرتے ہوئے چک اڑتیس ب کے قریب پہنچ گئے۔ نہر سے کچھ پہلے درختوں کا ایک جھنڈ تھا۔ کلار نے کار پختہ سڑک سے اتار کر اس جھنڈ کے پیچھے کھڑی کر دی۔ کار کا رخ اس نے شہر کی طرف کر دیا تھا۔ دوسری کار کی ڈرائیونگ ڈان کر رہا تھا۔ اس نے بھی کلار کی تقلید کرتے ہوئے کار کلار کی کار کے پیچھے کھڑی کر دی۔

کلار نے کار کی ڈگی کھول کر اپنا مطلوبہ سامان نکال لیا۔ کیمرہ اس نے ہلٹن کے حوالے کر دیا تھا اور بموں کا شاپر اس نے خود ہی پکڑے رکھا۔ پھر وہ درختوں کے پیچھے سے نکل کر پختہ سڑک پر آ گئے۔ یہاں سے ان کی کاریں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے نہر کے پل پر پہنچ گئے۔ اسی لمحے کار کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو کلار نے جیب سے موبائل فون نکال کر کان سے لگا لیا۔

''چیف۔ میں ٹونی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹونی کی آواز سنائی دی۔

''ہاں بولو۔ کیا وہ لوگ روانہ ہو چکے ہیں''...... کلار نے بے چین لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ عمران اپنی والدہ کے ساتھ کوٹھی سے روانہ ہو گیا ہے''...... ٹونی کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ اب تم آفس پہنچ جاؤ۔ ہم مشن مکمل کر کے وہیں آئیں گے''...... کلار نے کہا اور پھر اس نے موبائل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

''تم کسی درخت پر بیٹھ جاؤ۔ اس کیمرے سے نصف کلومیٹر کے علاقے کو زوم کیا جا سکتا ہے''...... کلار نے ہلٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں اس کیمرے کا فنکشن جانتی ہوں۔ میں اسے باآسانی استعمال کر لوں گی''...... ہلٹن نے کہا اور پھر اس نے پل کے قریب ہی ایک درخت منتخب کیا۔ یہ درخت کافی گھنا تھا اور وہ آسانی سے چھپ کر بیٹھ سکتی تھی اور دور دور تک نظر بھی رکھ سکتی تھی۔ لہٰذا درخت منتخب کر کے وہ درخت پر چڑھ گئی۔ پل کے قریب ہی دوسرے تین درختوں پر وہ تینوں بھی بیٹھ گئے۔

کلار نے جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھنے کا ارادہ بدل دیا تھا۔ تین تین بم اس نے راکی اور ڈان کو بھی دے دیئے اور انہیں ہدایت کی

کہ اگر عمران اس کے حملے سے بچ جائے تو وہ اس پر بم برسائیں۔ اس کے بعد وہ چاروں عمران کا انتظار کرنے لگے۔ ہلٹن کے دل کی دھڑکن تو بہت تیز ہوگئی تھی۔ اس نے عمران کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔ عمران کا دلکش سراپا اس کی آنکھوں میں سما گیا تھا۔

عمران ایسا نوجوان نہیں تھا کہ اسے قتل کیا جائے بلکہ وہ تو دل کا مہمان بنائے جانے کے قابل تھا لیکن یہ اس کا پہلا مشن تھا اور اسے احساس تھا کہ اس مقصد کے لئے اس کی قوم نے کروڑوں ڈالرز خرچ کئے ہیں لہٰذا اسے اپنا مشن مکمل کرنا تھا اور اسے اس بات کی تربیت بھی دی گئی تھی کہ جذبات کو بھی اپنے فرض پر حاوی نہیں ہونے دینا۔ فرض پر جذبات کو قربان کیا جا سکتا ہے لیکن جذبات پر فرض کو قربان نہیں کیا جا سکتا اس لئے اب اس نے اپنا مشن مکمل کرنا تھا۔ اس نے اپنے جذبات کو دبا دیا تھا۔

اس نے کلار پر ظاہر ہی نہ ہونے دیا کہ اس کے دل کے کسی گوشے میں عمران کی معصوم صورت سما گئی ہے۔ اب بھی اس نے چور نظروں سے اس درخت کی طرف دیکھا جس پر کلار بیٹھا ہوا تھا لیکن پتوں میں چھپا ہوا کلار اسے نظر نہ آیا۔ اس نے سر جھٹک کر کیمرے سے آنکھ لگائی اور دور دور تک دیکھنے لگی۔ اس طرح دیکھتے دیکھتے نجانے کتنی دیر گزر گئی پھر اس کی نظر چک کی طرف آنے والے راستے پر مڑی تو ایک کار دھیمی رفتار سے اس راستے پر آ رہی تھی۔ کیمرہ آن ہی تھا۔ اس نے ناب گھما کر منظر کو قریب اور واضح

کیا تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا عمران اسے صاف نظر آنے لگا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر اس کی اماں بی بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دونوں کو دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ عمران کی موت کا تصور کر کے اسے نجانے کیا ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ طاری ہوگئی تھی اور اس نے بڑی مشکل سے خود پر قابو پایا۔

اس دوران عمران کی کار دھیمی رفتار سے چلتی ہوئی نہر کے پل پر پہنچ گئی۔ جیسے ہی کار پل کے درمیان پہنچی ایک زور دار دھماکہ ہوا اور پل کے پرخچے اڑ گئے۔ کار ایک دم اچھلی اور پھر نہر میں گر گئی۔ اس کے بعد فوراً ہی نہر میں کئی دھماکے ہوئے اور پانی کئی فٹ اوپر اچھلنے لگا۔ کیمرے سے فلم بن رہی تھی لیکن ہلٹن کو ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل کوئی اپنی مٹھی میں لے کر بھینچ رہا ہو۔

''ہلٹن۔ نیچے اترو''...... کلار کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو اس کی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند چھٹی اور وہ کسی بندریا کی طرح تیزی سے نیچے اتر آئی۔ وہ سب بھاگتے ہوئے اپنی کاروں کے قریب پہنچے اور پھر ان کی کاریں یکدم حرکت میں آ گئیں۔ چند ہی لمحوں بعد وہ مین روڈ پر پہنچ چکے تھے اور ان کی کاریں طوفانی رفتار سے دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگیں۔ کلار کے چہرے پر کامیابی کی چمک تھی۔

براؤن اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں موجود تھا۔ اس کی میز پر مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ وہ ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر فائل میز پر ایک طرف رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ براؤن سپیکنگ''...... براؤن نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے بارعب لہجے میں کہا۔

''صدر صاحب سے بات کریں''...... دوسری طرف سے صدر کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یس''...... براؤن نے یکدم مستعد ہوتے ہوئے کہا۔

''پریذیڈنٹ آف اسرائیل سپیکنگ''...... اگلے ہی لمحے صدر کی بارعب آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم سر''...... براؤن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گیم اوور کے چیف کی طرف سے کوئی رپورٹ ہے مسٹر براؤن''...... صدر نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''یس سر۔ گیم اوور نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین ممبران کو ٹریس کر کے دو کا خاتمہ کر دیا ہے جبکہ تیسرے کو اغوا کر کے اپنے ٹھکانے پر پہنچا دیا ہے تاکہ اس سے معلومات حاصل کر کے مزید کارروائی کی جا سکے''...... براؤن نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران کے بارے میں بتاؤ۔ عمران کے سلسلے میں گیم اوور نے اب تک کیا کیا ہے''...... صدر نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''سر۔ عمران آؤٹ آف سٹی ہے۔ گیم اوور نے اس کے خاتمے کی فول پروف پلاننگ کر لی ہے۔ جیسے ہی عمران واپس شہر آئے گا اس کا خاتمہ ہو جائے گا''...... براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ خبر سننے کے لئے میرے کان ترس گئے ہیں''...... صدر نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ بہت جلد یہ خوشخبری سنیں گے۔ شاید آج ہی یہ خبر آپ کو مل جائے''...... براؤن نے کہا۔

''اوکے۔ جیسے ہی پاکیشیا سے رپورٹ آئے آپ نے فوراً مجھے کال کرنی ہے''...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو براؤن نے بھی رسیور رکھ دیا اور فائل

دوبارہ اٹھا لی۔ یہ فائل عمران سے متعلق تھی اور وہ اسے کئی بار پڑھ چکا تھا۔ اس نے جتنی بار بھی یہ فائل پڑھی تھی اسے ہر بار پہلے سے زیادہ حیرت ہوئی تھی۔

”یہ فائل کسی انسان کے بارے میں ہے یا کسی مافوق الفطرت مخلوق کے بارے میں“...... فائل پڑھنے کے بعد براؤن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ فائل میں عمران کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا تھا براؤن اس پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اسے جھٹلا بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ بے شمار کارنامے تو عمران نے اسرائیل میں ہی سرانجام دیئے تھے اور اسرائیلی حکومت کو کئی بار ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اسرائیل کے کئی اہم پراجیکٹ اس کے ہاتھوں تباہ ہو چکے تھے۔ فائل پڑھنے کے بعد اس نے میز پر رکھ دی اور عمران کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس سوچ میں اسے نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی کہ انٹرکام کی گھنٹی بجنے پر وہ چونکا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

”سر۔ مسٹر کلار کی کال ہے“...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ بات کراؤ۔ جلدی“...... براؤن نے جلدی سے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ اگلے ہی لمحے سبز رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ براؤن سپیکنگ“...... براؤن نے رسیور کان سے لگاتے

ہوئے کہا۔

”سر۔ کلار بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے کلار کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز میں کافی جوش تھا۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ تمہارے لہجے سے محسوس ہو رہا ہے کہ تم نے کامیابی حاصل کر لی ہے“...... براؤن نے کہا۔

”یس سر۔ علی عمران کا کھیل ختم ہو گیا ہے۔ میں ابھی ابھی اس کا خاتمہ کر کے لوٹا ہوں“...... کلار کی جوش میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی تو براؤن کا چہرہ بھی خوشی سے کھل اٹھا۔

”اوہ کیسے۔ تفصیل بتاؤ۔ ابھی کچھ دیر پہلے صدر صاحب بھی عمران کے متعلق پوچھ رہے تھے“...... براؤن نے کہا تو کلار اسے عمران کے خاتمے کی تفصیل بتانے لگا۔ تفصیل سننے کے دوران براؤن ایسے سر ہلا رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہو۔

”ویری گڈ کلار۔ ویری گڈ۔ تم نے یہودیوں کا دیرینہ خواب سچ کر دکھایا ہے۔ یہودی قوم ہمیشہ تم پر فخر کرے گی۔ یہ بتاؤ کہ تم نے اس کی کوئی ویڈیو تیار کی ہے“...... براؤن نے کہا۔ اس کے لہجے میں ایسی مسرت تھی جیسے اسے دنیا جہاں کی دولت مل گئی ہو۔

”یس سر۔ ہم نے مووی بنا لی ہے۔ اب اس مووی کا کیا کرنا ہے“...... کلار نے پوچھا۔

”ایکریمین سفارت خانے کی ایک اہلکار ہے مس سوزی۔ تم یہ

مووی اس تک پہنچا دو''...... براؤن نے کہا۔

''او کے سر۔ یہ مووی آج ہی مس سوزی تک پہنچ جائے گی''۔ دوسری طرف سے کلار نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں یہ خوشخبری صدر صاحب کو سنا دوں کیونکہ وہ یہ خبر سننے کے لئے بہت بے چین ہیں''...... براؤن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''صدر صاحب سے بات کراؤ''...... براؤن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو اس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''صدر صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے صدر کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد صدر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''سر۔ گریٹ نیوز۔ یہودیوں کا سب سے بڑا دشمن عمران مارا گیا''...... براؤن نے جوشیلے لہجے میں کہا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ خبر سن کر صدر صاحب خوشی سے چیخ پڑیں گے لیکن ایسی کوئی بات نہیں

ہوئی۔

''تفصیل بتاؤ''...... دوسری طرف سے صدر کی سپاٹ آواز سنائی دی تو براؤن نے کلار سے سنی ہوئی تفصیل بتا دی۔

''مووی آ جائے تو پھر فیصلہ ہو گا کہ عمران ہی مارا گیا ہے یا اس کی جگہ کوئی اور''...... صدر نے بدستور سپاٹ لہجے میں کہا تو براؤن کو مایوسی ہوئی کیونکہ صدر صاحب کو اس کی رپورٹ پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

''او کے سر۔ جیسے ہی مووی پہنچے گی میں فوراً آپ کے پاس بھجوا دوں گا''...... براؤن نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میری خواہش ہے کہ یہ خبر سچی ہو۔ او کے۔ وش یو گڈ لک''۔ دوسری طرف سے صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو براؤن نے بھی ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

صدیقی ہوش میں آ تو چکا تھا لیکن کوئی حرکت کرنے کے قابل نہیں تھا کیونکہ اسے زنجیروں سے باندھ کر کرسی سے جکڑ دیا گیا تھا۔ وہ صرف گردن گھما سکتا تھا اور اس نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے قریب سلیمان کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ سلیمان کو اپنے ساتھ بندھا ہوا دیکھ کر اسے بہت حیرت ہوئی۔ اس کے ساتھ تو سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو ہونا چاہئے تھا یہ سلیمان یہاں کیسے آ گیا ہے۔ سلیمان بھی ہوش میں تھا اور صدیقی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

''سلیمان۔ تم یہاں کیسے۔ تمہیں کس جرم کی سزا ملی ہے''۔ صدیقی نے سلیمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جرم محبت کی''...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صدیقی کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... صدیقی نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''صدیقی صاحب۔ آپ نے کبھی محبت کی ہے''...... سلیمان نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ بھلا ہماری زندگی میں محبت کا کیا کام''...... صدیقی نے فوراً ہی انکار کرتے ہوئے کہا۔

''جب آپ نے کبھی محبت ہی نہیں کی تو پھر آپ میری بات کیسے سمجھیں گے۔ بہرحال میں مختصر طور پر آپ کو بتا دیتا ہوں کہ میں نے اپنی شاگرد سے محبت کی۔ وہ مجھ سے کھانا بنانے کی تربیت لینے آئی تھی۔ پھر میں نے اس سے شادی کا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ بھی راضی ہو گئی لیکن جب عمران صاحب کو پتہ چلا تو وہ آگ بگولا ہو گئے کہ ابھی میری شادی تو ہوئی نہیں تمہاری کیسے ہو سکتی ہے۔ سو میری شاگرد مایوس ہو کر اور عمران صاحب سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئی۔ وہ بھاگ تو گئی لیکن میری محبت میں پاگل ہو کر بھکارن بن گئی۔ ایک رئیس زادہ اسے کار میں لئے جا رہا تھا کہ اس کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی اور اس نے کار رکوا کر مجھے کار میں بٹھا لیا۔ میں پہلے تو اسے پہچانا ہی نہیں کیونکہ وہ اب بھکارن بن چکی تھی۔ پھر مجھے اس کی آواز سن کر احساس ہوا کہ یہ تو میری شاگرد ہے۔ اس رئیس زادے کو بھی احساس ہو گیا کہ میں اس حسینہ کی محبت ہوں تو وہ بہت خفا ہوا اور ظالم سماج کے دستور کے مطابق رئیس زادے نے مجھے پتھر مارے اور میں بے ہوش ہو گیا۔

ہوش آیا تو خود کو یہاں بندھا ہوا پایا۔ اب وہ رئیس زادہ اس حسینہ کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ اس سے شادی کرے لیکن حسینہ اس دیوار کو گرانا چاہتی ہے۔ دیکھو اس داستان عشق کا کیا انجام ہوتا ہے''۔ سلیمان نے اپنی داستان عشق سناتے ہوئے کہا جو صدیقی کے سر کے اوپر سے گزر گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ سلیمان کوئی بات کہتا کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا تو کلار اور ہلٹن کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جس نے سی پی یو اور مانیٹر اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے کمپیوٹر میز پر رکھ کر میز کے قریب ہی لگے ہوئے بجلی کے بورڈ میں کمپیوٹر کی پاور کیبل لگا دی۔

''قاتل حسینہ۔ تمہیں گولیاں چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ تم صرف ابرو کے اشارے سے ہی مجھے قتل کر سکتی تھی''...... سلیمان نے ہلٹن سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''گولیاں چلائی تھیں۔ کس پر گولیاں چلائی گئی تھیں''...... سلیمان کی بات سن کر صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صاحب پر چلائی تھیں۔ لیکن وہ گولیاں ربڑ کی تھیں اس لئے بھلا صاحب پر اس کا کیا اثر ہونا تھا''...... سلیمان نے کہا۔

''جناب آغا سلیمان۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ ابھی چند لمحوں میں ساری شوخی بھولنے والے ہیں''...... ہلٹن نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر کمپیوٹر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔ کمپیوٹر آن ہو گیا تھا۔

''ہم تمہیں دو فلمیں دکھانے لگے ہیں''...... کلار نے شوخ لہجے

میں صدیقی اور سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن ہم نے تو فلموں کے ٹکٹ ہی نہیں خریدے''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹکٹ سینما گھروں میں خریدے جاتے ہیں۔ گھر پر بیٹھ کر کمپیوٹر پر جو فلمیں دیکھی جاتی ہیں ان کے لئے ٹکٹ خریدنے کی ضرورت نہیں پڑتی''...... ہلٹن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہمارے پاس دو فلمیں ہیں۔ ایک کا ہیرو عمران ہے اور ایک کا ہیرو چوہان۔ تم یہ بتاؤ کہ تم پہلے کس کی فلم دیکھنا پسند کرو گے''۔ کلار نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی اس کے لہجے سے ہی پریشان ہو گیا اور اس نے کلار کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''تم نہیں بتاتے تو نہ سہی۔ ہلٹن تم پہلے چوہان کی فلم چلاؤ''۔ کلار نے ہلٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ظالم حسینہ تم نے اپنا نام بھی بدل دیا۔ سپنا کتنا خوبصورت نام تھا اور اب کتنا بدصورت نام رکھ لیا ہے تم نے۔ ہلٹن۔ یعنی ایک ٹن کی عورت جسے ملنے کے لئے کہا جا رہا ہو۔ یہ نام تم پر سوٹ نہیں کرتا۔ فوراً سے پہلے اپنا پرانا نام اپنا لو یعنی سپنا۔ سپنوں میں آنے والی''...... سلیمان نے ہلٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر ہلٹن نے اس کی بات پر توجہ نہ دی۔ وہ کمپیوٹر آپریٹ کر رہی تھی۔ پھر کمپیوٹر پر ایک فلم چلنے لگی تو اس نے اپنی کرسی دو قدم پیچھے کر لی تا کہ صدیقی اور سلیمان یہ فلم دیکھ سکیں۔

فلم چوہان کے فلیٹ سے شروع ہوئی تھی۔ اس کے فلیٹ کے دروازے پر تین آدمی کھڑے تھے۔ پھر فلیٹ کا دروازہ کھلا اور وہ تینوں ہی فلیٹ میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد چوہان اور ان کے درمیان فائٹ شروع ہو گئی۔ چوہان بڑی بے جگری سے ان تینوں سے لڑ رہا تھا۔ لگتا تھا جیسے اس کے جسم میں پارہ بھر دیا گیا ہو یا پھر وہ ربڑ کا بنا ہوا ہو۔ پھر چوہان ایک شخص کی گولی کا نشانہ بن گیا۔ گولی اس کے پہلو میں لگی تھی اور وہ چیختا ہوا فرش پر آ گرا۔ باقی دو افراد نے گرے ہوئے چوہان پر فائرنگ کی اور پھر وہ تینوں چوہان کے فلیٹ سے نکل آئے۔ اس کے بعد منظر تاریک ہو گیا۔

یہ فلم دیکھ کر صدیقی اور سلیمان کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے لیکن دونوں نے ہی کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہ کیا۔ صدیقی نے ان تینوں کو بھی پہچان لیا تھا۔ یہ تینوں وہی تھے جنہوں نے اسے اغوا کیا تھا۔ ہلٹن دوبارہ کمپیوٹر کے قریب پہنچی اور اس نے دوسری فلم کی فائل اوپن کر دی۔

اس فلم میں ایک کار دور سے آتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ پھر کار کا منظر کلوز اپ ہوا اور کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران دکھائی دیا۔ عمران کے ساتھ والی سیٹ پر اماں بی بیٹھی ہوئی تھی۔ صدیقی اور سلیمان نے کار کو بھی پہچان لیا تھا۔ یہ عمران ہی کی کار تھی اور یہ کار جس راستے پر چل رہی تھی وہ راستہ بھی ان دونوں کا دیکھا بھالا تھا۔ یہ راستہ چک اڑتیس ب کا تھا اور یہ گاؤں عمران کی بہن کا تھا۔ پھر

کار نہر کے پل پر پہنچی تو ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ دھوئیں کا بادل سا اٹھا اور پل کے پرخچے اڑ گئے۔ کار بھی اچھلی تھی۔ کار کے دروازے اور شیشے ٹوٹتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اچھلنے کے بعد کار پانی میں جا گری اور اس کے چند لمحوں بعد پانی میں دھماکے ہونے لگے اور پانی کئی فٹ اوپر اچھلنے لگا۔ اس کے بعد فلم کا کیمرہ بھی کلوز ہو گیا۔ ہلٹن نے کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر صدیقی اور سلیمان بت بن گئے تھے۔

"کیوں مسٹر۔ دونوں فلمیں پسند آئیں"...... کلار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان فلموں کا مقصد کیا ہے۔ تم یہ فلم تیار کر کے دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہو کہ تم نے عمران کا خاتمہ کر دیا ہے۔ دنیا بھر کے مجرموں اور اسلام دشمن قوتوں کا یہ ایک خواب ہے اور یہ خواب ہمیشہ خواب ہی رہے گا مسٹر کلار"...... صدیقی نے خود پر قابو پا کر انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ عمران کی موت نے تمہارے دماغ پر اثر ڈال دیا ہے۔ تم اتنی واضح اور یقینی موت پر یقین نہیں کر رہے لیکن جب کچھ دیر بعد تم خود اذیت ناک موت مرو گے تو پھر تمہاری روح کو یقین کرنا پڑے گا"...... کلار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو صدیقی کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سلیمان۔ تم ان فلموں کے بارے میں کیا کہتے ہو"...... ہلٹن

نے سلیمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میں اگر کک نہ ہوتا تو فلم ڈائریکٹر ضرور ہوتا اور ایسی فلمیں بنانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں یقین آئے یا نہ آئے عمران تو ہمارے ہاتھوں سے ہی اپنے انجام کو پہنچا ہے اور اب صدیقی تم اپنے عبرتناک انجام کے لئے تیار ہو جاؤ''...... کلار نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر ایک چمکتا ہوا خنجر نکال لیا اور پھر وہ انتہائی خوفناک انداز میں صدیقی کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے ہی وہ صدیقی کے قریب پہنچا اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کر لیا۔

''ٹھہرو کلار''...... اچانک ہلٹن کی آواز سنائی دی تو کلار کا اٹھا ہوا ہاتھ وہیں رک گیا۔

''کیا بات ہے ہلٹن۔ تم نے مجھے کیوں روکا ہے''...... کلار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ہلٹن نے آنکھ سے اشارہ کیا اور پھر وہ صدیقی کے قریب آ گئی۔

''تم دیکھ نہیں رہے کہ صدیقی کس قدر سمارٹ ہے اور تم خنجر سے اس کے ٹکڑے کرنا چاہتے ہو''...... ہلٹن نے صدیقی کے قریب پہنچ کر کہا۔

''آخر تم کیا چاہتی ہو۔ کیا میں اسے چھوڑ دوں''...... کلار نے

غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس کا غصہ مصنوعی تھا۔

''ہاں۔ اگر صدیقی ہمارے ساتھ تعاون کرے تو پھر اسے چھوڑ دینا چاہئے''...... ہلٹن نے کہا اور اس نے اپنا ہاتھ صدیقی کے کندھے پر رکھ دیا۔

''تم اپنا یہ ہاتھ پیچھے ہٹاؤ''...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ یہ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرے گا''۔ کلار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سیکرٹ ایجنٹ بھی انسان ہوتے ہیں۔ انہیں بھی اپنی زندگی پیاری ہوتی ہے۔ تم صدیقی کو موقع تو دو''...... ہلٹن نے کلار سے کہا تو کلار سوچ میں ڈوب گیا اور پھر وہ چند لمحوں تک سوچتا رہا۔

''تم ہی اس سے پوچھو کہ یہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہے یا نہیں''...... کلار نے کہا۔

''صدیقی۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو تمہاری زندگی بچ سکتی ہے''...... ہلٹن نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیسا تعاون''...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم ہمیں ایکسٹو کے بارے میں بتاؤ''...... ہلٹن نے کہا۔

''تم تو بالکل ہی احمق ہو۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ ایکسٹو کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ یہاں تک کہ پاکیشیا کے صدر مملکت اور وزیراعظم بھی اس کی شخصیت سے لاعلم ہیں اور تم

مجھ سے ایسے پوچھ رہی ہو جیسے میں ایکسٹو کے ساتھ کھیلتا رہا ہوں“۔ صدیقی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کے احمق کہنے پر ہلٹن کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہ اسے برداشت کر گئی۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ایکسٹو کو کوئی نہیں جانتا لیکن تم سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں تو جانتے ہو نا کیونکہ تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو اور اپنے ہیڈکوارٹر تم آتے جاتے رہتے ہو گے۔ لہٰذا تم ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں بتا دو“...... ہلٹن نے کہا۔

”تم نے یہ کیسے سوچ لیا ہے کہ میں تمہیں ہیڈکوارٹر کے بارے میں بتا دوں گا“...... صدیقی نے کہا۔

”میں نے تو پہلے ہی کہا تھا ہلٹن کہ یہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانیں گے۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اس سے ابھی اگلوا لیتا ہوں۔ میرے سامنے تو پتھر بھی بولنے لگتے ہیں“...... کلار نے صدیقی کو گھورتے ہوئے کہا۔

”کلار۔ ہمیں صدیقی کو سوچنے کا موقع دینا چاہئے۔ نجانے کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ اس کی خوبصورت جوانی خوبصورت ہی رہے اور یہ اذیت ناک موت کا شکار نہ ہو۔ تم سے تو توبہ بھلی ہے۔ تم تو انسان کا قیمہ بنا دیتے ہو“...... ہلٹن نے کہا اور پھر وہ صدیقی کی طرف دیکھنے لگی۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم کہتی ہو تو میں اسے ایک گھنٹہ سوچنے کے

لئے دے دیتا ہوں۔ ایک گھنٹہ بعد تم ہرگز سفارش نہ کرنا“...... کلار نے کہا۔

”تھینک یو کلار۔ آؤ ہم اپنے دفتر میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ اس دوران یہ اچھی طرح سوچ لے گا“...... ہلٹن نے کلار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

”صدیقی۔ اچھی طرح سوچ لینا۔ زندگی بہت خوبصورت ہے اور یہ زندگی ملتی بھی ایک ہی مرتبہ ہے۔ اسے خواہ مخواہ برباد نہیں کرنا چاہئے“...... ہلٹن نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ اس کے بعد وہ دونوں اس کمرے سے نکل گئے۔ ان کے ساتھ آنے والے نے کمپیوٹر اٹھایا اور وہ بھی کمرے سے باہر چلا گیا۔

”آپ نے ان سے ایک گھنٹہ کیوں لیا ہے۔ آپ انہیں صاف صاف کہہ دیتے کہ ایک گھنٹے بعد بھی آپ کا یہی جواب ہو گا“...... ان تینوں کے باہر چلے جانے کے بعد سلیمان نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ اس ایک گھنٹے میں کوئی بہتر صورت حال پیدا ہو جائے“...... صدیقی نے کہا۔

”آپ تو ہیں تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ۔ ایسے واقعات سے تو آپ کی زندگی پُر ہے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ انہوں نے مجھے اغوا کیوں کیا ہے۔ راز و نیاز سے ایک باورچی کا کیا واسطہ“...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تو خود اس بات پر حیرت ہو رہی ہے۔ شاید عمران صاحب کی وجہ سے انہوں نے تمہیں اغوا کیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''اوہ۔ ایک بات کا مجھے خیال آ گیا ہے''...... اچانک سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا تو صدیقی نے اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''کس بات کا''...... صدیقی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ میں آپ کو نہیں بتاؤں گا بلکہ مس سپنا کو اپنی جان بخشی کا وعدہ لینے کے بعد بتاؤں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''ایسی کون سی بات ہے کہ یہ لوگ تمہاری جان بخشی کر دیں گے''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''آخر میں باورچی ہوں عمران صاحب کا۔ مجھے کبھی انجانے میں بھی کوئی بات معلوم ہوسکتی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ تمہیں کوئی ایسی بات معلوم ہے''...... صدیقی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اب میں اپنے منہ سے اپنی تعریف کیا کروں صدیقی صاحب''۔ سلیمان نے کہا۔

''اگر تمہیں کوئی بات معلوم ہے تو تم وہ بات ان مجرموں کو بتا دو گے''...... صدیقی نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''معاف کرنا صدیقی صاحب۔ آپ کو تو تشدد برداشت کرنے کی تربیت دی جاتی ہے پھر گورنمنٹ آپ پر لاکھوں کروڑوں روپیہ

خرچ کر دیتی ہے اگر آپ مجرموں کے ہاتھوں مارے جائیں تو گورنمنٹ آپ کے لواحقین پر نوازشات کی بارش کر دے گی اور میں ٹھہرا عمران صاحب کا پرائیویٹ باورچی جو معمولی سا تشدد بھی برداشت نہیں کر سکتا اور مر جاؤں تو میرے ورثاء کو کسی نے پوچھنا تک نہیں۔ انہیں تو میرے کفن دفن کے لئے بھی چندہ جمع کرنا پڑے گا''...... سلیمان نے طنزیہ لہجے میں کہا تو صدیقی اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

''تمہیں شاید فلم دیکھ کر یقین ہو گیا ہے کہ عمران صاحب مر گئے ہیں اور اسی لئے تم اس قسم کی باتیں سوچ رہے ہو۔ لیکن تمہیں یاد ہونا چاہئے کہ عمران صاحب پر ایسے حملے کوئی نئی بات نہیں ہے اور مجھے تو اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ ہے کہ عمران ان جیسے معمولی درجے کے مجرموں کے ہاتھوں کبھی نہیں مر سکتے۔ یہ تو جرائم کی دنیا میں یا سیکرٹ ایجنٹوں کی دنیا میں معمولی سے کیڑے مکوڑے ہیں''۔ صدیقی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ جو کچھ بھی کہتے رہیں مگر مجھے تو اپنی جان پیاری ہے نا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ صدیقی چند لمحے تو اسے غصے سے گھورتا رہا پھر اس نے اس کی طرف سے منہ موڑ لیا اور کمرے میں خاموشی ہوگئی۔ اس خاموشی کو نجانے کتنی دیر گزر گئی کہ کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک بار پھر کھلا تو کلار اور ہلٹن اندر داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ دو مسلح آدمی بھی تھے۔ کلار نے صدیقی کے

قریب پہنچتے ہی انتہائی غصے سے اسے تھپڑ مار دیا۔

''ہم نے سب سن لیا ہے۔ تم ہمیں کیڑے مکوڑے کہہ رہے تھے۔ ہم پر یہودی قوم کے کروڑوں ڈالرز خرچ ہو چکے ہیں اور کروڑوں ڈالرز خرچ ہونے والے ہیں اور تم ہمیں کیڑے مکوڑے کہہ رہے تھے۔ نانسنس''...... کلار نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور اس نے مزید دو تین تھپڑ صدیقی کے منہ پر جڑ دیئے۔

''کول ہو جاؤ کلار۔ ہمارے شعبے میں غصہ نقصان کا باعث ہوتا ہے کیونکہ غصہ عقل کو کھا جاتا ہے''...... ہلٹن نے کلار کو سمجھاتے ہوئے کہا تو اس کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہو گیا۔

''سلیمان۔ تمہیں یاد ہے تم نے میرے پہلو میں لات ماری تھی۔ میں نے اسی لئے تمہیں اغوا کرایا تھا کہ تم سے اس کا بدلہ لے سکوں اور یہ بدلہ بہت ہی اذیت ناک موت کی صورت میں ہونا تھا لیکن تم جو بات ہمیں بتانا چاہتے ہو بتا دو۔ اگر تمہاری وہ بات واقعی ہمارے کام کی ہوئی تو میرا وعدہ ہے کہ میں نہ صرف تمہیں زندہ چھوڑ دوں گی بلکہ تمہیں اتنا پیسہ دوں گی کہ تم کسی دور دراز کے علاقے میں جا کر آرام سے زندگی بسر کرتا''...... ہلٹن نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اچھا۔ تو تم یہودی ہو اور یہودیوں کے تم پر کروڑوں ڈالرز خرچ ہو چکے ہیں''...... سلیمان کے بولنے سے پہلے صدیقی نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔

''ہاں۔ ہماری قوم ہم پر اتنا تو خرچ کر سکتی ہے''...... کلار نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

'اوہ۔ تو تم بھی یہودی ہو۔ میں تو تمہیں مقامی سمجھ رہا تھا''۔ صدیقی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہم ہیں تو مقامی کیونکہ ہم پچھلے کئی سالوں سے یہاں رہ رہے ہیں۔ مسلمانوں کی سی حیثیت ہے لیکن درحقیقت ہم یہودی ہیں''۔ کلار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تو تمہارے ناموں کی وجہ سے تمہیں مقامی کرسچن سمجھ رہا تھا اور میرا خیال تھا کہ تم کسی مجبوری یا اپنی معصومیت کی بناء پر کسی مجرم تنظیم کے آلہ کار بن گئے ہو لیکن تم تو انتہائی گہرے نکلے۔ تم یہودی ہو اور پاکیشیا میں رہ کر اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں لگے ہوئے ہو''...... صدیقی نے کلار اور ہلٹن کو گھورتے ہوئے کہا۔

''تمہاری موت کے پروانے پر دستخط ہو چکے ہیں اس لئے اب تم جو بھی سمجھتے ہو بولتے رہو کیونکہ یہ سب بے کار ہے''...... کلار نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''سلیمان کو کھول کر میرے آفس میں لے آؤ اور اگر یہ کوئی حرکت کرے تو بے شک اسے گولی مار دینا''...... کلار نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس نے ہلٹن کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر آفس میں آ گئے۔ انہیں یہاں پہنچے ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ کلار کے

موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو اس نے جیب سے موبائل فون نکال لیا۔

''یس۔ کلار سپیکنگ''...... کلار نے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ٹونی بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ممبر تنویر اپنے فلیٹ پہنچ چکا ہے۔ ہم اس کا شکار کھیلنے ہی والے ہیں''...... دوسری طرف سے ٹونی کی آواز سنائی دی۔

''تم پہلے تنویر کی سرگرمیوں پر نظر رکھو۔ ہوسکتا ہے وہ اپنے کسی ساتھی سے ملے۔ اس طرح اس کے دوسرے ساتھی بھی ٹریس ہو سکتے ہیں''...... کلار نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا''...... دوسری طرف سے ٹونی نے کہا تو کلار نے سلسلہ منقطع کر کے موبائل فون جیب میں رکھ لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے آفس کا دروازہ کھلا تو دونوں آدمی سلیمان کو اندر لے آئے۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کہ وہ کون سی بات ہے جو ہمیں فائدہ دے سکتی ہے''...... کلار نے سلیمان سے مخاطب ہو کر خشک لہجے میں پوچھا۔

''میں مردوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے تم مجھ سے بات مت کرو۔ مجھ سے تو مس سپنا اپنی سریلی آواز میں بات کریں''۔ سلیمان نے پہلے کلار اور پھر ہلٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو کلار کا پارہ یکدم چڑھ گیا مگر ہلٹن نے ہاتھ کا اشارہ کر کے اسے ٹھنڈا

رہنے کو کہا تو وہ دانت پیس کر رہ گیا۔

''اچھا۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم ہمیں کون سی مفید بات بتا سکتے ہو''۔ ہلٹن نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب کے اسٹڈی روم میں ایک تجوری ہے اور اس تجوری میں ایک ڈائری ہے اور اس ڈائری میں ان کی خفیہ باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ کچھ خاص ٹیلی فون نمبرز اور کچھ خاص ایڈریس بھی لکھے ہوئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس ڈائری میں سے تمہیں بہت سی مفید معلومات مل سکتی ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں جا کر چیک کر لیتی ہوں۔ اگر واقعی ایسا ہوا تو میں اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے نہ صرف تمہیں آزادی دے دوں گی بلکہ یہاں سے بہت دور بھی بھیج دوں گی تاکہ تم یہاں کے افسران اعلیٰ کی پوچھ گچھ سے بچ سکو اور ایک نئی زندگی شروع کر سکو''۔ ہلٹن نے کہا تو سلیمان اس کی بات سمجھ گیا لیکن اس نے اپنے چہرے کے تاثرات سے ظاہر نہ ہونے دیا۔

''تم اکیلی جاؤ گی تو اس اسٹڈی روم کو کیسے کھولو گی''...... سلیمان نے کہا۔

''لاک کھولنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے تم فکر نہ کرو''...... ہلٹن نے کہا۔

''یہ عمران کے اسٹڈی روم کا لاک ہے کوئی عام لاک نہیں۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہمارے فلیٹ پر اگر ایٹم بم بھی گرا دیا

جائے تو اسے کچھ نہیں ہو گا۔ اسی طرح ہمارے تمام اندرونی لاک کمپیوٹرائزڈ ہیں اور وہ انگلیوں کے نشانات سے کھلتے ہیں اور صرف دو افراد کی انگلیوں کے نشان ایسے ہیں جن سے وہ لاک کھل سکتے ہیں۔ ایک عمران صاحب اور دوسرا میں''...... سلیمان نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر تم میرے ساتھ چلو۔ ہمارے ساتھ ایک آدمی بھی جائے گا جو ہم سے محض دو قدم پیچھے چلے گا اور اس کی جیب میں ریوالور ہو گا۔ جیسے ہی تم کوئی غلط حرکت کرو گے وہ تمہیں گولی مار دے گا''...... ہلٹن نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ہم نے تو تمہارے وعدے پر اعتبار کیا ہے۔ اب اگر تم وعدہ خلافی کرو گی تو ہم عشاق حسیناؤں کے وعدوں پر اعتبار کرنا چھوڑ دیں گے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران کے بارے میں فائل میں لکھا ہوا تھا کہ وہ بہت باتونی ہے۔ احمقانہ حرکتیں اور احمقانہ باتیں کرتا رہتا ہے۔ ایسی باتیں جو دوسروں کے لئے پرلطف ہوتی ہیں لیکن لگتا ہے کہ تم عمران سے بھی دو قدم آگے ہو''...... ہلٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ذرہ نوازی ہے آپ کی۔ صاحب نے یہ باتیں مجھ سے ہی سیکھی ہیں''...... سلیمان نے شوخ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں جانتی ہوں کہ عمران تمہارا شاگرد ہے۔ کھانے پکانا اور باتیں بنانا تم ہی اسے سکھاتے ہو''...... ہلٹن نے بدستور مسکراتے

ہوئے کہا۔

''ہلٹن۔ اب فضول باتوں میں وقت ضائع مت کرو۔ لے جاؤ اسے اور جلد وہ ڈائری لے کر آؤ''...... کلار نے ہلٹن سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید سلیمان سے ہلٹن کا اس طرح بولنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

''او کے۔ او کے۔ جاتے ہیں۔ گورڈن تم ہمارے ساتھ چلو۔ چلو سلیمان''...... ہلٹن نے پہلے کلار پھر گورڈن اور آخر میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تینوں ہی کلار کے آفس سے باہر نکل گئے۔

''عجیب لوگ ہیں یہ۔ دشمنوں میں رہ کر ایسے باتیں کرتے ہیں جیسے بے تکلف دوستوں کے درمیان ہوں۔ انہیں اپنی موت کا ڈر بھی خوفزدہ نہیں کرتا''...... کلار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

بم پل سے ٹکرایا تھا اور پل کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ اس کے ساتھ عمران کی کار بھی ہوا میں بلند ہوئی تھی۔ کار کے دروازے اور شیشے ٹوٹ گئے۔ کئی شیشے عمران اور اس کی اماں بی کو بھی آ لگے۔ عمران کی اماں بی نے تو فوراً ہی کلمے کا ورد شروع کر دیا اور پھر وہ بے ہوش ہو گئیں۔

کار ہوا میں اچھلنے کے بعد ترچھی ہو کر جیسے ہی پانی میں گری وہ دونوں بھی کار سے نکل کر پانی میں جا گرے۔ عمران نے اپنے حواس بحال رکھے۔ ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں اس نے اماں بی کو پکڑا اور یکدم تیرتا ہوا پانی کے اندر ہی اندر نہر کے کنارے پر آ گیا۔ اسی لمحے اس کے پیچھے نہر کے درمیان میں جہاں کار گری تھی ایک اور دھماکہ ہوا۔ عمران تیزی سے اماں بی کو قابو کئے ہوئے تیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کے پیچھے کئی دھماکے

ہوئے تھے۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں وہ بم دھماکے والی جگہ سے سینکڑوں فٹ دور پہنچ گیا۔

بم دھماکوں کی وجہ سے پانی میں خوب ہلچل مچ گئی تھی اور پانی کئی فٹ اوپر اچھل رہا تھا۔ اس جگہ سے کافی دور آ کر عمران نے پانی میں سے سر نکالا۔ وہ چونکہ نہر کے بالکل کنارے پر تیر رہا تھا اس لئے وہ فوری طور پر اماں بی سمیت پانی سے باہر نکل آیا اور پھر اماں بی سمیت قلابازی کھاتے ہوئے نہر کی پٹڑی کے دوسری طرف پہنچ گیا جہاں درخت تھے۔ اس نے اماں بی کا معائنہ کیا۔ دونوں کو ہی بہت سے زخم لگے ہوئے تھے جبکہ اماں بی کے پیٹ میں پانی بھی بھر گیا تھا لیکن فوری خطرے کی کوئی بات نہیں تھی۔

عمران نے چند لمحے انتظار کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ حملہ آور مطمئن ہو کر واپس چلے جائیں۔ اگر اماں بی ساتھ نہ ہوتیں تو پھر وہ حملہ آوروں سے فوراً ہی ٹکرا جاتا لیکن اب وہ اماں بی کی وجہ سے ایسا نہ کر سکتا تھا اس لئے وہ وقت گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی وہ وہیں تھا کہ اسے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ شاید گاؤں کے لوگ دھماکوں کی آوازیں سن کر وہاں آ رہے تھے اور پھر واقعی بہت سے لوگ وہاں پہنچ گئے۔ عمران اسی جانب درختوں کے پیچھے تھا۔ وہ گاؤں والوں کے سامنے آ گیا۔ ان لوگوں میں عمران کا بہنوئی وقار حیات خان بھی شامل تھا۔ اس نے عمران کو زخمی حالت میں دیکھا تو وہ بھاگ کر اس کے قریب آ گیا۔

''عمران بھائی۔ آپ اور اس حالت میں''...... وقار حیات خان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اماں بی بھی میرے ساتھ ہیں۔ وہ بھی زخمی ہیں اور بے ہوش ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہیں اماں بی۔ فضل دین بھاگ کر جا اور میری گاڑی لے آ''...... وقار حیات خان نے پہلے عمران اور پھر اپنے ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور فضل دین گاؤں کی طرف بھاگ گیا۔ پھر وہ دونوں اور ان کے ساتھ کئی لوگ اماں بی کے قریب آ گئے جو ابھی تک بے ہوشی کی حالت میں تھیں۔

''عمران بھائی۔ لگتا ہے دہشت گردی اب ہمارے دیہاتوں تک پہنچ گئی ہے''...... وقار حیات خان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ یہ دہشت گردی نہیں ہے۔ یہ مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ پر قاتلانہ حملہ''...... وقار حیات خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ نہر کا پل میری وجہ سے تباہ ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران بھائی۔ پل تو تعمیر ہو جائے گا لیکن خدانخواستہ آپ کو یا اماں بی کو کچھ ہو جاتا تو اس کا ازالہ ممکن نہیں تھا''...... وقار حیات خان نے کہا اور پھر گاؤں کی طرف سے وقار حیات خان کی گاڑی

آتی ہوئی دکھائی دی تو وہ خاموش ہو کر اس کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگے۔ چند لمحوں بعد کار وہاں پہنچ گئی تو عمران نے اماں بی کو اٹھا کر کار کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا اور پھر وقار حیات خان ڈرائیونگ سیٹ پر اور عمران اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''ثریا کی طبیعت کیسی ہے''...... عمران نے وقار حیات خان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اب تو وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے شہر سے لیڈی ڈاکٹر کو بلا لیا تھا جو ابھی تک حویلی میں ہی موجود ہے۔ یہ بھی اچھا ہے کہ اماں بی کی ٹریٹمنٹ بھی اب وہیں ہو جائے گی''...... وقار حیات خان نے کہا۔

''کیا ہوا تھا ثریا کو''...... عمران نے پوچھا۔

''اسے شدید بخار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔ اب سے کچھ دیر پہلے شہر سے لیڈی ڈاکٹر پہنچی لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ثریا کی طبیعت بہت بہتر ہو چکی تھی''۔ وقار حیات خان نے کہا۔

''آج کل یہاں کوئی اجنبی لوگ بھی آئے تھے تم سے ملنے کے لئے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اجنبی لوگ تو یہاں نہیں آئے۔ البتہ ثریا کی ایک سہیلی آئی تھی۔ وہ ثریا سے ملی تھی۔ اس کے علاوہ اور تو کوئی اجنبی خاتون یا مرد ان دنوں گاؤں میں دکھائی نہیں دیا''...... وقار حیات خان نے

سوچتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد وہ حویلی میں پہنچ گئے۔ انہوں نے اماں بی کو ایک علیحدہ کمرے میں لٹا دیا جہاں لیڈی ڈاکٹر نے ان کے پیٹ میں سے پانی بھی نکالا اور ان کے جسم سے شیشے کے ٹکڑے بھی نکال کر بینڈیج کر دی۔ شیشے کے ٹکڑے جسم میں زیادہ گہرائی میں نہیں گئے تھے اس لئے لیڈی ڈاکٹر نے انہیں آسانی سے نکال لیا تھا۔ اس کے بعد اماں بی کو چند انجکشن بھی لگائے جبکہ عمران نے اپنی ٹریٹمنٹ خود ہی کر لی تھی۔

''گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میڈم ابھی تھوڑی دیر بعد ہوش میں آ جائیں گی''...... لیڈی ڈاکٹر نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ میرا ڈرائیور آپ کو شہر چھوڑ آئے گا۔ ہمارا نزدیکی پل تو دہشت گردوں نے بموں سے اڑا دیا ہے اب جب تک یہ پل نہیں بن جاتا ہمیں دو کلومیٹر دور دوسرا پل استعمال کرنا پڑے گا''۔ وقار حیات خان نے لیڈی ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''ہمارے ملک کے دشمن شہروں کے بعد اب دیہاتوں میں بھی آ گئے ہیں''...... لیڈی ڈاکٹر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آپ نے بالکل درست فرمایا ہے''...... وقار حیات خان نے ایک ملازم کو بلا کر لیڈی ڈاکٹر کا بیگ اٹھانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''وہ دہشت گرد اب بھی راستے میں کہیں چھپے ہوئے نہ ہوں''۔ لیڈی ڈاکٹر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں ڈاکٹر صاحبہ۔ دہشت گرد اتنے دلیر نہیں ہوتے کہ ایک جگہ کارروائی کر کے وہاں چھپ کر بیٹھ جائیں۔ وہ تو ایک شہر میں دہشت گردی کی کارروائی کرتے ہی فوراً وہاں سے فرار ہو جاتے ہیں''...... عمران نے لیڈی ڈاکٹر کو تسلی دیتے ہوئے کہا تو وہ کچھ مطمئن ہو گئی اور اس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ عمران اور وقار حیات خان لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

''آپ نے خیرات بھی کرنی ہے اور صدقہ بھی دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی والدہ کو اتنے بڑے حادثے میں محفوظ رکھا ہے۔ یقیناً آپ کی والدہ کی کوئی نیکی کام آئی ہے''...... لیڈی ڈاکٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یقیناً۔ یہ میری والدہ کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے''...... عمران نے کہا۔ اسی دوران وہ کار تک پہنچ گئے۔ ڈرائیور فضل دین گاڑی کے قریب ہی کھڑا تھا۔ جیسے ہی لیڈی ڈاکٹر گاڑی کے قریب پہنچیں اس نے مؤدبانہ انداز میں پچھلا دروازہ کھول دیا اور لیڈی ڈاکٹر گاڑی میں بیٹھ گئی تو ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

''جلدی آنا''...... وقار حیات خان نے ڈرائیور کو تاکید کی تو اس نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ عمران اور وقار حیات خان دوبارہ اندرونی حصے کی طرف آ گئے۔ وہ اماں بی والے کمرے میں پہنچے تو اماں بی کو اب ہوش آ چکا تھا۔

"تو ٹھیک ہے نا عمران بیٹے"...... عمران کو دیکھتے ہی اماں بی نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی اماں بی۔ جب تک آپ کی دعائیں میرے ساتھ ہیں مجھے کچھ نہیں ہو سکتا"...... عمران نے سلام کرنے کے بعد اماں بی کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

"ثریا کہاں ہے۔ اب اس کی طبیعت کیسی ہے"...... اماں بی نے وقار حیات خان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں بھی آپ کے قریب ہی ہوں اماں بی"...... دروازے میں سے ثریا کی آواز سنائی دی تو ان تینوں نے دروازے کی طرف دیکھا تو ثریا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اماں بی کے بیڈ کے قریب پہنچ گئی اور پھر اماں بی کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"کیا ہو گیا تھا میری بچی کو"...... اماں بی نے اٹھ کر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"بس معمولی سا بخار ہو گیا تھا جو اب بالکل اتر چکا ہے۔ آپ تو بلاوجہ پریشان ہو گئیں اور ساتھ ہی بھائی جان کو بھی پریشان کیا اور یہاں آ گئیں"...... ثریا نے کہا۔

"تمہارے گاؤں آنے کا انجام تو میں نے دیکھ لیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ ان بم دھماکوں میں میرا کوئی قصور ہے"...... ثریا نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ اس میں بھلا تمہارا کیا قصور۔ یہ تو ایسے ہی زبان چلا رہا ہے۔ تجھے ستانے کے لئے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بم دھماکے کسی اور وجہ سے ہوئے ہوں گے"...... اماں بی نے ثریا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اماں بی۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ آپ نے ابھی یہاں رہنا ہے یا میرے ساتھ واپس چلنا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران بھائی۔ اتنی جلدی۔ ایک دو دن تو ہمارے پاس رہیں"۔ وقار حیات خان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دارالحکومت میں بہت سے کام ہیں جو میں نے سنبھالنے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"خاص طور پر وزیراعظم کی کرسی تو صرف انہی کے انتظار میں ہے"۔ ثریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ پھر جب میں آؤں گا تو دو تین دن تمہارے پاس ضرور رہوں گا۔ فی الحال اپنی گاڑی کی چابی مجھے دو"...... عمران نے ثریا سے کہا اور ثریا بھی اتنی بات جانتی تھی کہ عمران قومی کاموں میں مصروف رہتا ہے اس لئے اس کے پاس وقت بہت کم ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ عمران پر رہنے کے لئے زیادہ زور نہیں دیتی تھی۔ عمران کے چابی طلب کرنے پر وہ اٹھی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد جب اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں کار کی چابی

تھی جو اس نے عمران کے حوالے کر دی۔

''جی اماں بی۔ آپ نے کچھ بتایا نہیں کہ آپ رہ رہی ہیں یا میرے ساتھ چلیں گی''...... عمران نے ایک بار پھر اماں بی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جب تک ان کے زخم ٹھیک نہیں ہو جاتے یہ میرے پاس ہی رہیں گی''...... ثریا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو عمران نے ان تینوں کو اللہ حافظ کہا اور پھر حویلی کے بیرونی حصے میں آ گیا جہاں ثریا کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھا اور کار دوسرے پل کی طرف بڑھنے لگی۔ دوسرے پل کو کراس کرنے کے بعد عمران کی کار دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ دارالحکومت پہنچ گیا اور کچھ دیر بعد وہ دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اسے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... سلام دعا کے بعد عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

''عمران صاحب آپ زخمی ہیں۔ خیریت تو ہے''...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ثریا کے گاؤں میں مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مجرموں کو آپ کے پروگرام کا پہلے سے علم تھا''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ بلکہ میں مجرموں کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق

وہاں تک پہنچا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں کچھ سمجھا نہیں عمران صاحب۔ آپ کیسے ان کی مرضی کے مطابق وہاں پہنچ گئے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سب سلیمان کی شاگرد سپنا کا چکر ہے۔ وہ ثریا کی سہیلی کے روپ میں اس سے ملی۔ ثریا سے ملتے ہوئے اس نے اپنا کام کر دکھایا۔ اس نے کوئی زہریلی سوئی چبھوئی یا کوئی دوسرا طریقہ استعمال کیا جس سے کچھ دیر کے لئے ثریا کو تیز بخار ہو گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ مجرموں کو معلوم تھا کہ اس بیماری کی اطلاع اماں بی کو ملنی ہے اور اماں بی نے فوراً ہی ثریا کے گاؤں کی طرف دوڑنا ہے۔ مجرموں نے یقیناً یہ بھی معلوم کر لیا ہو گا کہ ڈیڈی ملک سے باہر ہیں اس لئے لامحالہ اماں بی کے ساتھ میں نے ہی ثریا کے پاس جانا ہے۔ سو انہوں نے یہاں ہماری کوٹھی کی بھی نگرانی کی اور وہاں بھی میرے لئے جال بچھا دیا''...... عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہو گیا عمران صاحب ورنہ مجرموں نے تو کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ مجھ جیسے فقیر بندے پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے ورنہ ان مجرموں کی یہ پلاننگ تو ہر طرح سے فول پروف تھی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے

اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو کے جانے کے بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور اپنے فلیٹ کے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی لیکن رسیور نہ اٹھایا گیا جس کا مطلب تھا کہ سلیمان فلیٹ پر نہیں ہے۔ عمران نے دو تین بار کوشش کی لیکن کال رسیو نہ کی گئی۔ اتنی دیر میں بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا۔ حسب عادت ایک کپ اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا کپ لئے اپنی سیٹ پر آ گیا۔

''تین چار بار کوشش کی تھی لیکن آپ کے فلیٹ پر کال رسیو نہیں ہوئی''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صدیقی کے ساتھ ساتھ وہ بھی اغوا ہو چکا ہے''...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''سلیمان کو اغوا کر کے مجرموں کو کیا حاصل ہو گا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تو مجرموں کو ہی معلوم ہو گا۔ اچھا۔ تم یہ بتاؤ کہ چوہان کی حالت اب کیسی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چوہان اب خطرے سے باہر ہے اور تیزی سے صحت یاب ہو رہا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اور ان مجرموں کی بازیابی کے لئے تم نے اب تک کیا کیا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''آپ نے جو حلیہ بتایا تھا تمام ممبران اس حلیئے کی لڑکی کو تلاش

کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب انہیں اس حلیئے کی لڑکی کہاں ملنی ہے۔ میک اپ کے ماہر صرف ہم لوگ ہی تو نہیں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ ممبران اب مجرموں کی تلاش میں ہیں۔ انشاء اللہ کوئی نہ کوئی کلیو مل ہی جائے گا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اب تک کے حالات کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ مجرم جو کوئی بھی ہیں یہ صرف ہمارے خاتمے کا مشن لے کر آئے ہیں۔ لہذا ممبران سے کہہ دو کہ وہ اوپن ہو جائیں لیکن انتہائی محتاط رہیں۔ معمولی سی غفلت انہیں موت کے منہ میں لے جا سکتی ہے۔ میں بھی اب زیادہ سے زیادہ پبلک مقامات پر جاؤں گا۔ اس طرح کوئی نہ کوئی کلیو ہمیں مل سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے تجزیئے سو فیصد درست ہوتے ہیں۔ میں ابھی جولیا کو فون کر کے یہ ہدایت دے دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس نے جولیا کے موبائل فون کے نمبر پریس کئے لیکن جولیا کا موبائل فون آف تھا۔ دو تین بار کوشش کرنے کے بعد بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر جولیا کی فریکونسی ایڈجسٹ کی لیکن جولیا کا ٹرانسمیٹر بھی خاموش تھا۔ پھر اس نے جولیا کے فلیٹ کے نمبر پریس کئے تو وہاں بھی گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے کال رسیو نہ کی۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جولیا بھی مجرموں کے ہاتھ لگ گئی ہے''...... بلیک زیرو نے رسیور رکھا تو عمران نے کہا۔

''ہاں۔لگتا تو کچھ ایسا ہی ہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب میں میدان جنگ میں اترتا ہوں''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ جیسے ہی عمران اٹھا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور وہ چونک کر فون کی طرف دیکھنے لگا۔

تنویر نے جولیا کے فلیٹ کی گھنٹی بجائی تو چند لمحوں بعد اسے ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''کون ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''جولیا۔ میں ہوں تنویر''......تنویر نے بلند آواز میں کہا تو فلیٹ کا دروازہ کھل گیا۔

''تم تو چوہان کے پاس تھے''...... جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور تنویر اندر داخل ہو گیا۔

'' اب چوہان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ نیا کیس شروع ہو چکا ہے اس لئے مجھے بھی اپنے حصے کا کام کرنا چاہئے اور یہی سوچ کر میں آپ کے پاس آیا ہوں''......تنویر نے کہا۔

''کیس تو شروع ہو چکا ہے لیکن ابھی کوئی لائن آف ایکشن نہیں ملی۔ ایک لڑکی جس کا نام سپنا ہے اس نے عمران پر قاتلانہ

حملہ کیا ہے اور چیف کے بقول یہ لڑکی انتہائی تیز طرار، نشانے اور مارشل آرٹ کی ماہر ہے۔ اسے تلاش کرنا ہے۔ چیف نے اس کا حلیہ بھی بتایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اب یہ لڑکی میک اپ میں بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس حلیئے میں تو اسے پہچانا نہیں جا سکتا البتہ اس کی خوبیوں کی بدولت اسے پہچانا جا سکتا ہے۔ میں نے اس کی تلاش میں صفدر، نعمانی اور خاور کی ڈیوٹی لگا دی ہے۔ اب خود بھی نکلنے والی تھی کہ تم آ گئے۔ چلو ٹھیک ہے۔ اب ہم اکٹھے ہی نکلتے ہیں''...... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ اب فلیٹ میں بیٹھ کر وقت ضائع نہیں کرتے بلکہ باہر نکلتے ہیں''...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں فلیٹ سے باہر آ گئے۔ جولیا نے فلیٹ کو لاک کیا اور پھر وہ پارکنگ میں پہنچ گئے۔

''میرے خیال میں ایک ہی کار کافی رہے گی۔ آپ میری کار میں آ جائیں''...... تنویر نے کہا تو جولیا اس کی کار کی طرف بڑھی اور پھر وہ دونوں کار میں بیٹھے اور کار سڑک پر دوڑنے لگی۔

''کہاں جانا ہے''...... تنویر نے جولیا سے پوچھا۔

''کوئی مخصوص ٹارگٹ تو نہیں ہے۔ کسی ہوٹل میں چلتے ہیں''۔ جولیا نے کہا۔

''عمران پر جو قاتلانہ حملہ ہوا ہے اس سے اسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا''...... تنویر نے پوچھا۔

''نہیں۔ صرف بازو معمولی سا زخمی ہوا ہے۔ کیا چوہان کو ہوش آ گیا ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ابھی چوہان کو ہوش نہیں آیا اور ڈاکٹر فاروقی کا کہنا ہے کہ وہ ابھی مزید بارہ گھنٹوں تک اسے ہوش میں آنے بھی نہیں دیں گے''...... تنویر نے کہا مگر جولیا خاموش رہی۔

''مس جولیا۔ اس مرتبہ مجرموں کا کیا مشن ہے۔ چیف نے کچھ بتایا ہے''...... تنویر نے جولیا سے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی مجرموں کا مشن واضح نہیں ہوا لیکن عمران پر قاتلانہ حملہ، چوہان پر قاتلانہ حملہ اور صدیقی کا لاپتہ ہونا یہ سب حالات بتا رہے ہیں کہ اس مرتبہ مجرموں کا مشن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہے''...... جولیا نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے آپ کی بات درست معلوم ہوتی ہے''...... تنویر نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران اس نے کار ایک فائیو سٹار ہوٹل کی پارکنگ کی طرف موڑ دی۔ کار پارک کر کے وہ دونوں ہوٹل کے ہال میں آ گئے۔ جیسے ہی وہ کرسیوں پر بیٹھے ایک ویٹر ان کے قریب آ گیا۔ تنویر نے اسے کافی لانے کو کہا تو ویٹر نے جلد ہی انہیں کافی سرو کر دی۔

''تنویر۔ تمہیں اپنے تعاقب کا احساس ہوا ہے''...... جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر یکدم چونک پڑا۔

''نہیں۔ مجھے تو ابھی تک احساس نہیں ہوا۔ کیا ہمارا تعاقب ہو

رہا ہے''۔۔۔۔۔ تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ابھی تو مجھے شک ہے۔ اس ہوٹل سے باہر جائیں گے تو پھر واضح ہو گا''۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''کیا تعاقب کرنے والے ہال میں داخل ہوئے ہیں''۔۔۔۔۔ تنویر نے پوچھا۔

''نہیں''۔۔۔۔۔ جولیا نے مختصر سا جواب دیا۔

''تمہیں اپنے تعاقب کا شک کیسے ہوا''۔۔۔۔۔ تنویر نے پوچھا۔

''میں نے اپنے فلیٹ کے علاقے میں ایک نیلے رنگ کی کار دیکھی تھی۔ وہ ہماری کار سے بہت دور کھڑی تھی اور اب میں نے اس کار کو ہوٹل کے قریب آتے ہوئے بھی دیکھا ہے اس لئے مجھے ہلکا سا شک ہوا ہے کہ وہ کار ہمارے تعاقب میں ہے۔ اب جب ہم یہاں سے اٹھ کر جائیں گے تو پھر واضح ہو گا کہ وہ کار ہمارے تعاقب میں ہے یا نہیں''۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس کے بعد وہ دونوں خاموشی سے کافی پینے لگے۔ کافی ختم کرنے کے بعد تنویر نے ویٹر کو بلایا اور بل ادا کر کے وہ دونوں باہر آ گئے۔ پارکنگ میں آ کر وہ اپنی کار میں بیٹھ گئے۔ جولیا نے پارکنگ میں ارد گرد نظر دوڑائی لیکن اسے وہ کار نظر نہ آئی۔ اس دوران تنویر کار پارکنگ سے باہر لے آیا۔ ابھی وہ سڑک پر تھوڑی ہی دور پہنچے تھے کہ جولیا کو نیلے رنگ کی کار ایک بار پھر نظر آ گئی۔

''تنویر۔ واقعی ہمارا تعاقب ہو رہا ہے۔ تم نیلے رنگ کی ٹوڈی کو دیکھ رہے ہو''۔۔۔۔۔ جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے اور میں نے اس کار کو ایک بار اپنے علاقے میں بھی دیکھا تھا۔ اب یہ کار والا یا کار والے مجھ سے بچ نہیں سکتے''۔۔۔۔۔ تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''کمال ہے۔ اتنی دیر سے تمہارا تعاقب ہو رہا ہے اور تم اس بات سے بے خبر ہو۔ تمہیں تو فوراً سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دینا چاہئے''۔۔۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری مس جولیا۔ واقعی مجھ سے لاپرواہی ہوئی ہے''۔۔۔۔۔ تنویر نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''ہماری زندگی میں معمولی سی لاپرواہی کا مطلب تم سمجھتے ہو۔ ذرا سی غفلت یا ایک لمحے کی تاخیر ہمیں موت کے گہرے کنویں میں پھینک سکتی ہے''۔۔۔۔۔ جولیا نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے احساس ہے مس جولیا اور میں اپنی غفلت پر ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں لیں''۔ تنویر نے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا نے اس وقت جو لہجہ اپنایا ہوا ہے وہ ڈپٹی چیف کی حیثیت سے اپنایا ہے اور اس وقت جولیا کے سامنے بولنا یا تکرار کرنا چیف کے سامنے بولنے کے مترادف ہے اور چیف کے سامنے بولنے کی سزا بھی دردناک موت کے سوا کچھ نہیں اس لئے اس کا لہجہ مزید مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''اوکے۔ اس مرتبہ تو میں تمہیں معاف کر رہی ہوں لیکن آئندہ محتاط رہنا''...... جولیا نے کہا۔

''تھینک یو مس جولیا۔ آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دیکھا کہ ان کے تعاقب میں آنے والی کار کی رفتار تیز ہو گئی اور پھر وہ کار انہیں کراس کرتے ہوئے آگے نکل گئی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔

''یہ شاید نکل رہے ہیں''...... جولیا نے کہا۔ آگے نکلنے والی کار میں تین آدمی سوار تھے۔

''یہ تنویر سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے بھی کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔ اب دونوں کاروں کی رفتار بہت تیز ہو گئی تھی۔ نیلی کار والوں کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ جس کار کا وہ تعاقب کر رہے تھے وہ اب ان کے تعاقب میں ہے لہٰذا ان کی کار کی رفتار میں مزید اضافہ ہو گیا۔ تنویر نے بھی کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔ اسی دوران نیلے رنگ کی کار نے ایک ٹرالر کو کراس کیا اور چند ہی لمحوں بعد تنویر کی کار بھی ٹرالر کے قریب پہنچ گئی۔ جیسے ہی ان کی کار ٹرالر کے قریب پہنچی دو زور دار دھماکے ہوئے۔ ایک دھماکے سے تو کار کی عقبی ونڈ سکرین چکنا چور ہو گئی اور دوسرے دھماکے سے کار کا ٹائر برسٹ ہو گیا۔

ایک سفید رنگ کی کار ان کے پیچھے آ رہی تھی۔ اسی کار سے ہی دو فائر ہوئے تھے۔ ایک فائر عقبی ونڈ سکرین پر کیا گیا تھا اور دوسرا

فائر کار کے ٹائر پر کیا گیا تھا۔ چونکہ کار کی رفتار انتہائی تیز تھی اس لئے ٹائر پھٹتے ہی وہ بے قابو ہو کر ٹرالر سے ٹکرائی۔ طاقتور ٹرالر سے ٹکراتے ہی کار اوپر ہوا میں اٹھی اور پھر کئی قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک سے دور کچی زمین پر جا گری۔ کار کی حالت انتہائی خراب ہو چکی تھی۔ پچھلی کار ایک جھٹکے سے رک گئی تھی۔ جیسے ہی تنویر کی کار کی حرکت ختم ہوئی سفید کار میں سے اس پر ایک گرنیڈ پھینکا گیا۔ وہاں ایک دھماکہ ہوا۔ دھوئیں اور گرد کا اتنا طوفان اٹھا کہ تنویر کی کار اس میں غائب ہو گئی۔ یہ سب کچھ چند ہی لمحوں میں ہو گیا تھا اور پھر سفید کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

ہلٹن سلیمان کے ساتھ عمران کے فلیٹ پر چلی گئی تھی۔ ان کا ایک آدمی بھی ساتھ تھا جبکہ کلار اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے ہلٹن کی واپسی کا انتظار تھا۔ وہ انتظار کی کوفت سے بچنے کے لئے بار بار شراب پی رہا تھا۔ ہلٹن کو گئے ہوئے تقریباً نصف گھنٹہ ہو چکا تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے جیب سے موبائل فون نکالا تو اس پر ٹونی کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔

''ہیلو۔ کلار سپیکنگ''...... کلار نے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک اور ممبر ٹریس ہو گئی ہے''۔ دوسری طرف سے ٹونی کی آواز سنائی دی۔

''تفصیل بتاؤ''...... کلار نے سخت لہجے میں کہا۔

''چیف۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم تنویر کا تعاقب کر رہے

ہیں۔ تنویر ایک فلیٹ میں گیا اور جب وہ واپس آیا تو ایک لڑکی اس کے ساتھ تھی اور اب وہ دونوں ڈریم لینڈ فائیو سٹار ہوٹل میں گئے ہیں''...... ٹونی نے کہا۔

''تنویر کے ساتھ جو لڑکی ہے وہ مقامی ہے یا غیر ملکی''...... کلار نے پوچھا۔

''غیر ملکی لڑکی ہے چیف۔ غالباً سوئس نژاد ہے''...... ٹونی نے کہا تو کلار بے اختیار چونک پڑا۔

''ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں واقعی ایک سوئس نژاد لڑکی بھی شامل ہے۔ اب اگر ان دونوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بہت بڑا دھچکا ہو گا''...... کلار نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ ہم ان دونوں کا خاتمہ کر دیں''...... ٹونی نے کلار سے پوچھا۔

''تم نہیں۔ میں خود آ رہا ہوں۔ تم میرا وہیں ہوٹل کے قریب انتظار کرو۔ اگر وہ دونوں کہیں ادھر ادھر ہونے لگیں تو مجھے موبائل فون پر اطلاع دے دینا''...... کلار نے کہا۔

''اوکے چیف۔ ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں''...... ٹونی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کلار نے سلسلہ منقطع کر کے موبائل فون جیب میں رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''جیکسن''...... آفس سے باہر آ کر اس نے اپنے ایک آدمی کو

آواز دی تو جیکسن فوراً آ گیا۔

''یس چیف''...... جیکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''دو مشین گنیں اٹھا لو اور میرے ساتھ آؤ''...... کلار نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو جیکسن ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ کلار خود ایک سفید رنگ کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد جیکسن دو گنیں اٹھا کر وہاں آ گیا۔ یہ جدید ساخت کی گنیں تھیں جن کی رینج ایک کلومیٹر تھی۔ جیکسن ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا تو کلار نے اس سے ایک مشین گن لے کر اپنی گود میں رکھ لی۔

''چیف۔ میں ہینڈ گرنیڈ بھی لے آیا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی ضرورت بھی پڑ جائے''...... جیکسن نے کہا۔

''گڈ۔ تم اب کافی تیز ہوتے جا رہے ہو۔ میرا خیال ہے کہ تم اس فیلڈ میں کافی ترقی کرو گے''...... کلار نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو جیکسن خوش ہو گیا۔ کلار نے کار سٹارٹ کی تو گیٹ پر کھڑے مسلح آدمیوں نے گیٹ کھول دیا اور پھر ان کی کار گیٹ سے نکل کر سڑک پر دوڑنے لگی۔ پانچ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ہوٹل ڈریم لینڈ کے قریب پہنچ گئے۔ کلار نے موبائل فون نکال کر ٹونی کے نمبر پریس کئے تو دوسری طرف سے فوراً ہی رابطہ ہو گیا۔

''کیا پوزیشن ہے ٹونی''...... سلسلہ ملنے پر کلار نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ وہ دونوں ابھی تک ہوٹل کے ہال میں ہی ہیں''۔ ٹونی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہوٹل کے قریب پہنچ چکا ہوں لیکن تم سے دور ہی رہوں گا۔ جب ان کی کار ہوٹل سے باہر آئے تو مجھے فوراً کال کر دینا''...... کلار نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے چیف''...... دوسری طرف سے ٹونی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کلار نے موبائل فون آف کر دیا۔ لیکن ایک منٹ بعد ہی اس کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس''...... کلار نے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ وہ ہوٹل سے باہر آ چکے ہیں۔ سلور کلر کی کار انہی کی ہے''...... ٹونی نے کہا۔

''اوکے۔ میں نے کار دیکھ لی ہے۔ تم تعاقب جاری رکھو اور موبائل آن رکھنا۔ میں تمہیں ہدایات دیتا رہوں گا''...... کلار نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے چیف''...... ٹونی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اس نے موبائل فون کان سے ہٹا لیا لیکن کال کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ اس نے ٹونی اور تنویر کی کاریں دیکھ لی تھیں۔ وہ ان دونوں کاروں سے کافی فاصلے پر تھا اور اس کی کار کی رفتار بھی نارمل تھی جس کی وجہ سے فاصلہ بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر اس نے کار کی رفتار بڑھائی اور ساتھ ہی اس نے موبائل فون اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ٹونی۔ میری بات سن رہے ہو"...... کلار نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں آپ کی آواز سن رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اب تم تنویر کی کار سے آگے نکل جاؤ اور رفتار بہت زیادہ بڑھا لو"...... کلار نے کہا اور پھر اس نے ٹونی کی کار کی سپیڈ بڑھتے دیکھی۔ چند ہی لمحوں میں وہ تنویر کی کار کو کراس کر کے آگے نکل گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر کی کار کی رفتار بھی بہت تیز ہو گئی تو کلار نے بھی اپنی کار کی رفتار بڑھا دی۔

"جیکسن۔ اب تم مشین گن سنبھال لو۔ جیسے ہی میں حکم دوں تم نے تنویر کی کار پر فائر کرنا ہے۔ تمہاری کوشش ہونی چاہئے کہ گولی ٹائر میں لگے"...... کلار نے جیکسن کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے چیف"...... جیکسن نے کہا اور اس کی گرفت مشین گن پر مضبوط ہو گئی۔ کلار نے بھی گود میں رکھی ہوئی مشین گن اٹھا لی۔ پھر اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی کیونکہ اس نے بہت آگے ایک ٹرالر کو جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

"ٹونی۔ تم نے آگے جاتے ہوئے ٹرالر کو اس طرح کراس کرنا ہے کہ تمہاری اور تنویر کی کار کے درمیان کم از کم دو سو فٹ کا فاصلہ ضرور ہونا چاہئے"...... کلار نے ٹونی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... ٹونی کی آواز سنائی دی تو کلار نے موبائل فون

دوبارہ ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

"جیسے ہی تنویر کی کار ٹرالر کے قریب سے گزرنے لگے ہم نے کار پر فائرنگ کرنی ہے تاکہ کار بے قابو ہو کر ٹرالر سے ٹکرا جائے اور ان دونوں کا کار میں ہی کچومر نکل جائے"...... کلار نے جیکسن کو ہدایت دیتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب کار ٹرالر کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی لہٰذا جیکسن نے اپنا آدھا دھڑ کار کی کھڑکی سے باہر نکال لیا جبکہ کلار نے بھی اپنا ایک ہاتھ باہر نکال لیا۔ اس ہاتھ میں اس نے مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ پھر اگلے ہی لمحے تنویر کی کار ٹرالر سے آگے نکلنے کے لئے اس کے درمیان میں پہنچ گئی۔

"فائر"...... کلار نے چیخ کر جیکسن سے کہا اور خود بھی فائر کر دیا۔ یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور انہوں نے تنویر کی کار کو بے قابو ہو کر ٹرالر سے ٹکرا کر ہوا میں اچھل کر قلابازیاں کھا کر سڑک سے دور کچی زمین پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اتنی دیر میں ان کی کار بھی اس جگہ پر پہنچ گئی۔ کلار نے یکدم ہینڈ بریک اور پچھلے بریک بیک وقت بڑی مہارت سے لگائے تو کار ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اسی لمحے جیکسن نے ایک ہینڈ گرنیڈ کی پن کھینچی اور پھر اسے کار کی طرف اچھال دیا۔

کار جس طرح ٹرالر سے ٹکرا کر تباہ کن حالت میں کچی زمین پر گری تھی اس سے ان دونوں کے زندہ بچ جانے کی امید تو نہیں تھی

لیکن اس کے باوجود بھی جیکسن نے احتیاط کے طور پر ایک گرنیڈ وہاں پھینک دیا تھا تاکہ ان دونوں کے بچنے کا ایک فیصد چانس بھی باقی نہ رہے۔ کار کی طرف زور دار دھماکہ ہوا اور وہاں دھویں اور گرد کا اتنا طوفان اٹھا کہ کار اس دھویں اور گرد میں غائب ہوگئی۔ کلارکی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ اس کا چہرہ کامیابی کی خوشی سے دمک رہا تھا۔

''مس سپنا۔ تم مجھے اپنے والدین سے ملانے والی تھیں پھر یکدم ہی اتنی بے وفائی کیوں کر دی تم نے''...... سلیمان نے کہا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ہلٹن، اس کے ساتھ والی سیٹ پر سلیمان اور پچھلی سیٹ پر ہلٹن کا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ کار میں بیٹھتے ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا اور وہ بار بار ریوالور کی نال کو پھونک مار رہا تھا۔ سلیمان جب بھی ریوالور کی طرف دیکھتا تو اسے ایک جھٹکا سا لگتا۔ وہ عمران کے فلیٹ کے قریب پہنچنے ہی والے تھے۔

''اب تم اتنے معصوم بھی نہیں ہو کہ میری بے وفائی کی وجہ نہ جان سکو''...... ہلٹن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ کہ تم نے صاحب کی جو فلم بنائی ہے یہ ہالی وڈ والوں کے ساتھ مل کر بنائی ہے''...... سلیمان نے پوچھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا"...... ہلٹن نے سلیمان کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"ہالی وڈ والے ایسی فلمیں بنانے کے بہت ماہر ہیں۔ سنا ہے کہ ایکریمی چاند پر نہیں پہنچے بلکہ انہوں نے ہالی وڈ والوں کے ساتھ مل کر ایک فلم بنا لی ہے اور اسے دنیا کو دکھا دیا ہے اور دنیا کے تمام ممالک پر اپنی برتری ثابت کر دی ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"تمہاری زبان بہت چلتی ہے۔ اگر میں نے تمہیں زندہ رکھنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو میں لازماً تمہاری زبان پر گولی مارتی"...... ہلٹن نے غراتے ہوئے کہا تو سلیمان منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد وہ فلیٹ کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے کار ایک مناسب جگہ روک دی۔

"میں تمہیں ایک بار پھر وارننگ دے رہی ہوں کہ اگر تم نے سمارٹ بننے کی کوشش کی تو ایک لمحے سے بھی کم وقت میں گولی تمہارا کام تمام کر دے گی"...... ہلٹن نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم تو مجھے پیار سے بھی مار سکتی ہو۔ پھر غصے سے مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے وہ بات تو ضرور سنی ہو گی کہ جو گڑ سے مر جائے اسے زہر دینے کی کیا ضرورت ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ تم اب کار سے نیچے اترو اور یہ بات ذہن میں رکھو کہ تم میرے آدمی کے نشانے پر ہو"...... ہلٹن نے اسے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ زمانہ ہی بدل گیا ہے۔ کیا کیا جائے"...... سلیمان نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا اور کار سے نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے ہی ہلٹن کا آدمی بھی کار سے نیچے اترا۔ خود ہلٹن بھی کار سے نیچے اتر کر سلیمان کے ساتھ آ گئی۔ اس نے کار کو لاک کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔

"چلو"...... ہلٹن نے کہا تو سلیمان سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ ہلٹن اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ فلیٹ کے دروازے پر پہنچ کر سلیمان نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس دوران عمران وہاں نہیں آیا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ فلیٹ میں داخل ہوتے ہی ہلٹن کے آدمی نے ریوالور جیب سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر اپنی عادت کے مطابق اس کی نال پر بار بار پھونکیں مارنے لگا۔

فلیٹ میں داخل ہونے کے بعد سلیمان اسٹڈی روم کی طرف بڑھا۔ ہلٹن اس کے ساتھ ساتھ تھی جبکہ وہ آدمی ان سے ایک قدم پیچھے تھا۔ سلیمان اسٹڈی روم کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ پھر اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلا اور پھر ایک بجلی سی کوندی۔ سلیمان کی کہنی ہلٹن کی پسلیوں پر پڑی۔ ہلٹن اوغ کی آواز نکالتی ہوئی اپنے ہی آدمی سے ٹکرائی جس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ دونوں آپس میں ٹکرائے اور پھر جو سنبھلے تو سلیمان غائب تھا۔ اتنی سی دیر میں سلیمان اسٹڈی روم میں داخل ہو گیا تھا اور اس

نے اندر سے دروازہ بھی لاک کر دیا تھا۔ اس دروازے کو کھولنا ہلٹن کے بس کی بات نہیں تھی۔ اس سے صرف ایک لمحے کی غفلت ہوئی تھی اور اس غفلت کا فائدہ سلیمان اٹھا چکا تھا۔

ہلٹن کا پارہ یکدم ہی چڑھ گیا۔ ایک معمولی سے باورچی نے اسے بے وقوف بنا دیا تھا اور یہ اس کے لئے انتہائی شرم کی بات تھی۔ اس نے اپنے آدمی سے ریوالور لے کر دروازے کے لاک پر فائر کئے لیکن بے سود۔ یہ تو معمولی ریوالور کی گولیاں تھیں۔ اگر دروازے پر بم بھی مارے جاتے تو دروازے کو کوئی نقصان نہیں ہونا تھا۔ اس نے دروازے پر دو تین ٹھوکریں ماریں لیکن ان ٹھوکروں کا بھی دروازے پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اپنے ایک آدمی کے سامنے اس کی بے عزتی ہو گئی تھی اور اب اسی احساس شرمندگی کی وجہ سے وہ اپنے ماتحت کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ پھر اچانک اسے نجانے کیا ہوا کہ اس نے ریوالور کا رخ اپنے آدمی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولی اس آدمی کے سینے میں لگی اور وہ سینے کو پکڑ کر فرش پر گرتا چلا گیا۔

”اب میری اس ذلت کا گواہ کوئی نہیں“...... ہلٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور فلیٹ سے نیچے آ کر اپنی کار کے قریب پہنچ گئی۔ فلیٹ میں رک کر سلیمان کا انتظار کرنا بے کار تھا۔ نجانے وہ کس وقت اسٹڈی روم سے باہر نکلتا۔ یہی سوچ کر وہ اپنی کار میں بیٹھی اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

عمران کے چونکنے کی وجہ فون نمبر تھا جو اس کے فلیٹ کا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”طاہر صاحب۔ کیا آپ کو صاحب کی خیریت معلوم ہے۔ میں نے ان پر انتہائی خوفناک حملے کی ایک فلم دیکھی ہے“...... دوسری طرف سے سلیمان کی پریشان کن آواز سنائی دی۔

”سلیمان۔ میں عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے اپنے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ صاحب آپ کے ساتھ کار میں اماں بی بھی تھیں“...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ وہ بھی ٹھیک ہیں۔ مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا لیکن اللہ کے فضل سے میں اور اماں بی بچ گئے۔ ہمیں بہت معمولی سے زخم

آئے ہیں۔ تم کہاں تھے اور تم نے یہ فلم کہاں دیکھی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''صاحب۔ وہ لڑکی ہے مس سپنا۔ اس نے مجھے اغوا کر لیا تھا اور صاحب جہاں مجھے قید میں رکھا گیا ہے وہاں صدیقی صاحب بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ پھر تم سے تفصیل سے بات ہو گی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھا اور دانش منزل کے کنٹرول روم سے نکل کر ثریا کی کار کی طرف بڑھا۔ جب اس کی کار گیٹ پر پہنچی تو بلیک زیرو نے بٹن دبا دیا تھا جس کی وجہ سے گیٹ خودبخود کھل گیا اور پھر عمران مین روڈ پر آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔

''یہ لاش کس کی ہے''...... اسٹڈی روم کے دروازے کے قریب ایک لاش کو دیکھ کر عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''یہ اسی مس سپنا جس کا اصل نام ہلٹن ہے، کا ساتھی ہے۔ ہلٹن اسے خود ہی گولی مار کر چلی گئی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''خود ہی گولی مار کر چلی گئی ہے۔ لیکن کیوں''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''وجہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ صرف ایک اندازہ ہے''۔ سلیمان نے کہا۔

''کیسا اندازہ''...... عمران نے پوچھا۔

''صاحب۔ جس طرح میں نے اسے دھوکہ دیا ہے اس سے ہلٹن کو اپنی ذلت کا احساس ہوا ہو گا۔ اپنے ایک آدمی کے سامنے اس کی خوب تذلیل ہوئی ہے اور اس نے اس شرمندگی سے بچنے کے لئے اپنے ہی ساتھی کو گولی مار دی''...... سلیمان نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ ویسے تم نے اسے کیا دھوکہ دیا ہے''...... عمران نے پوچھا تو سلیمان نے اسے شروع سے لے کر آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

''تم جس کوٹھی میں قید رہے ہو وہ کوٹھی کس علاقے میں ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''جب وہ لوگ مجھے کار میں بٹھانے لگے تھے تو انہوں نے میری آنکھوں پر ایک ایسا چشمہ لگا دیا تھا جس کی وجہ سے مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دی گئی ہو۔ پھر جب وہ مین روڈ پر پہنچے تو انہوں نے وہ چشمہ میری آنکھوں سے اتار لیا''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ سلیمان کی بات سن کر عمران نے لاش کا جائزہ لیا لیکن عمران اس شخص کو نہیں جانتا تھا۔

''تم نے پہلے کبھی اس مرنے والے شخص کو کہیں دیکھا ہوا ہے''۔ عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''نہیں صاحب۔ میں اس شخص سے بالکل واقف نہیں ہوں''۔

سلیمان نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ عمران نے چندلمحوں کے لئے کچھ سوچا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور صفدر کے موبائل فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ صفدر سپیکنگ''...... چندلمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

''دفتر۔ کون سا دفتر۔ اوہ۔ میں نے یہ کہاں کال ملا دی ہے''۔ عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب آپ نے ٹھیک کال ملائی ہے۔ اب آپ صرف یہ بتائیں کہ آپ نے کال کیوں کی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ تم صفدر ہو۔ بھئی تم اپنے نام کا تلفظ تو صحیح ادا کیا کرو''۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ آواز کی وجہ سے صفدر کو پہچان نہ سکا ہو۔

''جناب آپ کی ہدایت پر بالکل عمل ہو گا۔ اب آپ حکم فرمائیں کیسے یاد کیا ہے آپ نے''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں دیکھے ہوئے مدتیں گزر گئی ہیں۔ اپنی صورت تو دکھا جاؤ''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ لیکن چیف کے حکم پر میں ایک لڑکی کو تلاش کر رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تمہارے چیف نے تمہیں کس کام پر لگا دیا ہے۔ اب سیکرٹ سروس کا یہی کام رہ گیا ہے کہ وہ لڑکیاں تلاش کرتی پھرے۔

لاحول ولا قوۃ''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ چیف کے بارے میں غلط سوچ رہے ہیں''...... صفدر نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک بات ہے۔ اگر تمہارا چیف نقاب اتار کر خود لڑکی کی تلاش کرے تو اسے کئی لڑکیاں مل جائیں گی بشرطیکہ اگر اس کی شکل اچھی ہوئی۔ میں اسے فون کر کے یہی مشورہ دیتا ہوں اس لئے تم فی الحال لڑکی کی تلاش ترک کر کے میرے فلیٹ پر آ جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر۔ میں ابھی حاضر ہو رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... چندلمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''طاہر۔ قاتلانہ حملے کے دوران میرا سیٹلائٹ موبائل فون غالباً نہر میں گر گیا ہے۔ اسی طرح صدیقی اور چوہان کے موبائل فون بھی امید ہے کہ ناکارہ ہو گئے ہیں اس لئے تم یہ نمبر دوبارہ حاصل کر لو۔ میں کچھ دیر بعد دانش منزل پہنچ رہا ہوں''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

''جی بہتر''...... بلیک زیرو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے یہ سیٹلائٹ کنکشن خصوصی نوعیت کے

تھے۔ سیٹلائٹ کنکشن ہونے کی وجہ سے یہ دنیا کے کسی بھی ملک میں استعمال کئے جا سکتے تھے۔ پھر کمپنی ان کے فون کا ریکارڈ نہیں رکھ سکتی تھی۔ کمپنی کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ نمبرز کس کے پاس ہیں اور ان نمبرز کا ریکارڈ رکھنا قومی جرم قرار دے دیا گیا تھا۔ خلاف ورزی پر کمپنی مالکان کو اربوں روپے جرمانے کے علاوہ غداری کے جرم میں موت کی سزا بھی ہوسکتی تھی اور جیسے ہی ان کے سیٹ ٹوٹتے تھے یا گم ہوتے تھے بلیک زیرو فوراً ہی دوسرے سیٹ پر یہ نمبرز ٹرانسفر کرا لیتا تھا اس لئے عمران نے بلیک زیرو کو فون کے کنکشن دوبارہ حاصل کرنے کے لئے کہا تھا۔

بلیک زیرو کو فون کرنے کے بعد عمران صفدر کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد فلیٹ کی ڈور بیل بجی اور سلیمان کے قدموں کی آواز بیرونی دروازے کی طرف جاتے ہوئے سنائی دی۔

''کون ہے''...... دروازے کے قریب پہنچ کر سلیمان نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''صفدر''...... باہر سے صفدر کی آواز سنائی دی تو سلیمان نے دروازہ کھول دیا۔ صفدر اندر داخل ہوا تو سلیمان نے دروازہ بند کر دیا۔

''عمران صاحب کہاں ہیں''...... صفدر نے سلیمان سے پوچھا۔

''دفتر تو آپ ہیں۔ سب کا ریکارڈ آپ کے پاس ہونا چاہئے۔ ویسے صاحب ڈرائینگ روم میں ہیں''...... سلیمان نے کہا تو صفدر

اسے گھورنے لگا اور سلیمان فوراً کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ صفدر ڈرائینگ روم میں داخل ہو گیا۔ ڈرائینگ روم میں اسٹڈی روم کے دروازے پر پڑی لاش کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے چونکا۔ سبز قالین لاش کے خون کی وجہ سے سرخ نظر آ رہا تھا۔

''یہ لاش کس کی ہے عمران صاحب''...... صفدر نے لاش کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ تمہارے چیف کا ہونے والا سالا ہے۔ اس کی بہن کو تم اپنے چیف کے حکم پر تلاش کرتے پھر رہے ہو''...... عمران نے کہا لیکن صفدر نے اس کی بات پر زیادہ توجہ نہ دی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران ایسی باتیں کرنے کا عادی ہے۔ وہ کوئی بات کہنا چاہتا تھا لیکن اسی وقت سلیمان چائے لے کر آ گیا۔

''عمران صاحب۔ اسے آپ نے تو نہیں مارا۔ پھر یہ کیسے مارا گیا ہے''...... صفدر نے عمران سے پوچھا۔

''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ میرے ہاتھوں نہیں مارا گیا''۔ عمران نے کہا۔

''اس کی کھلی آنکھوں میں حیرت دیکھ کر۔ اگر یہ آپ کے ہاتھوں مارا گیا ہوتا تو اس کی آنکھوں میں حیرت نہ ہوتی۔ دشمن کے ہاتھوں تو لوگ مارے ہی جاتے ہیں۔ اسے کسی ایسے آدمی نے گولی ماری ہے جس کی اسے توقع نہیں تھی''...... صفدر نے تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ تم تو لاشوں کے ایکسپرٹ بن چکے ہو۔ تم نے سو فیصد درست تجزیہ کیا ہے"...... عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو صفدر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"اب تو بتا دیں کہ اسے کس نے گولی ماری ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی تمہارے چیف کا ہونے والا سالا تھا اور اسے اس کی بہن نے گولی ماری ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ صفدر کو تفصیل بتانے لگا۔

"صدیقی کو ان کی قید سے جلد چھڑانا بہت ضروری ہے ورنہ وہ لوگ اسے قتل بھی کر سکتے ہیں"...... تفصیل سن کر صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے کہ اس لاش کو غور سے دیکھو۔ ہوسکتا ہے کہ اس شخص کو تم نے پہلے کہیں دیکھا ہو"...... عمران نے کہا تو صفدر لاش کے قریب گیا اور پھر غور سے اسے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ وہاں سے اٹھ کر دوبارہ عمران کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے۔ مجھے یاد کرنے دیں۔ ہاں۔ آپ نے اس لاش کی تلاشی لی ہے"...... صفدر نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کی جیبوں سے کچھ نہیں ملا"...... عمران نے کہا تو

صفدر دوبارہ سوچنے لگا۔

"آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ یہودی ہے جبکہ لگتا یہ مقامی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ سلیمان نے ہلٹن اور کلار کی جو باتیں سنی ہیں ان کے مطابق یہ یہودیوں کا ٹولہ ہے جو یہاں طویل مدت سے رہ رہے ہیں اور مسلمانوں کی حیثیت سے رہ رہے ہیں۔ اب یہودیوں نے ان پر لاکھوں کروڑوں ڈالرز خرچ کئے ہیں۔ ان کی باقاعدہ ٹریننگ ہوئی ہے تاکہ یہ ہمارا خاتمہ کر سکیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ الحاج تمیز الدین کو جانتے ہیں جن کی یہاں دارالحکومت میں گولڈ شاپ ہے۔ سٹی گولڈ شاپ۔ اس شاپ کے اشتہارات اکثر اخبارات میں آتے رہتے ہیں"...... کچھ دیر سوچنے کے بعد صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے یہ نام سنا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اس آدمی کو اس شاپ پر دو تین بار کاؤنٹر کے پیچھے دیکھا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"مگر اس تمیز الدین کا دارالحکومت کے اعلیٰ طبقے میں بہت اثر و رسوخ ہے"...... عمران نے کہا۔

"اسے ٹٹولنا پڑے گا"...... صفدر نے کہا۔

"وہ اس لاش کو پہچاننے سے انکار بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے ایسا

کرتے ہیں کہ اس لاش کو پولیس کے حوالے کر دیتے ہیں اور پولیس کو بتا دیتے ہیں کہ یہ لاش الحاج تمیز الدین کے ملازم کی ہے۔ اگر وہ اس لاش کو وصول کر لیتا ہے، تو پھر ہم اس سے اپنی تفتیش کا آغاز کریں گے۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ہمیں اس کیس کا کلیو مل گیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم اس لاش کو ایک بڑے بیگ میں بند کر کے لے جاؤ اور اسے اسی بلڈنگ کی عقبی گلی میں پھینک دو۔ عقبی گلی سنسان ہی رہتی ہے۔ میں اتنی دیر میں سوپر فیاض کو اطلاع کرتا ہوں۔ وہ خود ہی پولیس کو کارروائی کا حکم دے دے گا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سلیمان''...... عمران نے سلیمان کو آواز دی تو وہ فوراً ہی حاضر ہو گیا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فلیٹ میں کوئی بڑا بیگ ہو گا جس میں یہ لاش سما سکے۔ وہ بیگ صفدر کو لا دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا بیگ موجود تھا۔ اس نے وہ بیگ صفدر کے حوالے کر دیا۔ پھر صفدر اور سلیمان نے مل کر لاش کو بیگ میں ڈالا اور پھر صفدر بیگ اٹھا کر فلیٹ

سے باہر چلا گیا جبکہ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور سوپر فیاض کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ سوپر فیاض سپیکنگ''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی رعب دار آواز سنائی دی۔

''سوئپر فیاض۔ ہمارے گھر کی گٹر لائن پھر بند ہو گئی ہے۔ ابھی چند دن پہلے تو تم اسے صاف کر کے گئے تھے اور دو سو روپے بھی لے گئے تھے۔ اب جلدی سے آ کر اسے پھر صاف کرو۔ پیسے لے جاتے ہو اور کام ٹھیک نہیں کرتے''...... عمران نے نسوانی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''دیکھئے محترمہ۔ آپ نے غلط جگہ فون ملایا ہے''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''غلط کیوں ملایا ہے۔ ابھی تم نے خود ہی تو بتایا ہے کہ تم سوئپر فیاض بول رہے ہو۔ اب کام نہ کرنے کا بہانہ ڈھونڈ رہے ہو۔ مرو نہیں تمہیں اس مرتبہ بھی پیسے ملیں گے''...... عمران نے نسوانی لہجے میں کہا۔

''محترمہ میں نے سوئپر فیاض نہیں سوپر فیاض کہا ہے''...... سوپر فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوپر فیاض ہو یا سوئپر فیاض۔ بات تو ایک ہی ہے۔ اصل بات تو ہے گٹر لائن کی صفائی۔ تم لوگ پیسے تو بہت مانگتے ہو لیکن کام صحیح نہیں کرتے''...... عمران نے کہا۔

''شٹ اپ۔ نجانے کیسے کیسے احمق لوگ اس دنیا میں پڑے ہوئے ہیں''...... سوپر فیاض نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد تاکہ اس دوران صفدر اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچ جائے دوبارہ ری ڈائل کا بٹن پریس کیا تو دوسری طرف گھنٹی کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ فیاض سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد سوپر فیاض کی رعب دار آواز سنائی دی تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ اس مرتبہ اس نے اپنے نام کے ساتھ سوپر نہ لگایا تھا۔

''تم کتنے بداخلاق ہو گئے ہو سوپر۔ اب تم کئی کئی ہفتوں تک ملتے ہی نہیں''...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں ناراضگی تھی۔

''میں تم سے مل کر کیا کروں۔ تم جب بھی ملتے ہوئے مجھے بلیک میل کر کے اچھی خاصی رقم ہتھیا لیتے ہو۔ اب تم ہی بتاؤ ایسا کون سا احمق ہے جو بلیک میلروں سے ملنا پسند کرے گا''...... سوپر فیاض نے جلے کٹے انداز میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''سوپر فیاض''...... عمران نے مختصراً کہا۔

''کیا سوپر فیاض۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... سوپر فیاص نے کہا کیونکہ وہ اس کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

''تم نے خود ہی ابھی کسی احمق کا نام پوچھا ہے۔ میں نے تو

تمہیں نام بتایا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے احمق کہا ہے۔ میں تمہیں دیکھ لوں گا''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو جاتے ہو جبکہ میں تو ہمیشہ تمہارے بھلے کے لئے سوچتا رہتا ہوں۔ اب بھی میں نے سوچا کہ چلو ایک بڑے کام کا سہرا تمہارے سر باندھ دیا جائے لیکن تم ناراض ہو رہے ہو تو کوئی بات نہیں۔ میں انسپکٹر راشد سے بات کر لیتا ہوں''۔ عمران نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''دوست تم میرے ہو اور بات کرو گے تم انسپکٹر راشد سے۔ میں تمہاری گردن نہیں دبا دوں گا۔ اب سیدھی طرح بولو معاملہ کیا ہے''...... سوپر فیاض نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''معاملہ ایسا ہے کہ تمہاری خبریں لگیں گی، تمہارے انٹرویوز ہوں گے اور ہر طرف تمہاری واہ واہ ہو جائے گی۔ افسران اعلیٰ تمہاری تعریفیں کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن تم مجھے یہ تو بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے''...... سوپر فیاض نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''معاملہ میں تمہیں بتا دوں گا لیکن تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ جو کچھ میں کہوں گا تم ویسے ہی کرو گے اور مجھ سے سوال نہیں کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''ایسے موقعوں پر میں نے ہمیشہ ایسے ہی تو کیا ہے۔ تم جو کہتے

ہو میں وہی کرتا ہوں'' ...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر سنو'' ...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سوپر فیاض کو لاش کے بارے میں بتا دیا اور اس نے پولیس کو کیا کیا ہدایات دینی تھیں وہ بھی سمجھا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا'' ...... سوپر فیاض نے فوراً ہی کہا۔

''او کے۔ مزید باتیں پھر ہوں گی'' ...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''سلیمان۔ میں دانش منزل جا رہا ہوں۔ اگر صفدر آ جائے تو اس سے کہنا کہ وہ جو کام کر رہا تھا وہی کام کرتا رہے'' ...... عمران نے بلند آواز میں سلیمان سے کہا اور پھر وہ فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

دھماکے کی آواز سنائی دی تھی اور خاور کی نظریں بے اختیار آواز کی سمت اٹھی تھیں۔ ان نے ایک کار کو ٹرالر سے ٹکرا کر ہوا میں اچھلتے اور پھر کچی زمین پر جا کر گرتے دیکھ لیا تھا اور کار کو دیکھ کر اس نے ہونٹ بھی بھینچ لئے تھے کیونکہ وہ کار کو پہچان گیا تھا۔ یہ کار تنویر کی تھی۔ پھر اس کی نظر ایک اور سفید رنگ کی کار پر پڑی۔ اس نے سفید کار میں سے کوئی چیز اڑتی ہوئی تنویر کی کار کی طرف جاتے دیکھی تھی۔ اگلے ہی لمحے بم کا زور دار دھماکہ ہوا اور تنویر کی کار دھویں اور گرد میں غائب ہو گئی جبکہ وہ سفید کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ خاور نے صرف ایک نظر اس کار کی طرف دیکھا۔ اس کار کے پیچھے جانے کا وقت نہیں تھا کیونکہ تنویر کی کار کا پٹرول ٹینک کسی بھی وقت پھٹ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنی کار تنویر کی کار کے قریب روکی اور انتہائی تیز رفتاری سے تنویر کی کار کی طرف بڑھا۔

دھویں اور گرد کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن وہ دھویں اور گرد میں داخل ہو گیا۔ سڑک پر اب بہت سی گاڑیاں رک گئی تھیں اور کئی لوگ وہاں جمع ہو چکے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی ان کے قریب نہیں آ رہا تھا۔ خاور نے اپنی جیب چیک کی تو اس میں ایک چھوٹی سی لیکن طاقتور ٹارچ موجود تھی۔ اس نے وہ ٹارچ نکال کر جلائی تو منظر اب بھی صاف نظر نہیں آ رہا تھا لیکن معمولی سا فرق ضرور پڑ گیا تھا۔ تنویر کی کار کے دروازے اڑ چکے تھے۔ باقی باڈی بری طرح پچک گئی تھی اور شیشے چکنا چور ہو گئے تھے۔

خاور نے کار میں ہاتھ ڈالا تو ٹارچ کی روشنی میں اسے ایک جسم کا معمولی سا خاکہ دکھائی دیا۔ اس نے اس جسم کو باہر کھینچ لیا۔ اب اسے ایک اور جسم کا خاکہ بھی دکھائی دیا۔ اس نے اس جسم کو بھی باہر کھینچ لیا اور دھویں اور گرد سے باہر لا کر لٹا دیا۔ یہ جولیا تھی۔ خاور نے اسے وہیں زمین پر چھوڑا اور دوبارہ دوڑ کر کار کے قریب پہنچا۔ اس نے دوسرے جسم کو بھی اٹھا لیا اور پھر دوڑتا ہوا وہ اپنی کار کے قریب پہنچا۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور تنویر کو سیٹ پر لٹا دیا اور پھر وہ بھاگتا ہوا واپس جولیا کے پاس آیا۔ اس نے اسے بھی اٹھایا اور تنویر کے اوپر ہی ڈال دیا۔ اس کے پاس اتنا وقت بھی نہیں تھا کہ وہ ان دونوں کی نبض ہی دیکھ لیتا کہ ان کی نبضیں چل رہی ہیں یا نہیں۔

گرد اور دھویں میں جانے کی وجہ سے اس کی اپنی حالت خراب

ہو گئی تھی لیکن اسے اس چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے کار میں بیٹھا اور اس کی کار طوفانی رفتار سے فاروقی ہسپتال کی طرف بڑھنے لگی۔ جب اس کی کار وہاں سے آگے بڑھی تو اس کے کانوں میں سائرن کی آواز سنائی دی۔ یہ سائرن ایمبولینس کے تھے یا پولیس کی گاڑی کے، لیکن دیکھنے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ اس کی کار کی رفتار انتہائی تیز تھی۔ ڈرائیونگ کے دوران ہی اسے ایک خیال آیا اور اس نے جیب سے موبائل فون نکال کر فاروقی ہسپتال کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ہیلو۔ میں علی عمران کا دوست خاور بول رہا ہوں۔ میں اپنے دو ساتھیوں کو ہسپتال لا رہا ہوں جو شدید زخمی ہیں۔ آپ پلیز فوراً ان کے آپریشن کا انتظام کریں'' ...... رابطہ ہوتے ہی خاور نے کہا اور پھر اس نے سلسلہ منقطع کر کے موبائل فون ڈیش بورڈ پر رکھ دیا اور کار کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ فاروقی ہسپتال پہنچ گیا۔ اس کے فون کرنے کی وجہ سے ہسپتال کا سٹاف تیار کھڑا تھا۔ جیسے ہی اس کی کار وہاں پہنچی سٹاف اسٹریچرز لے کر آگے بڑھا۔ انہوں نے جولیا اور تنویر کو اسٹریچروں پر لٹایا اور پھر وہ آپریشن تھیٹر کی طرف بڑھ گئے۔ ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر آپریشن تھیٹر میں داخل ہو گئے تو خاور اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے موبائل فون پر دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ایکسٹو'' ...... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''باس۔ میں خاور بول رہا ہوں۔ تنویر اور جولیا پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اور وہ دونوں اس وقت فاروقی ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں ہیں''...... خاور نے کہا اور پھر اس نے حملے کی تفصیل بھی بتا دی اور ساتھ ہی کار کے متعلق بھی بتا دیا جس کار سے تنویر کی کار پر بم پھینکا گیا تھا۔ اس نے چونکہ کار کے نمبر دیکھ لئے تھے اس لئے اس نے نمبر بھی بتا دیئے۔

''جب تک وہ دونوں خطرے سے باہر نہیں آ جاتے تم نے وہیں ہسپتال میں رہنا ہے۔ میں اس کار کو ٹریس کراتا ہوں''...... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو خاور نے موبائل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ چوہان چونکہ اسی ہسپتال میں زیر علاج تھا اس لئے خاور اس کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ چوہان اب ہوش میں آ چکا ہے اور سپیشل روم میں ہے اس لئے وہ اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔

''السلام علیکم''...... خاور نے کمرے میں داخل ہو کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام۔ کیسے ہو خاور تم''...... چوہان نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں تو ٹھیک ہوں تم اپنا حال سناؤ''...... خاور نے کہا۔

''میں بھی اب ٹھیک ہوں۔ تنویر مجھے چھوڑ کر ایسا گیا کہ پھر واپس ہی نہیں لوٹا''...... چوہان نے کہا۔

''وہ واپس آ چکا ہے''...... خاور نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

''وہ واپس آ چکا ہے تو پھر کہاں ہے''...... چوہان نے پوچھا۔

''تنویر اور جولیا اس وقت آپریشن تھیٹر میں انتہائی زخمی حالت میں ہیں اور ڈاکٹرز ان کا آپریشن کر رہے ہیں''...... خاور نے کہا تو چوہان بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا ہے''۔ چوہان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ سب پر ہی قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں۔ شاید مجرموں کا مشن ہی یہی ہے کہ ہم سب کا خاتمہ کر دیا جائے''...... خاور نے کہا۔

''کیا اب تک مجرموں کا کوئی کلیو نہیں ملا''...... چوہان نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

''مجرم کب تک چھپے رہ سکتے ہیں۔ انہوں نے ایک نہ ایک دن تو پکڑے ہی جانا ہے۔ تم پر جن لوگوں نے حملہ کیا تھا تم نے ان کے حلیئے تو چیف کو بتا دیئے ہوں گے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ بتا تو دیئے ہیں لیکن شکل وصورت سے کسی مجرم کو پہچان لینا آج کل آسان نہیں رہا کیونکہ آج کل میک اپ نے بھی بہت ترقی کر لی ہے''...... چوہان نے کہا۔

''میں تو پھر بھی یہی کہوں گا کہ کچھ بھی ہو جائے مجرموں کو

بہرحال پکڑے جانا ہے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات بھی ٹھیک ہے''...... چوہان نے کہا اور پھر ان کے درمیان کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دوران ایک نرس کمرے میں داخل ہوئی تو ان کی باتوں کا سلسلہ رک گیا۔

''سر۔ آپ کو ڈاکٹر صاحب بلا رہے ہیں''...... نرس نے خاور سے مخاطب ہوکر کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''لگتا ہے آپریشن مکمل ہوگیا ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب سے مل کر آتا ہوں''...... خاور نے چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے نکل کر ڈاکٹر فاروقی کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر فاروقی کا چہرہ دیکھ کر اسے مزید اطمینان ہوگیا کیونکہ ڈاکٹر فاروقی کا چہرہ نارمل تھا۔

''السلام علیکم ڈاکٹر صاحب''...... خاور نے آفس میں داخل ہوکر کہا۔

''وعلیکم السلام۔ تشریف رکھیں''...... ڈاکٹر فاروقی نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو خاور نے ڈاکٹر فاروقی کا شکریہ ادا کیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم کیا ہے۔ آپ کے دونوں ساتھیوں کی جان بچ گئی ہے''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''بے شک۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کرم ہے''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ انہیں جس حالت میں لائے تھے مجھے ایک فیصد بھی امید نہیں تھی کہ یہ بچ پائیں گے لیکن مجھے لگتا ہے کہ آپ کے تمام ساتھیوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''آپ بالکل درست فرما رہے ہیں ڈاکٹر صاحب۔ یقیناً ہم پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت ہے اور یہ عنایت آپ پر بھی ہے کہ آپ کامیابی سے ہمارا علاج کر لیتے ہیں''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ مجھ پر بھی اللہ تعالیٰ کا بہت کرم ہے''...... ڈاکٹر فاروقی نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

''شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ میرے ساتھی اب خطرے سے باہر ہیں۔ اب مجھے کچھ اور کام کرنے ہیں اس لئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا''...... خاور نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''بیٹھیں۔ باتوں میں مجھے خیال ہی نہیں رہا کہ میں نے آپ کو چائے تو پلائی ہی نہیں''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''آپ کی طرف سے چائے ہوگئی۔ انشاء اللہ پھر کسی دن پئیں گے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مصافحہ کیا اور ڈاکٹر فاروقی کے آفس سے نکل کر اپنی کار تک پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار مین روڈ پر آ چکی تھی۔ اس نے اپنے موبائل فون سے دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی

دی۔

''چیف۔ تنویر اور جولیا اب خطرے سے باہر ہیں''...... خاور نے ایکسٹو کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''جس کار سے تنویر کی کار پر فائرنگ ہوئی ہے تم اس کار کو تلاش کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اس کار کا نمبر جعلی ثابت ہوا ہے''۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے بھی موبائل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

سفید رنگ کی ٹوڈی کار کو پہچان لینا بہت مشکل تو تھا لیکن ناممکن نہیں تھا۔ ایک نشانی تو اسے یاد بھی آ گئی تھی کہ کار کے پچھلے شیشے پر ٹرپل سٹار کا ایک اسٹیکر لگا ہوا تھا۔ یہ اسٹیکر کار کی تلاش میں اس کی رہنمائی کر سکتا تھا۔ یہی کچھ سوچتے ہوئے وہ سڑک پر اپنی عقابی نظریں دوڑا رہا تھا۔ کافی دیر تک ڈرائیونگ کرنے کے بعد اسے چائے کی طلب محسوس ہوئی تو اس نے کار ایک ہوٹل کی طرف موڑ دی۔ لاثانی ہوٹل کی چائے اسے بہت پسند تھی اور اس وقت وہ لاثانی ہوٹل کے قریب ہی تھا۔ اس نے ہوٹل کی پارکنگ میں کار روکی اور پھر ہال میں داخل ہو گیا۔ اس نے ہال کا جائزہ لیا تو اسے صرف ایک میز ہی خالی نظر آئی۔ وہ اس میز پر جا کر بیٹھ گیا۔ جلد ہی ویٹر اس کے قریب پہنچ گیا کیونکہ وہ اس ہوٹل میں چائے پینے آتا رہتا تھا اس لئے ویٹر اس سے واقف تھے۔

''سر۔ چائے لاؤں آپ کے لئے''...... ویٹر نے مسکراتے

ہوئے پوچھا۔

''ضرور''...... خاور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو ویٹر واپس مڑ گیا۔

''مجھے حیرت ہو رہی ہے علی عمران کی موت پر کوئی شور شرابہ نہیں ہوا۔ نہ ٹی وی چینل پر کوئی خبر، نہ کسی اخبار کا ضمیمہ جبکہ کہا جاتا ہے کہ عمران پوری دنیا میں شیطان کی طرح مشہور ہے''...... خاور کے کانوں میں نہایت ہی دھیمی آواز پڑی تو اس نے غیر محسوس انداز میں اس آواز کی طرف کان لگا دیئے۔ اس کے قریب ہی ایک میز پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے اور یہ بات ان میں سے کسی ایک نے کہی تھی۔

''معلوم نہیں۔ عمران مارا بھی گیا ہے یا نہیں''...... ایک دوسری آواز خاور کو سنائی دی۔

''چیف کلار اور مس ہلٹن نے یہ مشن مکمل کیا ہے اور انہوں نے اس واقعے کی مووی بھی بنائی ہے''...... خاور کو پہلے آدمی کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران کا خاتمہ چیف کلار اور مس ہلٹن کا بہت بڑا کارنامہ ہے''...... اس مرتبہ تیسرے آدمی کی آواز سنائی دی۔ اس دوران خاور کی میز پر چائے آ چکی تھی لیکن اب اس کی توجہ چائے پر کم اور ان کی باتوں پر زیادہ تھی۔

''ہم نے بھی کم کارنامے سرانجام نہیں دیئے۔ چوہان کا خاتمہ ہم

نے کیا ہے۔ صدیقی کو اغوا ہم نے کیا ہے۔ تنویر اور جولیا کا خاتمہ بھی چیف کے ہاتھوں ہماری وجہ سے ہوا ہے لیکن یہ سارا کریڈٹ چیف کلار کے کھاتے میں''...... خاور کو پہلی آواز سنائی دی۔

''ہوتا تو ایسا ہی ہے۔ جنگ کی کامیابی اور ناکامی کا سارا کریڈٹ کمانڈر کے حصے میں جاتا ہے۔ کیوں ٹونی''...... تیسری آواز سنائی دی۔ چوہان نے حملہ آوروں کے جو تین نام لئے تھے وہ ٹونی، راکی اور ڈان تھے اور اس وقت وہ تینوں خاور کی نظروں میں آ گئے تھے۔ خاور نے جیب سے موبائل فون نکال کر نعمانی کے نمبر پریس کر دیئے۔

''نعمانی بول رہا ہوں''...... کال ملنے پر نعمانی کی آواز سنائی دی۔

''نعمانی۔ تم ہوٹل لاثانی کتنی دیر میں پہنچ سکتے ہو''...... خاور نے انتہائی مدہم آواز میں اس سے پوچھا۔

''زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ میں۔ خیریت''...... نعمانی نے چونک کر کہا۔

''تم ہوٹل کے قریب پہنچ کر میرا انتظار کرو۔ میں جب ہوٹل سے نکلوں گا تو تم سے فون پر بات کر لوں گا''...... خاور نے کہا اور پھر اس نے موبائل فون آف کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور ویٹر کو قریب آنے کا اشارہ کیا تو ویٹر اس کے قریب آ گیا۔ اس نے ویٹر کو بل لانے کا کہا کیونکہ وہ اس دوران چائے پی چکا تھا۔ چند لمحوں بعد ویٹر بل لے آیا۔ خاور نے بل کے ساتھ ویٹر کو ٹپ بھی دی اور

پھر وہ ان تینوں کے اٹھنے کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد اس نے ان تینوں کو اٹھتے دیکھا تو اس نے نعمانی کے نمبر دوبارہ پریس کر دیئے۔

''یس۔ نعمانی سپیکنگ''...... دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

''کیا تم ہوٹل کے قریب پہنچ چکے ہو''...... خاور نے نعمانی سے پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے یہاں پہنچے ہوئے تین منٹ ہو چکے ہیں''...... نعمانی نے جواب دیا۔

''میں چند لمحوں میں باہر آ رہا ہوں''...... خاور نے کہا اور موبائل آف کر دیا۔ وہ تینوں افراد بیرونی دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ خاور بھی جلدی سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ جب وہ گیٹ سے نکل رہا تھا تو وہ تینوں افراد نیلے رنگ کی ٹوڈی کار میں بیٹھ رہے تھے۔ خاور ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ اپنی کار کے قریب پہنچا تو نیلی ٹوڈی مین روڈ پر پہنچ چکی تھی۔ وہ بھی مین روڈ پر آ گیا اور اس کی کار نیلے رنگ کی کار کے تعاقب میں بڑھنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے نعمانی کی کار کو بھی اپنی کار کے پیچھے آتے ہوئے دیکھ لیا اور اسی لمحے اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے دیکھا کہ نعمانی کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔

''میں نیلے رنگ کی ٹوڈی کار کا تعاقب کر رہا ہوں۔ اس میں تین افراد سوار ہیں اور یہ تینوں وہ افراد ہیں جنہوں نے تنویر، جولیا اور چوہان پر قاتلانہ حملے کئے ہیں اور صدیقی کو بھی انہوں نے اغوا کیا ہے''...... خاور نے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے ان تینوں کو دانش منزل پہنچانا ہے''......نعمانی کی آواز سنائی دی۔

''یقیناً''...... خاور نے کہا اور پھر اس نے موبائل فون آف کر کے کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔ اب وہ نیلے رنگ کی کار کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے ان تینوں افراد کو غور سے دیکھا تو ان تینوں نے بھی خاور کی طرف دیکھا اور پھر خاور نے اپنی کار کی رفتار کم کر دی کیونکہ اس کا مقصد انہیں اپنی طرف متوجہ کرنا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ نیلے رنگ کی کار شہر سے باہر جانے والے راستے کی طرف مڑ گئی ہے تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس کا مقصد پورا ہو رہا تھا اور پھر وہ کچھ ہی دیر میں ایک سنسان جگہ پر پہنچ گئے۔ ان کی کاریں قریب قریب تھیں جبکہ نعمانی کی کار بہت فاصلے پر تھی۔ پھر ایک جگہ نیلی ٹوڈی ترچھی ہو کر رک گئی۔

خاور نے اس کے قریب پہنچ کر کار کو بریک لگائے اور اس کی کار اگلی کار سے صرف چند فٹ کے فاصلے پر رک گئی۔ اس کار میں بیٹھے ہوئے تینوں افراد کار سے نیچے اتر آئے اور ان تینوں کے ہاتھوں میں ریوالور نظر آ رہے تھے۔ خاور بھی اپنی کار سے نیچے اتر آیا۔

''تم کون ہو اور ہمارا تعاقب کیوں کر رہے ہو''...... ان تینوں میں سے ایک شخص نے خاور سے پوچھا۔

''پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم میں سے ٹونی، راکی اور ڈان کون ہے''۔ خاور نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ تینوں بری طرح چونک پڑے اور حیرت سے خاور کو دیکھنے لگے۔ اسی دوران نعمانی کی کار بھی ان کے قریب پہنچ گئی۔ وہ بھی کار روک کر نیچے اتر آیا۔

''اوہ۔ تم ہمارے نام بھی جانتے ہو۔ خیر۔ میں ٹونی ہوں، یہ راکی اور یہ ڈان ہے''......ٹونی نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہو''...... راکی نے خاور اور نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم نے جس قدر کارروائیاں کرنی تھیں کر لیں۔ اب تمہارے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے''...... خاور نے کہا تو ان تینوں نے اپنے اپنے ریوالوروں کا رخ ان دونوں کی طرف کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کی انگلیوں کا دباؤ ٹریگر پر پڑتا خاور اور نعمانی یکدم ہوا میں اچھل کر ان تینوں سے ٹکرائے اور انہیں ساتھ لیتے ہوئے سڑک پر گر گئے۔ ان تینوں کے ہاتھوں سے ریوالور نکل گئے تھے لیکن سڑک پر گرتے ہی انہوں نے کروٹیں لیں اور تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان کے ساتھ ساتھ خاور اور نعمانی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے

تھے۔ خاور ایک مرتبہ پھر حرکت میں آیا۔ اس نے اچھل کر ٹونی کے منہ پر ایک ٹھوکر مار دی۔ یہ ٹھوکر اس قدر زور دار تھی کہ اس کا جبڑا ہل گیا اور اسے اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔ راکی اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ اسی ایکشن میں خاور نے اس کے سر پر ایک مکا مار دیا۔ اس نے لاشعوری طور پر خاور کے مکے سے بچنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن وہ بچ نہ سکا۔ اس کے سر پر مکا لگا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر پتھر آ لگا ہو اور اسے اپنی آنکھوں کے سامنے ستارے سے جھلملاتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

نعمانی نے ڈان کے سینے پر مکا مارا تو وہ لڑکھڑا گیا۔ اس کے لڑکھڑاتے ہی نعمانی نے اچھل کر اسے لات مارنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بہت پھرتیلا ثابت ہوا۔ لڑکھڑانے کے دوران ہی اس نے نعمانی کی لات پکڑ کر اسے گھما دیا۔ نعمانی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور سڑک پر گر گیا۔ ڈان نے فوراً ہی سنبھل کر اس کے سر پر ٹھوکر مار دی۔ نعمانی کو سارا منظر گھومتا ہوا نظر آنے لگا۔ ڈان نے اس کے پہلو میں ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن نعمانی نے صرف ایک کروٹ بدلی اور اگلے ہی لمحے وہ ربڑ کی گیند کی مانند اچھلا اور اس کا سر ڈان کی ناک سے جا ٹکرایا۔

''اوغ''...... ڈان کے منہ سے آواز نکلی اور وہ دوہرا ہو گیا۔ نعمانی اس کے کندھے سے ٹکرایا اور وہ سڑک پر گر گیا۔ جیسے ہی وہ گرا نعمانی کی لات اس کے پہلو میں لگی اور اسے اپنی پسلیاں ٹوٹتی

ہوئی محسوس ہوئیں۔ نعمانی نے اسے ایک اور ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن اب ڈان نے اس کا پاؤں پکڑ کر پوری قوت سے گھما دیا۔ نعمانی گھوما اور اچھل کر سڑک پر جا گرا۔

ڈان نے لیٹے لیٹے ہی اپنی لات کو حرکت دی اور اس کے پاؤں کی ٹھوکر نعمانی کی کنپٹی پر پڑی۔ نعمانی کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ ڈان نے دوبارہ اس کی کنپٹی پر ٹھوکر مارنے کی کوشش کی اور اگر یہ ٹھوکر اسے لگ جاتی تو وہ یقیناً ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جاتا لیکن اس نے لاشعوری طور پر کروٹ بدل لی اور کروٹ بدلنے کی وجہ سے ڈان کا وار خالی گیا۔ جیسے ہی نعمانی کروٹ بدل کر سیدھا ہوا ڈان نے اچھل کر دونوں ٹانگیں اس کے سینے پر مارنے کی کوشش کی لیکن نعمانی نے ایک مرتبہ پھر کروٹ بدلی اور جیسے ہی ڈان کے پیر سڑک سے ٹکرائے نعمانی کی ٹانگ بھی حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو ڈان کے پیٹ میں جا لگی۔ ڈان نے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پکڑ لیا۔

نعمانی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے ایک پنچ ڈان کے چہرے پر لگایا اور ڈان کو دن میں ستارے نظر آنے لگے۔ اب نعمانی اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے ڈان کی کنپٹی پر ایک زور دار مکار مار دیا۔ ڈان لڑکھڑایا اور اس کے لڑکھڑاتے ہی نعمانی نے اس کی پسلیوں پر ایک اور مکا مارا جس کی وجہ سے ڈان سڑک پر گر گیا۔ ابھی وہ اٹھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ اس کی کنپٹی

پر نعمانی کی ٹھوکر لگی۔ دوسری ٹھوکر پر اس کے ذہن پر سیاہ پردہ سا چھا گیا۔ نعمانی نے احتیاطاً تیسری ٹھوکر بھی مار دی۔ پھر اس نے خاور کی طرف دیکھا۔ خاور ٹونی اور راکی سے بے جگری سے فائٹ کر رہا تھا۔ نعمانی نے سڑک پر نظر دوڑائی تو اسے کچھ فاصلے پر ایک ریوالور نظر آ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر وہ ریوالور اٹھا لیا۔

اسی لمحے راکی سینے پر خاور کی ٹکر کھا کر دور جا گرا تھا۔ نعمانی نے اسے اٹھنے کا موقع نہ دیا۔ اس نے فائر کیا اور گولی راکی کے ماتھے میں جا لگی۔ راکی چند فٹ اوپر اچھلا اور پھر سڑک پر گر کر تڑپنے لگا۔ نعمانی نے ریوالور کا رخ ڈان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولی ڈان کے بھی سر میں لگی اور وہ بے ہوشی کی حالت میں تڑپنے لگا۔ ٹونی نے اپنے دونوں ساتھیوں کا انجام دیکھا تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

''بس۔ اب تم ہاتھ اوپر اٹھا لو''...... نعمانی نے ریوالور کا رخ ٹونی کی طرف کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو اس نے فوراً ہی اپنے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔ نعمانی اس کے قریب پہنچا اور اس نے اس کے سر کے پچھلے حصے پر ریوالور کا دستہ مارا۔ ٹونی یکدم لہرایا تو نعمانی نے ایک اور وار اسی جگہ پر کر دیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

''میں اسے اٹھا کر کار میں ڈالتا ہوں تم چیف کو رپورٹ دو''۔ نعمانی نے جھک کر ٹونی کو اٹھاتے ہوئے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگا۔

عمران پولیس انسپکٹر طارق کے ساتھ الحاج تمیز الدین کی کوٹھی پر موجود تھا۔ سوپر فیاض نے انسپکٹر طارق کو ہدایت کی تھی کہ عمران جب بھی اسے ملے اور اسے جو کچھ بھی کہے اس نے فوراً اس کی تعمیل کرنی ہے۔ اس نے عمران کو سنٹرل انٹیلی جنس کا آفیسر شو کیا تھا اس لئے عمران اب اس کے ساتھ تھا اور انسپکٹر طارق اس کے سامنے نہایت مہذب انداز اپنائے ہوئے تھا۔

اس سے پہلے پولیس نے الحاج تمیز الدین کو مقتول کی تصویر دکھائی تھی اور اسے بتایا تھا کہ یہ مقتول ان کی گولڈن شاپ کا ملازم ہے۔ تمیز الدین نے مقتول کو پہچان لیا تھا اور اعتراف کیا تھا کہ مقتول واقعی اس کی دکان پر سیلز مین تھا۔ اب اسی سلسلے میں عمران انسپکٹر طارق کے ساتھ تمیز الدین کی کوٹھی پر آیا تھا۔

انہیں جس ڈرائینگ روم میں بٹھایا گیا تھا وہ انتہائی شاندار انداز

میں سجا ہوا تھا۔ انہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھے چند منٹ گزرے تھے کہ تمیز الدین ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ چونکہ وہ اثر و رسوخ والا آدمی تھا اس لئے انسپکٹر طارق نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا لیکن عمران نے اٹھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ تمیز الدین نے ناگواری سے عمران کی طرف دیکھا لیکن عمران کو اس کی نظروں کی کب پرواہ تھی۔ وہ مال و دولت کی وجہ سے کسی کا بھی احترام نہیں کرتا تھا۔ اس کے نزدیک وہ شخص محترم تھا جو محبت وطن ہو اور شرعی زندگی گزار رہے ہو جبکہ تمیز الدین تو اس کی نظروں میں مشکوک ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے اس کے لئے اٹھنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

''آپ کی تعریف''...... تمیز الدین نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے پولیس انسپکٹر طارق سے عمران کے متعلق پوچھا۔

''یہ کامران صاحب ہیں۔ سنٹرل انٹیلی جنس میں آفیسر ہیں''۔ انسپکٹر طارق نے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا کیونکہ سوپر فیاض نے اسے عمران کا یہی نام بتایا تھا۔

''اوہ اس معمولی سے قتل کی تفتیش انٹیلی جنس کر رہی ہے''۔ تمیز الدین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ تفتیش تو پولیس ہی کر رہی ہے انسپکٹر طارق میرے دوست ہیں اور میں ان سے ملنے کے لئے آیا تو یہ مجھے بھی ساتھ لے آئے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ میں سمجھا کہ نور دین اتنی بڑی شخصیت بن گیا تھا کہ

اس کے قتل کی تفتیش انٹیلی جنس والے کر رہے ہیں''...... تمیز الدین نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''غالباً مقتول کا نام نور دین ہے''...... عمران نے تمیز الدین کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ بے چارہ غریب آدمی تھا۔ نجانے کن ظالموں نے مار دیا''...... تمیز الدین نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔

''نام سے تو وہ مسلمان لگ رہا ہے لیکن ہمارے علم میں آیا ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھا''...... عمران نے بدستور تمیز الدین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر وہ ایک لمحے کے لئے بری طرح چونکا لیکن پھر اس نے فوری طور پر خود پر قابو پا لیا۔

''نہیں۔ نہیں۔ آپ کو غلط اطلاع ملی ہے۔ وہ تو بہت شریف اور نیک آدمی تھا۔ نمازی اور پرہیزگار تھا''...... تمیز الدین نے فوراً ہی تردید کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کے پاس وہ کب سے ملازم تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''تقریباً دس سال سے۔ ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ تفتیش انٹیلی جنس نہیں بلکہ پولیس کر رہی ہے جبکہ اب آپ ہی سوالات کئے جا رہے ہیں''...... تمیز الدین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ طارق صاحب آپ کو سوال پوچھنے ہیں تو آپ پوچھیں''...... عمران نے کہا تو انسپکٹر طارق نے رسمی سے چند سوالات پوچھے۔

''شکریہ۔ آپ نے ہمیں وقت دیا''...... انسپکٹر طارق نے اٹھتے ہوئے کہا کیونکہ عمران نے اسے اٹھنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ پھر وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور وہ دونوں ڈرائینگ روم سے باہر آ گئے۔ گیٹ کے قریب پولیس کی گاڑی موجود تھی۔ ڈرائیور اور سپاہی انسپکٹر طارق کو باہر آتا دیکھ کر مستعد ہو گئے۔ عمران اور انسپکٹر طارق فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئے۔ عمران کو پولیس اسٹیشن تک اسی پولیس کے ڈالے میں جانا تھا کیونکہ عمران کی کار پولیس اسٹیشن میں کھڑی تھی۔

''کامران صاحب۔ کیا مقتول واقعی غیر مسلم تھا اور مسلمان بن کر رہا تھا''...... انسپکٹر طارق نے پوچھا۔

''بس ایسے ہی ایک اڑتی اڑتی اطلاع ہم تک پہنچی تھی جو شاید سچی نہیں ہے۔ بہرحال وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم وہ قتل ہوا ہے اور اس کے قاتلوں کو پکڑے جانا چاہئے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ بالکل۔ ہم بہت جلد قاتلوں کو گرفتار کر لیں گے''۔ انسپکٹر طارق ے کہا اور پھر باقی راستے وہ خاموش ہی رہے۔ جیسے ہی عمران تھانے پہنچا وہ پولیس کی گاڑی سے اتر کر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

''سر۔ آپ نے پہلے بھی خدمت کا موقع نہیں دیا۔ اب تو خدمت کا موقع دیں''...... انسپکٹر طارق نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ شکریہ۔ مجھے بہت سے کام کرنے ہیں''...... عمران نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ یہ تو ہماری بدقسمتی ہے کہ آپ جیسا افسر ہمارے تھانے آئے اور ہمیں خدمت کا موقع ہی نہ ملے۔ سوپر فیاض صاحب ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے''...... انسپکٹر طارق نے کہا۔

''میں ان سے کہہ دوں گا کہ آپ نے میری بہت خدمت کی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ آپ سے بہت خوش ہوں گے''۔ عمران نے کہا اور پھر وہ کار میں سوار ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ وہ جلد ہی دانش منزل پہنچ گیا۔ عمران کنٹرول روم میں داخل ہوا تو حسب عادت بلیک زیرو احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو اور یہ بتاؤ کہ کیا رپورٹ ہے''...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا۔

''تنویر اور جولیا کی حالت اب خطرے سے باہر ہے لیکن ابھی انہیں ہوش نہیں آیا۔ نعمانی اور خاور ایک مجرم کو دانش منزل کے ڈارک روم میں چھوڑ گئے ہیں۔ یہ ان تینوں میں سے ایک ہے جنہوں نے ممبران پر قاتلانہ حملے کئے۔ اس کے باقی دو ساتھی خاور اور نعمانی کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں''...... بلیک زیرو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اس مجرم سے بھی دو دو ہاتھ کرنے ہیں۔ پہلے میں ایک اور

کام کر لوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہونے پر عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس چیف۔ خاور اٹنڈنگ یو''...... دوسری طرف سے خاور کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سپر مارکیٹ میں الحاج تمیزالدین کی گولڈ شاپ ہے۔ تم نے نعمانی کے ساتھ جا کر اسے اغوا کرنا ہے اور اسے دانش منزل کے ڈارک روم میں پہنچانا ہے۔ تمیز الدین اس وقت اپنی رہائش گاہ پر موجود ہے۔ اس کی رہائش گاہ کا ایڈریس نوٹ کر لو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ایڈریس بھی بتا دیا۔

''او کے چیف۔ یہ تمیزالدین کچھ دیر بعد دانش منزل کے سپیشل روم میں پہنچ جائے گا''...... خاور کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آؤ۔ اب اس مجرم سے دو دو باتیں کر لیں۔ صدیقی ابھی تک بازیاب نہیں ہو سکا''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے نکل کر ڈارک روم میں آ گئے جہاں ایک کرسی پر رسی سے ایک آدمی بندھا ہوا بیٹھا تھا اور وہ ہوش میں تھا۔ عمران اور بلیک زیرو کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

''تت۔ تت۔ تم عمران ہو نا''...... اس آدمی نے حیرت کی

شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں عمران ہوں۔ لیکن اس قدر پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔

''چیف کلار اور مس ہلٹن نے ہمیں جو فلم دکھائی تھی اس کے مطابق تو تم مارے جا چکے ہو''...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''میرا اصل نام ٹونی ہے لیکن میں یہاں اکبر خان کے نام سے رہ رہا ہوں''...... ٹونی نے کہا۔

''تم اپنے بارے میں سب کچھ تفصیل سے بتاؤ''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''نام تو میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ چیف کلار ایک پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم کا سربراہ ہے اور میں اس تنظیم کا رکن ہوں۔ ہمیں ٹاسک ملا تھا کہ ہم نے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے۔ ہم نے تنویر، جولیا اور چوہان کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک ممبر صدیقی کو اغوا کر کے چیف کلار کے حوالے کر دیا۔ میں اور میرے دو ساتھی مزید ممبرز کی تلاش میں تھے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو ممبرز نے میرے دو ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا اور مجھے بے ہوش کر دیا۔ اب مجھے یہاں ہوش آیا ہے تو میں تمہارے سامنے ہوں''...... ٹونی نے مسلسل بولتے

ہوئے کہا۔

''تم یہودی ہو اور یہاں مسلمان کی حیثیت سے رہ رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں یہودی تو نہیں ہوں۔ میں تو کرسچن ہوں''۔ ٹونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اپنے چیف کلار کا ایڈریس بتاؤ''...... عمران نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

''وہ تو خفیہ رہتا ہے۔ اس کے ٹھکانے کے بارے میں کوئی نہیں جانتا''...... ٹونی نے کہا۔

''ابھی تم نے کہا تھا کہ کلار اور مس ہلٹن نے تمہیں فلم دکھائی تھی''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ چیف کلار اور مس ہلٹن وہ فلم ڈان کے گھر لے کر آئے تھے۔ ہم سب نے وہیں پر وہ فلم دیکھی تھی''...... ٹونی نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلے گا''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے سوالوں کے جواب دے تو رہا ہوں۔ تمہیں یقین نہیں آ رہا تو میں کیا کروں''...... ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم ابھی سب کچھ سچ سچ بتاؤ گے۔ طاہر تم مجھے ایک خنجر اور نمک لا دو''...... عمران نے پہلے ٹونی اور پھر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک زیرو الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے

ایک خنجر اور نمک کا ڈبہ نکال لیا اور پھر اس نے یہ دونوں چیزیں عمران کی طرف بڑھا دیں۔

''میں تمہاری آنکھیں نکال کر ان میں نمک بھر دوں گا۔ اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ تم کتنی دیر تک میرے سوالوں کے جواب نہیں دیتے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر ٹونی کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ بہت بڑا عذاب ہے اس لئے وہ خوفزدہ ہو گیا تھا۔

''تت۔ تت۔ تم پوچھو۔ میں تمہارے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دوں گا''...... ٹونی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''اپنے بارے میں بتاؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''میرا نام ٹونی ہے اور میں واقعی یہودی ہوں۔ میں کافرستان کا رہنے والا تھا۔ آج سے کئی سال پہلے مجھے پاکیشیا میں آباد کیا گیا تاکہ وقت پڑنے پر میں یہودی کاز کے لئے یہاں آسانی سے کام کر سکوں''...... ٹونی نے اس مرتبہ سچ بولتے ہوئے کہا۔

''تمیزالدین بھی تمہاری طرح یہودی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ بھی میری طرح یہودی ہے''...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہودی قوم نے تم پر کروڑوں ڈالرز خرچ کئے ہیں۔ کیسے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ہماری انتہائی سخت تربیت ہوئی ہے۔ ہم دنیا کے مختلف ممالک میں گئے ہیں اور پھر اسرائیل کے صدر کے حکم سے ایک تنظیم بنائی گئی جس کا نام گیم اوور رکھا گیا ہے۔ یہ تنظیم صرف اسی مقصد کے لئے بنائی گئی ہے کہ تمہارا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کیا جا سکے''۔ ٹونی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کلار اس کا چیف ہے''...... عمران نے پوچھا تو ٹونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تمہارے چیف کا ایڈریس کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نشاط کالونی ٹونٹی بی''...... ٹونی نے کلار کا ایڈریس بتاتے ہوئےکہا۔

''کیا صدیقی کو اسی کوٹھی میں رکھا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ تمہارا ساتھی اسی کوٹھی کے ایک کمرے میں زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے''...... ٹونی نے جواب دیا۔

''کلار نے اس کوٹھی کی سیکورٹی کے لئے کیا کیا انتظامات کئے ہوئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''فرنٹ پر چھ مسلح افراد ہیں۔ مین گیٹ پر دو اور کوٹھی کے پچھلے حصے میں چار مسلح افراد اور چار خوفناک کتے موجود ہیں''...... ٹونی نے سیکورٹی انتظامات کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''سیکورٹی کا کوئی جدید سائنسی انتظام نہیں کیا کلار نے''۔ عمران

نے پوچھا۔

''ابھی تک تو کوئی ایسا انتظام نہیں کیا گیا''...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''طاہر۔ فی الحال یہ اسی حالت میں رہے۔ اگر اس کی کوئی غلط بیانی ثابت ہوئی تو پھر اذیت ناک موت سے اسے کوئی نہیں بچا سکے گا''...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''او کے''...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں واپس کنٹرول روم میں آ گئے۔ ابھی وہ کرسیوں پر بیٹھے ہی تھے کہ کنٹرول روم میں مخصوص گھنٹی کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے پینل بورڈ کا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین پر بیرونی گیٹ کا منظر نظر آنے لگا جہاں خاور کی کار موجود تھی۔ خاور دروازے کے قریب کھڑا تھا جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی موجود تھا۔ بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبا کر مین گیٹ کھول دیا اور پھر ان کی کار اندر آ گئی۔

''اسے سپیشل روم میں پہنچا دو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں مائیک پر کہا تو خاور نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ایک شخص کو کار میں سے باہر کھینچ لیا۔ پھر اس نے اس شخص کو سپیشل روم میں پہنچا دیا اور کچھ دیر بعد واپس اپنی کار کے قریب پہنچ گیا۔

''اب تم نشاط کالونی کے پہلے چوک پر پہنچو۔ وہاں ایک کوٹھی میں آپریشن کرنا ہے۔ میں صفدر اور عمران کو بھی وہاں بھیج رہ

عمران اس وقت سپیشل روم میں مصروف ہے۔ وہ فارغ ہو کر کچھ ہی دیر میں تم تک پہنچ جائے گا''...... عمران نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے مائیک لیتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا تو خاور کار میں بیٹھا اور کار مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھی تو بلیک زیرو نے بٹن دبا کر مین گیٹ کھول دیا اور کار باہر نکل گئی۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھا کر صفدر کے موبائل فون کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''خاور اور نعمانی نشاط کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ رہے ہیں۔ تم بھی تیار ہو کر وہاں پہنچ جاؤ۔ وہاں ایک کوٹھی میں آپریشن کرنا ہے۔ اس کوٹھی میں صدیقی قید ہے''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوکے چیف''...... صفدر نے کہا۔ جولیا کے ہسپتال میں ہونے کی وجہ سے اب تمام ممبران کو انہیں خود ہی ہدایات دینی پڑ رہی تھیں۔

''عمران بھی نشاط کالونی پہنچ جائے گا اور اس آپریشن کو وہی لیڈ کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''یس چیف''...... صفدر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر

اس نے دراز کھولی اور مشین پسٹل اور گیس کیپسول فائر کرنے والا پسٹل نکال کر جیب میں رکھ لیا۔

''عمران صاحب۔ تمیزالدین کا کیا کرنا ہے''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اس آپریشن سے فارغ ہو کر آ جاؤں تو پھر اس کا فیصلہ کروں گا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے باہر نکل آیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے نشاط کالونی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ نشاط کالونی کے قریب چوک پر پہنچ گیا۔ خاور اور صفدر کی کاریں ایک طرف فٹ پاتھ کے قریب کھڑی تھیں۔ صفدر، نعمانی اور خاور ایک کولڈ ڈرنک شاپ پر کھڑے بوتلیں پی رہے تھے۔ انہوں نے عمران کی کار کو دیکھ لیا تھا اس لئے ان تینوں نے جلدی سے بوتلیں خالی کیں اور پھر عمران کی کار کے قریب پہنچ گئے۔

''ہم نے ٹونٹی بی کوٹھی پر آپریشن کرنا ہے''...... عمران نے ان تینوں سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اپنی مطلوبہ کوٹھی تلاش کرنے میں انہیں زیادہ دیر نہیں لگی۔ کوٹھی کا بڑا گیٹ بند تھا۔ عمران کوٹھی کے عقب میں آ گیا۔ عقب میں آٹھ فٹ کی گلی تھی اور اس گلی میں کوڑے کے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ گلی میں کوئی شخص نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوٹھی نمبر ٹونٹی بی کی دیوار بہت بلند تھی اور اس پر چڑھنا آسان نہیں تھا جبکہ اس کے ساتھ والی کوٹھی کی دیوار کم بلند

تھی۔ ایک آدمی کے کندھوں پر پیر رکھ کر اس دیوار پر چڑھا جا سکتا تھا۔ دونوں کوٹھیوں کی دیواریں ساتھ ملی ہوئی تھیں۔

عمران، صفدر کے کندھے پر پاؤں رکھ کر اس دیوار پر چڑھ گیا۔ اس دیوار پر چڑھ کر اس نے گیس کیپسول فائر کرنے والا پسٹل نکال کر ایک کیپسول فائر کیا اور دوسرے ہی لمحے وہ دوسری دیوار پر پہنچ گیا۔ دوسری دیوار پر پہنچ کر اس نے مزید کئی کیپسول فائر کئے۔ یہ گیس انتہائی زود اثر اور وسیع علاقے پر اثر کرتی تھی اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اس کوٹھی میں موجود تمام جاندار اب تک بے ہوش ہو چکے ہوں گے۔ پھر اس نے ان تینوں کو بھی دیوار پر چڑھنے کا اشارہ کیا اور وہ تینوں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے دیوار پر چڑھ گئے اور پھر وہ چاروں ہی اپنی مطلوبہ کوٹھی میں کود گئے۔

ان چاروں نے ہی مشین پسٹل جیبوں سے نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لئے تھے۔ تمام جاندار بے ہوش ہو جانے کا یقین ہونے کے باوجود وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ایک جگہ انہوں نے دو آدمیوں کو بے ہوشی کی حالت میں گھاس پر پڑے دیکھا۔ ان سے کچھ فاصلے پر دو کتے بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ وہ اور آگے بڑھے تو انہوں نے مزید دو کتے دیکھے اور تین بے ہوش انسان بھی دکھائی دیئے۔ وہ آگے بڑھتے رہے اور پھر رہائشی کمروں کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے کمروں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ ایک کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن اس

میں کوئی بھی نہیں تھا۔ چند اور کمرے بھی انہیں خالی ہی ملے۔ ایک کمرے میں انہیں صدیقی بھی نظر آ گیا۔ صدیقی کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ اسے موٹی زنجیروں سے جکڑا گیا تھا اور اسی لئے وہ خود کو آزاد نہیں کرا سکا تھا۔

صدیقی بے ہوش تھا اور کرسی کی پشت پر زنجیر کو موٹا سا تالا لگا ہوا تھا۔ اس نے فائر کر کے تالا توڑا اور صدیقی کو زنجیروں سے آزاد کر دیا۔ پھر خاور نے صدیقی کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔ انہوں نے باقی کمروں کی بھی تلاشی لی لیکن ہلٹن عرف سپنا اور کلار انہیں دکھائی نہ دیئے۔ عمران نے کلار کو نہیں دیکھا تھا لیکن اس نے ٹونی سے کلار کا حلیہ پوچھ لیا تھا۔ وہ اگر کوٹھی میں موجود ہوتا تو یقیناً آفس نما کمرے میں ہوتا۔ صرف آفس ہی نہیں بلکہ تمام کمرے خالی تھے جس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔

''صفدر۔ تم اس کوٹھی کے قریب ہی کہیں چھپے رہو۔ اگر کلار یا ہلٹن آئیں تو انہیں دانش منزل پہنچا دینا اور خاور تم صدیقی کو فلیٹ پر لے جاؤ اور وہاں اینٹی گیس انجکشن لگا کر اسے ہوش میں لے آؤ''۔ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھے۔ مین گیٹ کے قریب بھی دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران، صفدر اور نعمانی تو گیٹ کھول کر باہر نکل گئے جبکہ خاور وہیں رک گیا۔ چند لمحوں بعد نعمانی کار اندر لے آیا اور

خاور نے صدیقی کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور کار کوٹھی سے باہر نکل گئی۔

عمران کچھ دیر بعد ایک بار پھر دانش منزل پہنچ گیا۔ کار سے اتر کر وہ سیدھا ڈارک روم میں پہنچ گیا۔ ٹونی نے اسے دیکھا تو اس کے چہرے سے اس کے تاثرات کا اندازہ لگانے لگا۔

''کلار تمہارے بتائے ہوئے ایڈریس پر نہیں ملا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''گیم اوور کا آفس تو وہی ہے۔ چیف کو تو وہاں لازماً ہونا چاہئے''...... ٹونی نے کہا۔

''تم نے کلار کے بارے میں اور کچھ نہیں بتایا''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''میں اس کے بارے میں اور کیا بتا سکتا ہوں''...... ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک زور دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔ چٹاخ کی آواز کمرے میں گونجی اور عمران کی انگلیوں کے نشان اس کے چہرے پر ثبت ہو گئے۔

''اب اگر ایسے منہ بگاڑا تو یہ ہمیشہ کے لئے بگڑ جائے گا۔ سمجھے تم''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے بلیک زیرو بھی ڈارک روم میں آ گیا۔

''کلار یہاں کس نام سے رہتا ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''یہاں اس کا نام ناصر جمال ہے۔ آغائی روڈ پر ملن کاٹن فیکٹری اس کی ہے اور اس کے والد یہاں کے بہت بڑے بزنس مین ہیں۔ ان کا یہاں دارالحکومت میں بہت اثر و رسوخ ہے۔ یہاں لوگ انہیں الحاج تمیزالدین کے نام سے جانتے ہیں''...... ٹونی نے عمران کے صرف ایک تھپڑ کے بعد فر فر بولتے ہوئے کہا۔

ٹونی کی بات سن کر عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی حیرت زدہ رہ گئے۔ تمیزالدین تو ان کی قید میں تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا کیونکہ اب اسے ٹونی کی ضرورت نہیں تھی۔ اصل آدمی ان کے پاس پہلے سے ہی موجود تھا۔

''تم نے چونکہ ہمارے سوالوں کے صحیح جواب دیئے ہیں اس لئے میں تمہیں آسان موت مار رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ عمران کے انداز سے ہی ٹونی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

''مجھے مت مارو۔ میں پاکیشیا چھوڑ دوں گا۔ میں کسی اور ملک چلا جاؤں گا''...... ٹونی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم کئی سالوں سے ہمیں دھوکہ دے رہے ہو۔ تم معافی کے قابل نہیں ہو''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مشین پسٹل کا رخ ٹونی کی طرف کیا اور بیک وقت کئی گولیاں ٹونی کے سینے میں پیوست ہو گئیں۔ بندھا ہونے کی وجہ سے اس کا جسم تڑپنے لگا۔

عمران ڈارک روم سے نکل کر سپیشل روم میں آ گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ سپیشل روم میں تمیزالدین ایک بنچ سے بندھا ہوا تھا۔ وہ اس وقت ہوش میں تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

''آفیسر۔ تم۔ یہ۔ یہ کیا حرکت ہے۔ تم جانتے نہیں کہ میں کون ہوں۔ میں ایک لمحے میں تمہاری نوکری ختم کرا دوں گا''۔ تمیزالدین نے عمران کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں تم الحاج تمیزالدین کہلاتے ہو۔ تمہارا اصلی نام کیا ہے''۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''اصل نام۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم کثرت سے جاسوسی فلمیں دیکھتے ہو یا جاسوسی کتابیں پڑھتے ہو۔ دیکھنا میں تم پر کروڑوں روپے کے ہرجانے کا دعویٰ کروں گا''...... تمیزالدین نے کہا۔

''اگر تمہیں اس کمرے سے زندہ سلامت باہر جانا نصیب ہوا تو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا یہاں اتنی اندھیر نگری ہے۔ یہاں کوئی قانون نہیں ہے''...... تمیزالدین نے کہا۔

''یہاں قانون ہے لیکن ان کے لئے جو شریف لوگ ہیں اور قانون کا احترام کرتے ہیں۔ انہیں قانون تحفظ فراہم کرتا ہے جبکہ جرائم پیشہ افراد کے لئے پاکیشیا کا قانون بہت سخت ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم میری توہین کر رہے ہو۔ مجھے جرائم پیشہ کہہ رہے ہو۔ جانتے ہو میرے تعلقات حکومت کے ایوانوں تک ہیں''۔ تمیزالدین نے کہا۔

''ان باتوں کو چھوڑو اور میرے سوال کا جواب دو کہ تمہارا اصلی نام کیا ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''مجھے تو تمہاری اس بات کا مقصد ہی سمجھ نہیں آ رہا۔ جواب میں کیا خاک دوں گا''...... تمیزالدین نے کہا۔

''ناصر جمال تمہارا ہی بیٹا تھا نا''...... عمران نے کہا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔

''ہاں۔ وہ میرا ہی بیٹا ہے۔ لیکن تم نے تھا کیوں کہا''۔ تمیزالدین نے تیز لہجے میں کہا۔

''تمہارے سوال کا جواب میں بعد میں دوں گا۔ پہلے تمہیں یہ بتا دوں کہ اس کا اصلی نام کلار تھا اور وہ یہودیوں کی ایک نئی تنظیم گیم اوور کا چیف تھا جس نے پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کرنا تھا۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تم ناصر جمال کے لئے لفظ تھا کیوں استعمال کر رہے ہو''...... تمیزالدین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''اس لئے کہ وہ مشن مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی

جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اس کی موت اس کے سر پر منڈلا رہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ زندہ ہے۔ تم نے مجھے خواہ مخواہ ڈرا دیا''...... تمیزالدین نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

''اب تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہم تمہارے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔ تم کئی برسوں سے پاکیشیا میں جو کھیل کھیل رہے ہو اب وہ ختم ہو چکا ہے۔ یعنی گیم اوور ہو گئی ہے۔ اب تم مجھے اپنا اصلی نام بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''میرا اصلی نام شمعون ہے لیکن میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں کہ کلار تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ یہودی قوم کی امیدوں پر پورا اترے گا''...... تمیزالدین نے عمران کو دھمکی دیتے ہوئے کہا جس کا اصل نام شمعون تھا اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''وہ کیا امیدوں پر پورا اترے گا۔ ابھی تو وہ چوہے کی طرح چھپ گیا ہے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''وہ بہادر نوجوان ہے۔ وہ بزدلوں کی طرح چھپ نہیں سکتا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو''...... شمعون نے کہا۔

''ایک تو تمہیں اپنے بارے میں خوش فہمیاں بہت ہیں''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آنے لگا۔ اس نے شمعون سے بھی مزید کچھ نہیں پوچھنا تھا۔

''کیا تم مجھے مار ڈالو گے''...... شمعون نے گھبرائے ہوئے لہجے

میں کہا۔

''نہیں۔ میں تو ایسے یہودی کو پھولوں کے ہار پہناؤں گا جس نے ساری عمر میری قوم کو دھوکہ دیا ہے اور میرے ملک کو نجانے کتنا نقصان پہنچایا ہے''...... عمران نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شمعون پر فائرنگ کر دی۔ شمعون کے سینے میں بیک وقت کئی گولیاں لگیں جبکہ عمران اس کے بعد ایک لمحہ بھی وہاں نہ رکا۔

''ٹونی کال رسیو نہیں کر رہا۔ کوئی گڑبڑ لگتی ہے''...... کلار نے ہلٹن سے کہا۔ اس نے تیسری مرتبہ ٹونی کو کال کرنے کی کوشش کی تھی اور ہر بار یہی میسج ملا تھا کہ آپ کے مطلوبہ صارف کا موبائل فون آف ہے۔

''کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ اس نے تو فون کیا تھا کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک اور ممبر کو ٹریس کر لیا ہے''...... ہلٹن نے پریشان لہجے میں کہا۔

''لگتا ہے کہ ٹونی اور اس کے ساتھیوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نے گرفتار کر لیا ہے''...... کلار نے کہا۔

''اوہ۔ گاڑی روکو''...... ہلٹن نے یکدم چلاتے ہوئے کہا تو کلار نے بے اختیار بریک لگا دیئے۔

''کیا ہوا ہے۔ تم یکدم اتنی پریشان کیوں ہوگئی ہو''...... کلار

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر ٹونی اور اس کے ساتھیوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نے گرفتار کر لیا ہے تو پھر ہمارا نشاط کالونی یا کاٹن فیکٹری جانا انتہائی خطرناک ہوسکتا ہے''...... ہلٹن نے کہا۔

''اوہ یس۔ تم نے بالکل ٹھیک سوچا ہے۔ میرا ذہن تو اس طرف گیا ہی نہیں''...... کلار نے کہا اور پھر اس نے دوبارہ کار آگے بڑھائی اور اگلے چوک سے کار ایک اور راستے پر ڈال دی۔

''اب تم کہاں جا رہے ہو''...... ہلٹن نے کلار سے پوچھا۔

''ابھی میرے پاس تین ٹھکانے موجود ہیں۔ یہ بات میں نے پہلے ہی سوچ لی تھی کہ اگر ایک دو ٹھکانے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظر میں آ جائیں تو ہمارے مزید ٹھکانے ہونے چاہئیں''...... کلار نے کہا۔

''ہاں۔ یہ چھوٹی چھوٹی احتیاطیں ہماری فیلڈ میں ہمیں بہت فائدہ دیتی ہیں''...... ہلٹن نے کہا۔

''اب ہمارا ٹھکانہ گلشفار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ستر ہے اور اس ٹھکانے کا علم ہمارے آدمیوں میں سے کسی کو بھی نہیں''...... کلار نے کہا تو ہلٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہمیں آدمیوں کی بھی تو ضرورت پڑے گی''...... ہلٹن نے کہا۔

''ہاں۔ اس کوٹھی میں چند افراد موجود ہیں۔ ہم ان سے کام لے

سکتے ہیں''...... کلار نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر بعد ان کی کار گلشفار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ستر کے گیٹ پر پہنچ گئی تو کلار نے کار کا ہارن بجا دیا۔ ہارن کی آواز سن کر ایک آدمی نے ذیلی دروازہ کھولا اور پھر اس نے کلار کو دیکھ کر گیٹ کھول دیا۔ کلار کی کار کوٹھی کے اندر داخل ہوگئی۔ کار کمپاؤنڈ میں کھڑی کر کے وہ دونوں نیچے اترے اور پھر ہلٹن، کلار کے ساتھ چلتی ہوئی ایک کمرے میں آ گئی۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ کلار میز کی دوسری طرف ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا جبکہ ہلٹن اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

''کچھ باتیں تم مجھ سے بھی چھپا جاتے ہو''...... ہلٹن نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''کون سی باتیں''...... کلار نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''اس سے پہلے تم نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ ان دو ٹھکانوں کے علاوہ تم نے تین اور ٹھکانوں کا بھی بندوبست کیا ہوا ہے''...... ہلٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''حالات اور واقعات کی رفتار ہی اتنی تیز تھی کہ میں تم سے ذکر نہیں کر سکا اور پھر اس سے پہلے اس کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی''...... کلار نے کہا اور پھر اس نے میز کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن پریس کیا تو چند لمحوں بعد ایک آدمی اندر آ گیا۔ اس نے ادب سے کلار اور ہلٹن کو سلام کیا۔

''ڈیوڈ کو بلاؤ اور ہاں ایک بلیک ہارس کی بوتل اور دو گلاس بھی لیتے آنا''...... کلار نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ شخص کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ ڈیوڈ تھا۔ اس نے بھی مؤدبانہ انداز میں کلار اور ہلٹن کو سلام کیا۔

''ڈیوڈ۔ کیا تم ہمارے نشاط کالونی والے آفس سے آگاہ ہو''۔ کلار نے تحکمانہ لہجے میں اس سے پوچھا۔

''نو باس''...... ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کلار نے اسے کوٹھی کا نمبر بتا دیا جبکہ اس دوران پہلے والا شخص شراب کی بوتل اور دو گلاس ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا۔

''رابرٹ۔ تم یہ ٹرے میز پر رکھ دو اور باہر جاؤ''...... کلار نے کہا تو اس نے ٹرے میز پر رکھی اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''تم نے دو آدمی اپنے ساتھ اس کوٹھی پر لے جانے ہیں۔ امید ہے ہماری اس کوٹھی پر ہمارے دشمنوں کی نظر ہو گی۔ تم نے پہلے ایک آدمی کو اندر بھیجنا ہے اور اس کی نگرانی کرنی ہے۔ اگر اس کوٹھی کی نگرانی پر صرف ایک آدمی ہو تو تم نے اسے قابو کر لینا ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تم نے سامنے نہیں آنا۔ دشمن تمہارے ساتھی کو اغوا کر کے لے جائیں تو تم نے انتہائی ہوشیاری سے ان کا پیچھا کرنا ہے اور ان کا ٹھکانہ معلوم کر کے واپس آنا ہے''...... کلار نے ڈیوڈ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''او کے باس۔ میں سمجھ گیا''...... ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے اپنے اس ساتھی سے بھی کافی فاصلے پر رہنا ہے جسے تم کوٹھی کے حالات معلوم کرنے کے لئے اندر بھیجو گے''...... کلار نے کہا۔

''لیس باس۔ میں آپ کی بات پوری طرح سمجھ گیا ہوں''۔ ڈیوڈ نے کہا۔

''تم نے پوری طرح چوکس رہنا ہے۔ اگر تم سے معمولی سی غفلت بھی ہوگئی تو نہ صرف یہ کہ تم مارے جاؤ گے بلکہ ہمارے لئے بھی بہت سی مشکلات پیدا ہو جائیں گی''...... کلار نے ڈیوڈ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''آپ بالکل فکر نہ کریں باس۔ آپ کی ہدایت کے مطابق کام ہوگا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ''...... کلار نے کہا تو ڈیوڈ نے کلار اور بلٹن کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر وہ اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

''آج تم اپنے ہاتھوں سے جام بنا کر پلاؤ تاکہ کچھ تو سکون ملے۔ طبیعت بہت بوجھل ہو رہی ہے''...... ڈیوڈ کے باہر جانے کے بعد کلار نے بلٹن سے مخاطب ہو کر کہا جو اس دوران خاموش بیٹھی رہی تھی۔ کلار کی بات سن کر اس نے شراب کی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے دو گلاس تیار کئے۔ ایک گلاس نے کلار کی طرف بڑھایا تو کلار نے اس سے گلاس لے کر ایک ہی سانس میں

ختم کر دیا۔

''مزہ نہیں آیا''...... کلار نے کہا اور پھر اس نے بوتل اٹھا کر منہ سے لگا لی اور پھر بوتل خالی کر کے اس نے واپس میز پر رکھی۔ بلٹن سمجھ گئی تھی کہ کلار اس وقت ٹینشن میں ہے۔

''کلار۔ تم اتنی معمولی سی بات پر ٹینشن لے رہے ہو۔ تم ایک بہت بڑی تنظیم کے چیف ہو۔ معمولی معمولی باتوں پر ٹینشن لو گے تو تنظیم کیسے چلاؤ گے''...... بلٹن نے کہا۔

''تم غلط سمجھ رہی ہو بلٹن۔ مجھے کوئی ٹینشن نہیں ہے۔ مجھے تو شدید پیاس لگی ہوئی تھی اس لئے ساری بوتل پی گیا''...... کلار نے کہا تو بلٹن نے محسوس کیا کہ اس کا لہجہ لڑکھڑا رہا ہے اس لئے اس نے منہ بنا لیا۔ اسی لمحے کلار کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے چونک کر موبائل فون جیب سے نکال لیا۔

''ہیلو۔ کلار سپیکنگ''...... کلار نے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''تم نے تو رپورٹ دی تھی کہ تم نے عمران اور اس کی والدہ کا خاتمہ کر دیا ہے''...... دوسری طرف سے براؤن کی غصیلی آواز سنائی دی لیکن کلار نے نشے کی وجہ سے یہ غصہ محسوس نہ کیا۔

''لیس۔ میں نے عمران اور اس کی والدہ کا خاتمہ کر دیا تھا۔ میں نے آپ کو ویڈیو بھجوائی تو تھی''...... کلار نے کہا۔

''مسٹر کلار۔ یہودی قوم نے تم پر اس لئے کروڑوں ڈالرز خرچ

نہیں کئے کہ تم پاکیشیا میں کام کرنے کی بجائے شراب پیتے رہو۔ عمران تمہارے حملے سے صاف بچ گیا ہے اور پاکیشیا کے دارالحکومت کی سڑکوں پر دیکھا گیا ہے''...... براؤن نے کہا تو کلار یکدم چونک پڑا۔

''یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے سر''...... کلار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے براؤن کی غصیلی آواز سنائی دی۔

''نہیں سر۔ میرا مطلب ہرگز یہ نہیں۔ اوہ۔ میں نے تو بالکل کلیئر اس خاتمہ کیا ہے۔ آپ نے مووی میں دیکھا ہو گا''...... کلار نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ شیطان ہے ہی ایسا۔ اسی لئے تو صدر صاحب نے اپنے ذرائع سے تصدیق کرائی ہے۔ تمہاری ویڈیو کے علاوہ بھی انہیں اطلاعات ملی ہیں کہ اس پر انتہائی خوفناک حملہ ہوا ہے اور اس حملے کے نتیجے میں اسے بچنا نہیں چاہئے تھا لیکن نجانے وہ کیسے بچ گیا۔ وہ ہر بار ایسے ہی بچ جاتا ہے۔ اب تم نے دوبارہ اس کا خاتمہ کرنا ہے اور کوشش کرنی ہے کہ واقعی اس کا خاتمہ ہو جائے ورنہ ہم سب برباد ہو جائیں گے۔ پوری قوم برباد ہو جائے گی''...... براؤن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ اب یا تو عمران نہیں یا ہم نہیں۔ اس کے

خاتمے کے لئے اب اگر مجھے اپنا سر بھی کٹانا پڑا تو میں اپنا سر کٹا دوں گا لیکن اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا''...... کلار نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ مجھے تمہاری رپورٹ کا انتظار رہے گا''...... براؤن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو کلار نے موبائل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

''حیرت ہے۔ عمران زندہ بچ گیا''...... ہلٹن نے بھی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ نجانے کیوں اسے عمران کے زندہ بچ جانے کی خوشی ہو رہی تھی لیکن اس خوشی کے تاثرات اس کے چہرے پر نہیں تھے۔

''اب میں اس کے والد عبدالرحمٰن کو قتل کروں گا۔ اسے اپنے باپ کے جنازے میں شریک ہونا پڑے گا اور جب اس کے باپ کا جنازہ اٹھ رہا ہو گا تو میں وہاں بموں کی بارش کر دوں گا۔ چاہے اس دوران میں خود ہی کیوں نہ مارا جاؤں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکا تو میں اس نماز جنازہ میں خودکش بم دھماکہ کر دوں گا۔ بالکل عمران کے قریب۔ بس اب اس کی موت یقینی ہے''...... کلار نے ہذیانی لہجے میں چلاتے ہوئے کہا تو ہلٹن حیرت سے اسے دیکھنے لگی جیسے کلار پاگل ہو گیا ہو۔

صفدر کی نظریں کوٹھی پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کوٹھی کے اندر جتنے بھی افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں انہیں اس وقت تک ہوش نہیں آ سکتا جب تک کہ انہیں اینٹی گیس کے انجکشن نہ لگائے جائیں۔ اسے انتظار کرتے ہوئے بہت دیر ہو گئی تھی۔ اسے اپنی فیلڈ کا بس یہی ایک کام اچھا نہیں لگتا تھا۔ انتظار کا ایک ایک لمحہ اسے ایک ایک سال کے برابر لگتا تھا۔

آخر خدا خدا کر کے اس کا انتظار ختم ہوا۔ اس نے ایک کار کو اس کوٹھی کے گیٹ پر رکتے ہوئے دیکھا۔ پھر کار والے نے ہارن بجایا لیکن اس کے ہارن کے جواب میں کسی نے گیٹ نہ کھولا۔ اس نے دوسری بار اور پھر تیسری بار بھی ہارن بجایا۔ جب تیسری بار بھی گیٹ نہ کھلا تو کار سے ایک آدمی نیچے اتر آیا۔ اس نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا۔ اس نے کار باہر ہی چھوڑ دی اور خود محتاط

انداز میں کوٹھی کے اندر چلا گیا۔ جب وہ اندر جا چکا تو صفدر بھی کوٹھی کی طرف بڑھا۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر اس نے کار میں جھانکا تو کار خالی تھی۔ پھر اس نے ارد گرد نظر دوڑائی مگر اسے کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔ پھر وہ بھی کوٹھی میں داخل ہو گیا کیونکہ اندر جانے والے نے گیٹ کو بند نہیں کیا تھا۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا کسی نے اس پر وار کرنے کی کوشش کی مگر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا سر ایک طرف کر لیا تو ریوالور کا دستہ اس کے کندھے پر لگا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے اپنی کہنی اس حملہ آور کے سینے میں مار دی اور اس کے منہ سے بے اختیار سسکی بلند ہوئی۔

کہنی مارنے کے دوسرے ہی لمحے صفدر نے اس کے ماتھے پر مکا بھی مار دیا اور وہ آدمی چکرا کر لہرایا اور زمین پر گرتا چلا گیا۔ جب وہ زمین پر گر گیا تو صفدر نے اس کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹھوکر ماری اور پھر اس نے جھک کر اس آدمی کی نبض چیک کرنا چاہی تا کہ اندازہ لگا سکے کہ وہ کتنی دیر تک بے ہوش رہے گا۔ جیسے ہی وہ نبض دیکھنے کے لئے جھکا اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے بہت بڑا پتھر مار دیا ہو۔ یہ ایک اور آدمی تھا جس نے صفدر کے سر پر ریوالور کا دستہ مارا تھا۔ اس کے بعد صفدر کے سر پر دوسرا اور پھر تیسرا دھماکہ ہوا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر جیسے اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے ایسے ہی اس کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ ابھرا اور پھر یہ نقطہ بڑا ہوتا چلا گیا۔ اس کا شعور بیدار ہوا تو اس نے نظریں گھمائیں۔ وہ ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ رسی سے پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ خود کو رسی سے بندھے دیکھ کر وہ حیران تو ہوا کیونکہ ان لوگوں نے صدیقی کو زنجیروں سے باندھا ہوا تھا لیکن یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اس نے اپنے ناخنوں میں موجود مخصوص بلیڈ سے رسی کو کاٹنا شروع کیا اور پھر کچھ ہی دیر میں اس نے اس حد تک رسی کاٹ لی کہ اب وہ ایک جھٹکا دے کر اس رسی کو توڑ سکتا تھا۔

رسی کاٹے اسے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس لڑکی کے ساتھ دو اور آدمی بھی تھے جن کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے اور وہ مؤدبانہ انداز میں اس کے ساتھ چل رہے تھے۔ صفدر سمجھ گی کہ ہلٹن یہی ہے کیونکہ اس نے اس سے پہلے ہلٹن کو نہیں دیکھا تھا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... لڑکی نے صفدر کے قریب پہنچتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''تم میرا نام نہیں جانتیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں تو تمہیں پہلی بار دیکھ رہی ہوں''...... لڑکی نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جبکہ میں تمہارا نام بھی جانتا ہوں۔ تم ہلٹن ہو''...... صفدر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم عمران کے ساتھی ہو۔ عمران یا سلیمان نے تمہیں میرا نام اور حلیہ بتایا ہو گا۔ میں اس وقت میک اپ میں نہیں ہوں بلکہ اصل حلیئے میں ہوں''...... ہلٹن نے کہا۔

''واقعی۔ عمران صاحب نے تمہارے متعلق ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے تم سے تمہارا نام پوچھا تھا''...... ہلٹن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا نام صفدر سعید ہے''...... صفدر نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب میرے سوال کا صحیح صحیح جواب دو''...... ہلٹن نے صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''پوچھو۔ اگر تمہارا سوال، جواب کے قابل ہوا تو ضرور دوں گا''...... صفدر نے کہا۔

''عمران پر اب تک سینکڑوں بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں''۔ ہلٹن نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مگر عمران ہر بار بچ کیوں جاتا ہے''...... ہلٹن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ جب تک ہماری موت کا وقت نہیں آ جاتا ہمیں کوئی نہیں مار سکتا۔ بیشک ہم پر ہزاروں قاتلانہ حملے ہی کیوں نہ ہوں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو تمہارا ایمان ہے۔ اس بار کلار نے جو پلاننگ کی ہے اس میں عمران کے بچ جانے کا ایک فیصد تو کیا پوائنٹ ایک فیصد بھی چانس نہیں ہے''...... ہلٹن نے کہا۔

''تم جیسے لوگوں کو ہمیشہ یہی خوش فہمی رہتی ہے''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ خوش فہمی نہیں ہے۔ اس بار کلار نے انتہائی خوفناک پلان بنایا ہے''...... ہلٹن نے کہا۔

''کیا پلان بنایا ہے اس نے''...... صفدر نے کہا تو ہلٹن مسکرانے لگی۔

''پوچھ تو تم اس طرح رہے ہو جیسے ہم نے نہیں بلکہ تم نے ہمیں قید کیا ہوا ہو''...... ہلٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس وقت نہ بتاؤ لیکن اس سوال کا جواب بہرحال تم ہی دو گی''...... صفدر نے کہا۔

''بہت خوب مسٹر صفدر۔ تم لوگوں کی ہمت، حوصلے اور اعتماد کی داد دینی پڑتی ہے''...... ہلٹن نے کہا لیکن صفدر نے اس کی بات کا

کوئی جواب نہ دیا۔

''اگر تم میرے ایک اور سوال کا صحیح جواب دے دو تو میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں آزاد کر دوں گی''...... ہلٹن نے کہا۔

''میرا اب بھی یہی جواب ہے کہ پوچھو۔ اگر تمہارا سوال، جواب کے قابل ہوا تو جواب ضرور ملے گا''...... صفدر نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے''...... ہلٹن نے پوچھا۔

''جس طرح ہمارے چیف ایکسٹو کو کوئی نہیں جانتا اسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں بھی کوئی نہیں جانتا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم بتانا نہیں چاہتے۔ خیر تمہاری مرضی۔ میں نے تو بڑی محبت سے پوچھا تھا لیکن تم لوگ محبت کی زبان تو سمجھتے ہی نہیں''...... ہلٹن نے نفرت بھرے لہجے میں کہا مگر صفدر کچھ نہ بولا۔ ہلٹن نے ایک آدمی کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے خنجر دینے کے لئے کہا تو اس آدمی نے جیب سے خنجر نکال لیا۔ خنجر کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ وہ خنجر اس آدمی نے ہلٹن کو دے دیا اور اس کی آنکھوں میں سفاکانہ چمک ابھر آئی اور وہ ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ لئے صفدر کے قریب پہنچ گئی۔

پھر اس کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا۔ اس کا ارادہ صفدر کا کان کاٹنا تھا لیکن جیسے ہی اس کا ہاتھ بلند ہوا صفدر یکدم حرکت میں آ گیا۔

ہلٹن کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ صفدر رسی کاٹ چکا ہے لہٰذا وہ مطمئن تھی اور صفدر نے اس کے اسی اطمینان کا فائدہ اٹھایا تھا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں صفدر نے اسے اٹھا کر اس کے ساتھیوں پر اچھال دیا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی باس اڑتی ہوئی ان پر آ گرے گی۔

ہلٹن نہ صرف ان سے ٹکرائی بلکہ ان کے ساتھ ہی فرش پر جا گری۔ اس نے اٹھنے میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں کی تھی لیکن صفدر اس سے پہلے ہی ہوا میں اڑتا ہوا اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ اس کی ایک ٹھوکر ہلٹن کے سر پر لگی اور ہلٹن کو قلابازی کھانی پڑی۔ اس کے دونوں ساتھی ابھی تک نہ سنبھلے تھے اور ان کے مشین پسٹل زمین پر گر چکے تھے۔ ان کے سنبھلنے اور اٹھنے سے پہلے ہی صفدر نے ایک مشین پسٹل اٹھا لیا تھا۔ پھر اس کی فائرنگ سے وہ دونوں آدمی چیختے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔

صفدر ابھی تک فائرنگ کر رہا تھا کہ اس کی کمر پر ہلٹن کی دونوں ٹانگیں آ لگی تھیں اور وہ اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ فرش پر گر گیا اور ہلٹن نے دوبارہ اس پر چھلانگ لگائی۔ صفدر نے انتہائی تیزی سے کروٹ بدلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی ایک لات بھی حرکت میں آئی۔ جیسے ہی ہلٹن کے پاؤں فرش سے لگے صفدر کی لات اس کے پہلو میں لگی اور وہ بھی گھومتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی۔

پھر دونوں ہی بیک وقت اچھل کر کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے کو گھورنے لگے۔ اس کے بعد دونوں نے ہی ایک دوسرے پر چھلانگ لگائی اور وہ آپس میں ٹکرا گئے۔ ٹکراتے ہی ہلٹن نے صفدر کے سینے پر مکا مارا۔ یہ مکا بہت پاورفل تھا۔ ایک مکے کے بعد ہلٹن نے اسے دوسرا مکا مارنے کی کوشش کی لیکن صفدر نے اس کی کلائی پکڑ لی اور اس نے ہلٹن کا بازو مروڑ دیا۔ اس طرح کرنے سے ہلٹن کی پشت صفدر کے سامنے آ گئی۔ اس نے صفدر کو دوسرے بازو کی کہنی مارنی چاہی تو صفدر نے اس کا دوسرا بازو بھی پکڑ لیا۔ اس نے خود کو صفدر کی گرفت سے چھڑانے کے لئے زور لگایا لیکن صفدر نے اس پر گرفت اور مضبوط کر لی۔ زور لگانے کی وجہ سے ہلٹن کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

ہلٹن نے ایک بار پھر زور لگا کر خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں اس کے ایک بازو پر زور پڑا اور صفدر نے بھی اسی بازو کو جھٹکا دے دیا۔ کٹک کی ایک آواز پیدا ہوئی اور اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی جبکہ ہلٹن کے حلق سے چیخ بلند ہو گئی۔ صفدر نے اس کا وہ بازو چھوڑ دیا اور خالی ہو جانے والے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کی پچھلی طرف مخصوص جگہ پر مکا مارا تو ہلٹن لہرا گئی۔ چونکہ اس کا دوسرا بازو صفدر نے پکڑا ہوا تھا اس لئے وہ نیچے نہ گر سکی۔

صفدر نے اس کے سر پر دوسرا وار بھی کیا اور پھر اسے چھوڑ دیا اور وہ فرش پر گر گئی۔ صفدر کو کمرے میں ایک الماری نظر آ رہی تھی۔

وہ الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کھول کر دیکھی۔ الماری میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ اس نے وہ بنڈل اٹھا لیا اور ہلٹن کو اپنے مخصوص انداز میں باندھنے لگا۔ ہلٹن کو باندھنے کے بعد اس نے ایک مرتبہ پھر فرش پر گرا ہوا مشین پسٹل اٹھا لیا۔ اس کی نظر دوسرے مشین پسٹل پر پڑی تو اس نے وہ بھی اٹھا لیا۔ فائرنگ کی آوازیں اور ہلٹن کے چیخنے کی آوازیں اس کمرے سے باہر نہیں گئی تھیں کیونکہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔

مشین پسٹل اٹھانے کے بعد صفدر نے کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر جھانک کر دیکھا تو دروازہ ایک گیلری میں کھلا تھا جس کے دونوں طرف کمرے تھے۔ صفدر کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے کمرے چیک کئے تو چند کمرے لاک تھے اور چند کمرے خالی تھے۔ وہ دبے پاؤں چلتا ہوا گیلری سے باہر آ گیا۔ گیلری کے اختتام پر کار کمپاؤنڈ تھا۔ پھر صحن اور لان تھا اور اس کے بعد مین گیٹ نظر آ رہا تھا۔ کار کمپاؤنڈ میں دو کاریں موجود تھیں۔ چار افراد گیٹ پر نظر آ رہے تھے جو کہ مشین گنوں سے مسلح تھے۔ ان کی توجہ اس طرف نہیں تھی اس لئے اب تک ان کی نظر صفدر پر نہیں پڑی تھی۔

صفدر نے ایک ستون کی آڑ لے کر ان پر فائرنگ کر دی کیونکہ وہ سب اس جانب سے غافل تھے۔ لہٰذا وہ فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ چاروں ہی گیٹ کے قریب گر کر تڑپنے لگے۔ صفدر نے ایک لمحہ مزید وہاں رک کر ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔ اب وہاں کوئی بھی نظر

نہیں آ رہا تھا۔ صفدر واپس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ بند رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ہلٹن ابھی تک بے ہوش تھی۔ اس نے [illegible] کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور دوڑتا ہوا ایک کار کے قریب [illegible] کار کا دروازہ کھول کر اس نے ہلٹن کو پچھلی سیٹ پر [illegible] اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ اگنیشن میں چابی لگی ہوئی تھی۔

اگلے ہی لمحے کار گیٹ کے قریب پہنچ گئی۔ ایک مسلح آدمی کی لاش راستے میں پڑی ہوئی تھی۔ صفدر نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے سائیڈ پر کیا اور پھر گیٹ کھول کر دوبارہ کار میں بیٹھا اور اس کی کار دانش منزل کی طرف دوڑنے لگی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ اس نے کار سے نیچے اتر کر گیٹ کے قریب لگا ہوا بیل بٹن پریس کر دیا اور پھر چند لمحوں بعد گیٹ کھل گیا تو وہ کار اندر لے گیا۔

”ہلٹن کو لے آئے ہو صفدر“...... جیسے ہی اس کی کار رکی ایکسٹو کی مخصوص آواز وہاں لگے ہوئے سپیکر سے سنائی دی۔

”یس چیف۔ یہ ہلٹن ہی ہے“...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اسے ڈارک روم میں پہنچا دو“...... ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو اس نے پچھلی سیٹ سے ہلٹن کو کھینچ کر باہر نکالا اور اسے اٹھا کر ڈارک روم میں لے گیا۔ ڈارک روم کی ایک کرسی پر ہلٹن کو ڈال کر اور رسی سے باندھ کر وہ باہر آ گیا۔

''اب تم واپس جا سکتے ہو لیکن ہوشیار رہنا ہے۔ کسی بھی وقت تمہیں بلایا جا سکتا ہے''...... ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ بیٹھا اور دوسرے ہی لمحے کار مڑی اور کار جب گیٹ کے قریب پہنچی تو گیٹ خودبخود کھل گیا اور جب کار گیٹ سے باہر نکلی تو گیٹ خودبخود بند ہو گیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اپنے فلیٹ کے قریب پہنچ گیا کیونکہ یہ کار اس کی اپنی نہیں تھی اس لئے اس نے اس کار کو کسی پارکنگ میں چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے کار ایک جگہ پارک کی اور پھر اسے لاک کر کے اور چابی جیب میں ڈال کر وہ اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ وہ کچھ تھکا ہوا تھا اس لئے اس نے منہ ہاتھ دھویا اور کچن میں چلا گیا تاکہ اپنے لئے چائے بنا سکے۔ ابھی اس نے چولہا بھی نہیں جلایا تھا کہ اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا اور پھر ماچس اس کے ہاتھ سے نیچے گر گئی اور اگلے لمحے وہ لہراتا ہوا کچن کے فرش پر گر گیا۔

کلار اپنے ٹھکانے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ اس نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے اور کار کو کوٹھی سے آگے لے آیا۔ فائرنگ کا مطلب یہی تھا کہ اندر گڑبڑ ہے۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ اس کوٹھی سے نکلا تھا۔ اس نے ایک آدمی سے سر عبدالرحمٰن کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں اور ان کے معمولات پوچھنے تھے۔ اس آدمی نے ان معلومات کے لئے اس سے دو گھنٹے کا وقت مانگا تھا اور کلار وہاں سے واپس آ گیا لیکن فائرنگ کی آواز سن کر اس نے کوٹھی میں داخل ہونے کا ارادہ فوری طور پر بدل دیا۔ کوٹھی سے کچھ آگے جا کر اس نے اپنی کار روکی اور اس کی نظریں اپنی کوٹھی پر جم گئیں۔

کچھ دیر بعد اس نے کوٹھی کا مین گیٹ کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر اس نے اپنی ہی ایک کار کو کوٹھی سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ اس نے

ڈرائیونگ سیٹ پر نظر ڈالی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کو اس نے پہچان لیا۔ یہ صفدر تھا جسے انہوں نے اپنے ٹارچنگ روم میں بند کر دیا تھا۔ جب وہ کار کچھ دور چلی گئی تو کلار اس کار کے پیچھے روانہ ہوا۔ وہ بہت ہی فاصلہ دے کر اس کار کا تعاقب کرنے لگا۔ ٹریفک کا اژدھام تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ صفدر کو اس تعاقب کا علم نہیں ہو سکے گا۔ پھر اس نے صفدر کی کار کو ایک بلند عمارت کے قریب رکتے دیکھا۔ اس نے بھی اپنی کار فٹ پاتھ کے کنارے پر لگا کر روک لی اور دور سے ہی صفدر کو دیکھنے لگا۔

صفدر کار سے اتر کر اس عمارت کے گیٹ پر پہنچا تھا اور پھر اس عمارت کا گیٹ کھل گیا۔ صفدر ایک بار پھر کار میں بیٹھا اور اس کی کار اس عمارت میں داخل ہو گئی۔ کلار نے اپنی کار اس عمارت کی طرف بڑھائی۔ اس نے عمارت کا جائزہ لیا۔ عمارت کے گیٹ پر کوئی نیم پلیٹ، کوئی تحریر، کوئی نمبر یا کسی قسم کا کوئی نشان نہیں تھا۔ کلار نے جائزہ لینے کے بعد کار آگے بڑھائی اور کچھ فاصلے پر جا کر روک دی۔

عمارت دیکھ کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر ہے۔ اب اسے صفدر کے باہر آنے کا انتظار تھا۔ وہ دل میں دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر ٹریس کر لیا ہے۔ اب وہ اسے تباہ کرنے کی پلاننگ کر سکتا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد اسے اس بلڈنگ کا گیٹ کھلتا ہوا دکھائی دیا اور پھر اسے اپنی وہ کار باہر آتی ہوئی دکھائی دی جس میں صفدر یہاں آیا تھا۔ جب وہ کار باہر آ گئی تو گیٹ بند ہو گیا اور کار ایک طرف بڑھنے لگی۔ اب بھی کلار نے کافی فاصلہ رکھ کر صفدر کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد کلار نے دیکھا کہ صفدر نے کار ایک فٹ پاتھ کے کنارے کھڑی کر دی تھی۔ اس نے بھی اپنی کار اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی کی اور کار سے نیچے اتر آیا۔

صفدر کار لاک کر کے اپنے رہائشی پلازہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کلار بھی اس کی طرف بڑھا۔ پھر کلار نے صفدر کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھا تو وہ بھی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جب کلار دوسری منزل پر پہنچا تو اس نے صفدر کی ایک جھلک دیکھی جو ایک فلیٹ میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے فلیٹ کا نمبر دیکھا اور ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر واپس نیچے آ گیا۔ اپنی کار کے قریب پہنچ کر وہ اس میں بیٹھا اور پھر اس نے پچھلی سیٹ پر رکھا ہوا ایک بریف کیس اٹھایا۔ اس بریف کیس میں سے اس نے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا۔ اس ڈبے میں ایک بڑی سرنج اور ایک انجکشن رکھا ہوا تھا۔ اس نے سرنج میں وہ انجکشن بھر لیا اور پھر اسی بیگ میں سے اس نے ایک ماسٹر کی بھی نکال لی۔ سرنج والے ڈبے میں چند گولیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک گولی اٹھا کر منہ میں رکھ لی اور پھر وہ کار کو لاک کر کے دوبارہ صفدر کے فلیٹ کے دروازے تک پہنچ گیا۔

کلار نے سرنج کو ہلایا اور پھر اس کی کیپ الگ کر کے سوئی اس نے دروازے کے لاک میں داخل کر دی اور دباؤ ڈال کر تمام سیال اندر تالے میں ڈال دیا۔ اس سیال کی بو بہت ہی تیز اور زود اثر تھی اور چند لمحوں میں انسان کو بے ہوش کر دیتی تھی اور اس کا اثر بھی کافی دیر تک رہتا تھا۔ کلار نے خود اس کے اثرات کو زائل کرنے والی گولی کھا لی تھی۔ اب اس سیال کی بو نے ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پورے فلیٹ میں پھیل کر ہر جاندار شے کو بے ہوش کر دینا تھا۔

لاک کے سوراخ میں سیال انجیکٹ کرنے کے بعد کلار اس فلیٹ سے آگے بڑھا۔ اس منزل پر کنوارے اور ملازم پیشہ افراد ہی رہتے تھے اور یہ آفس ٹائم تھا اس لئے یہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد کلار واپس آ گیا۔ اس کا مقصد وہ ایک منٹ گزارنا تھا اس ایک منٹ میں سیال کی بو نے اندر اپنا اثر کرنا تھا۔ اس کے آگے جانے اور واپس آنے میں بیس سیکنڈ گزر گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور لاک کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ تقریباً چالیس سیکنڈ کی کوشش کے بعد لاک کھل گیا۔ اس نے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس نے احتیاطاً ریوالور اپنی جیب سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ اسے فلیٹ میں بہت تیز بو محسوس ہو رہی تھی لیکن یہ بو اس پر اثر نہیں کر سکتی تھی مگر پھر بھی اس نے

ایئر کنڈیشنر آن کر دیا اور پھر اگلے کمرے کی طرف بڑھا۔ اگلا کمرہ خالی تھا۔ کلار، صفدر کو تلاش کرتے کرتے کچن میں پہنچ گیا۔ کچن میں پہنچتے ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ صفدر کچن کے فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے صفدر کو بازو سے پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا ڈرائینگ روم میں لے آیا۔ اس نے صفدر کو قالین پر پھینکا۔ اب اسے ایک رسی کی تلاش تھی۔ وہ صفدر کو باندھ کر اسے ہوش میں لانا چاہتا تھا تاکہ پاکیشیا ہیڈکوارٹر کے متعلق معلومات حاصل کر سکے۔

ہیڈکوارٹر تو اس نے دیکھ لیا تھا لیکن اندر کی سچوئیشن اور سیکورٹی انتظامات کے متعلق وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا اور یہ معلومات حاصل کئے بغیر وہ ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنے کی پلاننگ نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے اسی فلیٹ میں ہی صفدر سے معلومات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے اسے رسی کی ضرورت تھی۔ اس نے ڈرائینگ روم میں ہی ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ ابھی وہ ڈرائینگ روم کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جیب میں سے موبائل فون نکال لیا۔ اس نے سکرین پر نمبر دیکھے تو نمبر مقامی ٹیلی فون کے تھے۔ اس نے اوکے کا بٹن پریس کر کے موبائل فون کان سے لگا لیا۔

’’ہیلو‘‘...... کلار نے کہا اور پھر دوسری طرف کی آواز سن کر وہ حیرت سے اچھل پڑا۔

صفدر، ہلٹن کو ڈارک روم میں چھوڑ کر گیا تو عمران اور بلیک زیرو ڈارک روم میں داخل ہوئے۔ اس وقت ہلٹن ہوش میں آ رہی تھی۔ وہ دونوں اس کے مکمل ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگے۔ چند لمحوں بعد وہ مکمل طور پر ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن صفدر اسے کرسی پر رسی سے باندھ کر گیا تھا اس لئے وہ اٹھ نہ سکی۔

''عمران۔ تت۔ تم''...... ہلٹن نے عمران کو دیکھتے ہی چونک کر کہا۔

''اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ تمہیں صفدر اٹھا کر لایا ہے اور صفدر میرا ساتھی ہے۔ وہ تمہیں میرے پاس ہی چھوڑ کر جائے گا نا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو''...... ہلٹن نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''دیکھو۔ میں عورتوں پر تشدد کرنے کا قائل نہیں ہوں اس لئے تم مجھے تشدد پر مجبور نہ کرنا۔ تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دیتی جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''تم پوچھنا کیا چاہتے ہو۔ سب کچھ تو تمہارے علم میں آ چکا ہے۔ تمہارے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے اسرائیل نے ایک نئی تنظیم بنائی جس کا نام گیم اوور رکھا گیا۔ اس تنظیم میں ایسے لوگوں کو شامل کیا گیا جو بظاہر تو مسلمان تھے لیکن درحقیقت یہودی تھے اور انہیں کئی سال پہلے پاکیشیا میں آباد کیا گیا تھا۔ کلار کو اس تنظیم کا چیف بنایا گیا۔ اس تنظیم کے ممبران کی طویل ٹریننگ کی گئی۔ ان پر لاکھوں ڈالرز خرچ کئے گئے۔ ٹریننگ کے بعد اسرائیلی صدر نے ممبران کی صلاحیتوں اور کارکردگی کو خود بھی مانیٹر کیا اور پھر مطمئن ہونے کے بعد یہاں بھیج دیا گیا۔ یہاں ہم نے تم پر انتہائی مہارت سے حملے بھی کئے لیکن نتیجہ کیا نکلا۔ صفر۔ تم لوگ انسانوں کی بجائے کوئی اور ہی مخلوق لگتے ہو۔ اتنے خوفناک حملے ہوتے ہیں، بے پناہ تباہی ہوتی ہے، سب خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمارے دشمن مارے گئے لیکن بعد میں سب کے منہ لٹک جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ بچ گئے ہو۔ میں نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو میں آئندہ تمہارے مقابل ہی نہیں آؤں گی۔ تمہارے مقابل ہی کیا میں تو یہ فیلڈ ہی چھوڑ دوں گی۔ براعظم افریقہ یا براعظم آسٹریلیا کے کسی قصبے میں جا کر گمنامی کی زندگی گزار

دوں گی۔ ایسی سیکرٹ ایجنسی کا کیا فائدہ کہ انسان ایک مشن ہی مکمل نہ کر سکے''...... ہلٹن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تمہارے یہ ارادے ہیں۔ یہ تو بڑے نیک ارادے ہیں لیکن ابھی بھی تم میرے چند سوالوں کے جواب دے سکتی ہو''۔ عمران نے کہا۔

''پوچھو۔ اگر کوئی بات میرے علم میں ہوئی تو میں ضرور بتاؤں گی''...... ہلٹن نے کہا۔

''جب صفدر نے ہوش میں آ کر وہاں تمہارے ٹھکانے پر کارروائی کی تو کلار اس وقت کہاں تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''کلار نے تمہیں قتل کرنے کے لئے انتہائی خطرناک پلاننگ کی ہے۔ اس نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ تمہارے والد سر عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا جائے۔ تم لازماً ان کے نماز جنازہ میں شریک ہو گے۔ ان کے نماز جنازہ کے دوران وہاں طاقتور بم بلاسٹ کر کے تمہارا خاتمہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ کسی سے ملنے گیا ہوا تھا تاکہ سر عبدالرحمٰن کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے''...... ہلٹن نے کہا تو عمران کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی آ گئی۔

''اب اس نے موجودہ ٹھکانے پر تو واپس نہیں آنا۔ اس کے دوسرے ٹھکانوں کے بارے میں بتاؤ''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''اس کے دو ٹھکانے مزید ہیں لیکن اس نے ابھی تک مجھے ان کے بارے میں نہیں بتایا''...... ہلٹن نے کہا۔

''اس کا موبائل نمبر بتاؤ''...... عمران نے کہا تو اس نے کلار کا موبائل نمبر بتا دیا۔

''اوکے۔ تم نے سچ بول کر اپنی جان بچا لی ہے اور میں تمہیں شریفانہ زندگی گزارنے کا موقع بھی ضرور دوں گا۔ نہ صرف موقع دوں گا بلکہ اس سلسلے میں تمہاری مدد بھی کروں گا تاکہ تم یہودیوں کے عتاب سے بچ سکو لیکن یہ سب کچھ میں کلار سے نمٹنے کے بعد کروں گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو اشارہ کیا اور وہ دونوں ڈارک روم سے باہر آ گئے۔ دانش منزل کے کنٹرول روم میں پہنچ کر عمران نے ایک کارڈلیس فون اٹھا لیا۔ یہ عام نمبر تھا اور انہیں جب عام کال کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو وہ اسی سے کال کرتے تھے۔ عمران نے ہلٹن کے بتائے ہوئے نمبر پریس کئے اور دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''ہیلو''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''کلار۔ میں ہلٹن بول رہی ہوں۔ غضب ہو گیا''...... عمران نے ہلٹن کے لہجے میں کہا۔

''تم کہاں سے بول رہی ہو اور کیا غضب ہو گیا ہے''۔ دوسری طرف سے کلار کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''میں ایک پبلک فون بوتھ سے بول رہی ہوں۔ تم سر عبدالرحمٰن

کے سلسلے میں باہر گئے تو میں بھی تھوڑی دیر کے لئے مارکیٹ چلی گئی۔ مجھے چند چیزیں خریدنی تھیں۔ میں وہاں سے واپس آئی تو ہماری کوٹھی کا نقشہ بدل چکا تھا۔ ہمارے تمام آدمی مارے جا چکے تھے اور وہ صفدر غائب تھا''...... عمران نے ہلٹن کے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جب فائرنگ ہو رہی تھی تو میں کوٹھی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جب صفدر کوٹھی سے باہر نکلا تو میں نے اس کا تعاقب کیا۔ اس وقت میں صفدر کے فلیٹ میں ہوں۔ صفدر کو میں نے بے ہوش کر دیا ہے۔ اب میں اسے ہوش میں لا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا کیونکہ میں نے صفدر کا تعاقب کرتے ہوئے یہ ہیڈکوارٹر دیکھ لیا ہے''...... دوسری طرف سے کلار نے کہا۔

''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تم مجھے صفدر کے فلیٹ کا ایڈریس بتاؤ میں وہاں پہنچ جاتی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ایڈریس میں تمہیں نہیں بتا رہا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی تمہارے تعاقب میں ہو۔ تم وہیں کسی قریبی ہوٹل میں بیٹھ کر میرا انتظار کرو۔ میں ہوٹل پہنچ جاؤں گا۔ تمہارا موبائل فون کہاں ہے''...... کلار نے کہا۔

''میں جب مارکیٹ کے لئے نکلی تھی تو موبائل فون تمہارے آفس میں ہی رہ گیا تھا۔ واپس آ کر میں آفس والے کمرے میں گئی ہی نہیں بلکہ فوراً کوٹھی سے باہر نکل آئی''...... عمران نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ تم وہاں کسی ہوٹل میں بیٹھ کر میرا انتظار کرو اور آدھ گھنٹے بعد پھر مجھے فون کر لینا''...... کلار کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں آدھے گھنٹے بعد تمہیں فون کرتی ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو عمران نے کارڈلیس فون میز پر رکھ دیا۔

''میرے خیال میں اس کلار سے فائنل فائٹ کا وقت آ گیا ہے''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار مین روڈ پر تھی اور اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی۔ تیز رفتاری کے باعث وہ تھوڑی ہی دیر میں صفدر کے فلیٹ کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے فٹ پاتھ کے قریب کھڑی کی اور پھر ایک منٹ سے بھی کم وقت میں وہ صفدر کے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور وہ دبے پاؤں چلتا ہوا فلیٹ میں داخل ہوا۔ پہلا کمرہ ڈرائنگ روم تھا اور ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

عمران ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو ڈرائنگ روم کے فرش پر کلار بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سبزی کاٹنے والی چھری تھی۔ اس کے سامنے ہی صفدر بھی فرش پر بیٹھا ہوا تھا لیکن صفدر کے ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے تھے۔ اس وقت صفدر ہوش میں تھا اور غالباً اسے ابھی ابھی ہوش آیا تھا۔ جیسے ہی عمران ڈرائنگ روم میں

داخل ہوا کلار اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور چھری زوں کی آواز کے ساتھ اس کے قریب سے گزر کر دیوار سے جا ٹکرائی۔ اس کے ساتھ ہی عمران بھی حرکت میں آ گیا تھا۔

عمران کا اوپر کا جسم تھوڑا سا ترچھا ہوا جس کے نتیجے میں چھری اس کے بہت قریب سے گزر گئی۔ چھری کے قریب سے گزرنے کے بعد عمران ہوا میں اچھلا اور اسی لمحے کلار بھی اٹھنے لگا لیکن ابھی وہ پوری طرح اٹھ نہیں پایا تھا کہ عمران اس کے اوپر جا گرا اور اٹھتا ہوا کلار قالین پر گر گیا۔ اس پر گرنے کے دوران ہی عمران نے اس کی کنپٹی پر مکا مارنے کی کوشش کی لیکن اس نے بھی اپنے سر کو پیچھے ہٹایا اور عمران پر جوابی حملہ کیا۔ اس کا مکا عمران کے سینے پر لگا اور عمران الٹ گیا۔ کلار تڑپ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے بھی اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔

عمران نے اٹھتے ہوئے اپنی لات گھمائی جو کلار کے منہ پر لگنی چاہئے تھی لیکن کلار بھی تھوڑا سا ترچھا ہوا۔ ترچھا ہو کر وہ ایکدم سیدھا ہوا اور اس کے سر کی ٹکر عمران کے سینے پر لگی۔ عمران اچھل کر دو فٹ دور جا گرا۔ کلار نے اس پر چھلانگ لگائی اور عمران نے تیزی سے کروٹ بدلی۔ جیسے ہی کلار کے قدموں نے فرش کو چھوا عمران کی ٹھوکر اس کے پیروں پر لگی اور وہ لڑکھڑا گیا۔ اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی عمران نے ایک اور ٹھوکر اسے مار دی اور وہ الٹ کر

فرش پر گرا اور اس کے ساتھ اس کے سر پر عمران کا زور دار مکا لگا اور اس کا سر چکرانے لگا۔ لیکن اس نے خود پر قابو پا لیا۔ اس نے تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

اس دوران عمران بھی کھڑا ہو گیا۔ کھڑے ہوتے ہی کلار نے اپنی جیب سے ریوالور نکال لیا تھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران پر فائر کر دیا۔ عمران نے خود کو نیچے گرایا اور گولی پیچھے دیوار میں جا لگی۔ کلار نے دوبارہ ریوالور کا رخ عمران کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ اس مرتبہ عمران سپرنگ کی مانند اچھلا اور گولی قالین کو جا لگی جبکہ عمران خود کلار سے جا ٹکرایا۔ اس ٹکر کے نتیجے میں کلار اور وہ دونوں ہی ایک بار پھر قالین پر جا گرے اور ریوالور کلار کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

قالین پر گرتے ہی عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کا ایک پنچ کلار کے چہرے پر پڑا اور کلار ایک بار پھر چکرا کر رہ گیا۔ وہ سر کو جھٹک کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ عمران نے تیزی سے کروٹ بدلی اور وہ کلار کے گرے ہوئے ریوالور کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ریوالور اٹھا لیا۔ اتنی دیر میں کلار خود کو سنبھال چکا تھا اور پھر عمران اور کلار بیک وقت اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

''چیف کلار۔ گیم اوور۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے رک رک کر طنزیہ لہجے میں کہا تو وہ اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔ اس

کی نظریں عمران کی انگلی پر جم گئیں۔ عمران نے ٹریگر دبایا اور کلار ہوا میں اچھلا لیکن اس کے اچھلنے کے باوجود گولی اس کے سینے پر عین دل کے مقام پر لگی اور بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور وہ واپس قالین پر آ گرا۔ عمران کی طرف سے چلائی جانے والی ایک ہی گولی نے اسے اوور اینڈ آل کر دیا تھا۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیں''...... صدر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''سر۔ پاکیشیا سے علی عمران کی کال ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کی آپ سے بات کرنا بہت ہی ضروری ہے''...... دوسری طرف سے اسرائیلی صدر کے پی اے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کا خیال تھا کہ صدر صاحب اسے ڈانٹیں گے لیکن خلاف توقع صدر صاحب نے اسے کچھ نہیں کہا تھا۔

''علی عمران کی کال۔ اوہ۔ بات کراؤ''...... اسرائیلی صدر نے

کہا۔ ویسے انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ عمران نے فون پر کیا کہنا ہے۔ انہوں نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور اگلے ہی لمحے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... صدر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''جناب صدر۔ آپ کی گیم تو اوور ہو گئی''...... دوسری طرف سے عمران کی شوخ آواز سنائی دی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا''...... صدر نے کہا لیکن وہ عمران کی بات سمجھ گئے تھے۔

''اسرائیل کو پھر کروڑوں ڈالرز کا نقصان ہو گیا۔ اس کے بہترین تربیت یافتہ ایجنٹ مارے گئے اور ساتھ ہی وہ لوگ بھی جو کئی سالوں سے پاکیشیا میں مسلمان بن کر رہ رہے تھے لیکن حقیقت میں وہ یہودی تھے اور اسرائیل کے مفاد کے لئے یہاں کام کر رہے تھے۔ اسرائیل نے ان پر بھی سالانہ لاکھوں ڈالرز کی سرمایہ کاری کی ہوئی تھی''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''عمران۔ تم کب تک بچو گے۔ ایک نہ ایک دن تو تم نے ہمارے آدمیوں کے ہاتھوں مارے ہی جانا ہے''...... صدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''صدر صاحب۔ آپ یہودی ماؤں سے ایک اپیل کریں''۔ دوسری طرف سے عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب''...... صدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''آپ یہودی ماؤں سے اپیل کریں کہ وہ عقل کے اندھے پیدا نہ کریں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع کر دیا تو اسرائیلی صدر نے رسیور کریڈل پر رکھا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

ختم شد